مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے

جمالِ قُربِ الٰہی

صوفیا اور سالکین کیلئے حسین تحفہ

سید غلام دستگیر نقشبندی مجددی مدظلہ العالی
صوفی عبد المجید

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

اللہ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے

جمالِ قربِ الٰہی

صوفیا اور سالکین کیلئے حسین تحفہ

سید غلام دستگیر نقشبندی مجددی

خلیفہ مجاز

الحاج صوفی عبد المجید قدس سرہ

CLASSIC COMPUTER ARTS. 041-638364

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

85063

نام کتاب	جمال قرب الٰہی
مصنف	سید غلام دستگیر زیدی نقشبندی
اشاعت	جون 2003ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z45
قیمت	160/- روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-221201 1-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Marfat.com

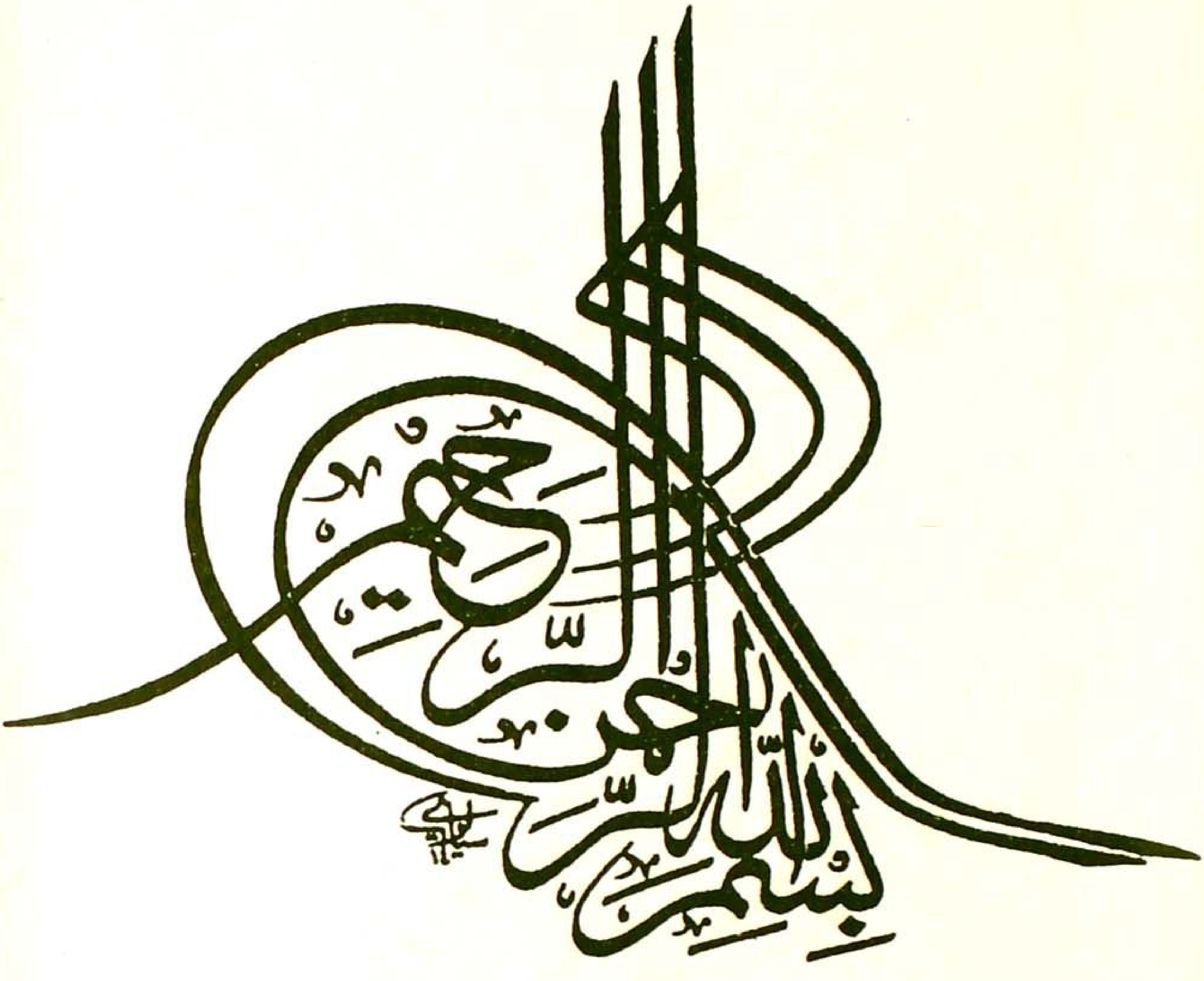

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

Marfat.com

بلغ العلی بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه و آله

Marfat.com

انتساب

شیخِ طریقت، شہبازِ معرفت، رہبرِ شریعت، ثانی علی ہجویری، ترجمانِ حقیقت، قطبِ دوراں اعلیٰحضرت الحاج صوفی عبدالمجید صاحب صدیقی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے نام۔

جو میرے لئے مینارہِ نور تھے۔ جن کی نگاہِ فیض نے اس ناچیز کو طریقت اور عرفان کی راہوں سے روشناس کرایااوران کی شفقتوں سے اس کتاب کی تالیف کے قابل ہوا۔

Marfat.com

اظہارِ خیال

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت الحاج عزیز الرحمٰن صاحب صدیقی نقشبندی ابن فخر المشائخ حضرت عبد المجید صاحب قدس سرہ العزیز مصری شاہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد و صلوٰۃ کے بعد حق تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے ہمارے شیخ و مرشد اوحد زماں حضرت الحاج مولانا صوفی عبد المجید قدس سرہ العزیز کے ایک خاص اور سعادت مند دوست اور صاحبِ مجاز حضرت الحاج سید غلام دستگیر شاہ صاحب مدظلہ العالی کو جو کہ اپنی طبیعت میں بھی شائستگی و جمال رکھتے ہیں کتاب "جمال قربِ الٰہی" لکھنے کی توفیق عطا فرمائی جس کے تمام مضامین محبوب و پسندیدہ ہیں۔ ان کی اس کاوش نے اپنے حلقہ احباب کی تعلیم کیلئے اس فقیر کی جو دیرینہ خواہش تھی اسے بھی پورا کر دیا ہے۔ فجز اہ اللہ احسن الجزا

مصنف کی تحریر نہایت آسان اور سلیس ہے جسے معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران یوں محسوس ہوتا رہا جیسے ایک شفیق استاد طلبہ کو تعلیم اور نصیحت کر رہا ہے۔ تصوف کے مضامین پر خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے نیز تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، شریعت، طریقت اور حقیقت کے عنوانات عالمانہ انداز میں بیان کئے گئے ہیں سالکِ ہدایت اور طالب کیلئے یہ کتاب دوسری کتابوں سے کفایت کرنے والی بہترین راہنما ہے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شاہ صاحب کی ان مساعی کو قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے اور مقربین کے زمرہ میں شامل فرمائے۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقیر اضعف العبید

عزیز الرحمٰن بن الشیخ عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فہرست عنوانات

باب	عنوان	ذیلی عنوان	صفحہ
	پیش لفظ		17
	حمد خالق کون و مکان		19
	نذرانہ عقیدت بحضور سرور کائنات		20
۱	دنیا کی حقیقت		21
		دنیا ایک آزمائش اور دار العمل	27
۲	طالب دنیا یا طالب مولیٰ		30
		گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	33
		ترک دنیا سے مراد رہبانیت نہیں	34
۳	سبیلِ عقبیٰ	توبہ	36
		ارکان اسلام	36
		کتاب اللہ	39
		سنت رسول اللہ	40
		رزقِ حلال	41
		حقوق العباد	41
		خدمت خلق	42
		حسن اخلاق	43
۴	اعمال اور عبادات کی قبولیت	قبولیت کی شرائط	44
۵	تصوف	تمہید	48
		تعریف	50

Marfat.com

صفحہ	ذیلی عنوان	عنوان	باب
51	تصوف ذریعہ عشق واخلاص	تصوف	
52	نفس کی تہذیب واصلاح		
53	حضور قلب واحسان		
55	احسان: عبادات کی روح		
56	تصوف کے لئے استدلال		
59	صوفی		
67	تصوف کا ماحصل		
70	تشریح واقوال	شریعت وطریقت	٦
74	قرآن وحدیث سے وضاحت	وسیلہ	۷
79	ضرورت وسیلہ وشیخ طریقت		
82	واقف راہ منزل		
83	عقلی ونقلی دلائل		
84	اہل اللہ اور صالحین کی صحبت	اہل اللہ اور صالحین کی صحبت	۸
85	صحبت کی برکات		
88	تعریف ووضاحت	بیعت	۹
92	شیخ کی ضرورت	پیرومرید	۱۰
92	جھوٹے پیر		
94	بے نماز درویش کا واقعہ		
97	پیرومرشد کیلئے کرامت شرط نہیں		

Marfat.com

باب	عنوان	ذیلی عنوان	صفحہ
	پیر و مرید	پیر و مرید کے آداب قرآن کی روشنی میں	98
		پیر کی صحبت کی اہمیت	104
		پیر طریقت کیلئے چند نصائح	106
۱۱	ولی اللہ	تعریف و وضاحت	110
		قرب کے درجات	111
		حصول ولایت کے ذرائع و اسباب	111
		ولی کی پہچان و علامات	113
		اولیاء اللہ کو بشارتیں	114
		کمال ولایت کا مدار کرامات پر نہیں	116
		اولیاء اللہ مافوق البشر نہیں ہوتے	118
		اولیاء کے ظاہر و باطن	119
		ولی کا پوشیدہ رہنا	120
۱۲	معرفت	تعریف اور ضرورت	121
		معرفت کا حصول	123
		معرفت کا ماحصل	126
۱۳	قربِ الٰہی	ضرورت و اہمیت	128
		حصول کے ذرائع	130
		قربِ نبوت اور قرب راہ ولایت	140
۱۴	توبہ	معنی و مقصد	141

Marfat.com

باب	عنوان	ذیلی عنوان	صفحہ
۱۵	تزکیہ نفس	نفس کی تعریف اور اقسام	146
		نفس امارہ، لوامہ اور مطمئنہ	149
		نفس کے مکائد (مکروفریب)	151
		نفس کے خلاف جہاد	158
		مخالفتِ نفس کا صلہ	162
		نفس اور قلب	166
۱۶	ذکر الٰہی	ذکر الٰہی	167
		مفہوم و تشریح	168
		عبادات کی روح، ذکر	171
		ذکر کی حقیقت	172
		ذکر کی اقسام (جلی و خفی)	174
		مجالس ذکر کی اہمیت	176
		حقیقت ذکر خفیہ	179
۱۷	کلمہ طیبہ (کلمہ توحید)	افضل الذکر	182
		کلمہ توحید کی حقیقت	183
۱۸	طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	بیانِ لطائف	186
		دائرہِ امکان	187
		تین اشغال (ذکر، مراقبہ، رابطہ)	188
		ذکر اسم ذات و نفی اثبات	188
		مراقبہ	190
		رابطہ	192

Marfat.com

صفحہ	ذیلی عنوان	عنوان	باب
193	تفصیل مراقبات	طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	
194	(مراقبہ ولایت صغریٰ، کبریٰ وعلیا)		
198	کمالات نبوت		
200	مراقبات حقائق الٰہیہ		
202	مراقبات حقائق انبیاء		
206	شیون وصفات		
207	سلوک الی اللہ میں سیر کی حقیقت	سلوک الی اللہ میں سیر کی حقیقت	۱۹
209	تعریف وتشریح وفضائل	اصطلاحات نقشبندیہ	۲۰
216	فنا وبقا	دیگر اصطلاحات صوفیہ	۲۱
218	اہل تلوین وتمکین		
218	جلال وجمال		
219	قبط وبسط		
220	خوف ورجا		
220	تجلی		
221	یقین (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین)		
224	جذب وسلوک		
226	وصول		
227	حجاب		
227	معجزہ		
228	کرامت		
228	کشف وغیرہ		

Marfat.com

باب	عنوان	ذیلی عنوان	صفحہ
		تصرف	228
۲۲	لوازمات طریقت	رضا	230
		لقمہ حلال	232
		قیام اللیل	235
		توکل	239
		صبر	243
		شکر	246
		مجاہدہ	248
		تقویٰ، زہد، ورع	249
۲۳	گناہ	گناہ کبیرہ	256
		گناہ صغیرہ	259
		فلسفہ گناہ	259
		مضرات گناہ	260
		گناہ کا کفارہ و مغفرت	261
۲۴	اعمال کی جزاوسزا	اعمال کی جزاوسزا	264
		جزاوسزا کا معیار	265
		اعمال کی قبولیت کا پیمانہ	267
		ظالموں کی قسمیں بروئے اعمال	268
		بخشش کا ذریعہ	268
		بایزید رحمۃ اللہ کا واقعہ	269
		ہر حالت میں خوفِ خدا	270

Marfat.com

باب	عنوان	ذیلی عنوان	صفحہ
	اعمال کی جزاوسزا	اعمال کے آثار	272
		مفلس کون	273
۲۵	دعوت الی الخیر	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	274
		بحری جہاز کے دو طبقوں کی	276
۲۶	علم	مثال	277
		علم کی فرضیت	277
		علم کی فضیلت	278
		علم اور عمل	279
		حقیقی علم	280
		علم اور خشیت	281
۲۷	حقیقت صلوٰۃ	نماز کی فرضیت	283
		نماز کی اہمیت	285
		نماز کی فضیلت	286
		ترک نماز پر وعید	287
		کامل ادائیگی	290
		نماز باجماعت	292
		نماز کا باطن اور حقیقی روح	292
		نماز معاف نہیں	296
۲۸	روزمرہ نظام اوقات	روزمرہ نظام اوقات	298
		ترتیب اوقات	299

Marfat.com

باب	عنوان	ذیلی عنوان	صفحہ
		روزمرہ کے وظائف معہ فضائل	303
۲۹	نفلی روزے	سال بھر کے نفلی روزے	310
۳۰	فضائل قرآن مجید	فضائل قرآن مجید	313
		قرآن کی تعلیمات پر عمل	316
		مخصوص سورتوں اور آیات کے فضائل	317
		آداب تلاوت قرآن	325
۳۱	فضائل درود و سلام	فضائل درود و سلام	328
۳۲	متفرقات	دس چیزوں کی حرمت	330
		دس چیزوں کی حرمت کا بیان فکر آخرت	331
		وصیت نامہ عبد الخالق غجدانیؒ	331
		ایک ایمان افروز حدیث	335
		ارشادات نبوی ﷺ	336
		جواہر پارے	339
۳۳	دعا	دعا کی اہمیت اور حکم	342
		دعا کے فضائل	343
		کیا مانگا جائے	344
		دعا کے آداب و لوازمات	344
		شرائط قبولیت	345

Marfat.com

صفحہ	ذیلی عنوان	عنوان	باب
345	قبولیت میں دیر کی حکمت	دعا	
346	دعا کا مسنون طریقہ		
347	دعا کی لازمی قبولیت والے		
347	کن کن کی دعا قبول نہیں ہوتی		
348	انبیاء علیہم السلام کی دعائیں		
351	مزید مسنون دعائیں		

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

قرون اولیٰ میں لوگوں کی زندگیاں اور طریقہ ہائے بود و باش اور روزمرہ کا رہن سہن بہت سادہ تھا۔ دنیاداری میں انہماک بہت کم اور مادیت کے اثرات بھی بہت قلیل تھے ان کے دل کسی نہ کسی شکل میں خالق کائنات کے تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز تھے۔ اور ان کی روحانی اقدار زندہ تھیں۔ لیکن جوں جوں دنیا میں مادیت کا دخل بڑھتا گیا اور حضرت انسان مادیت کی رنگینیوں میں جذب ہوتا گیا اور نام نہاد ترقی پذیری کے جال میں پھنستا چلا گیا جسمانی اور روحانی اقدار میں خلیج حائل ہوتی چلی گئی۔ رسول اکرم ﷺ کے دور کا اور اس کے بعد کے قریبی زمانے والا روحانی کیف کم سے کم تر ہوتا چلا گیا تا آنکہ انسان آدمیت تک سے محروم ہو گیا۔

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست — آدمیت جز رضائے دوست نیست
اینکہ می بینی خلاف آدم اند — نیستند آدم غلاف آدم اند

موجودہ دور روحانی اقدار اور فکر آخرت سے تقریبا تہی دست ہو چکا ہے۔ مالی منفعت کی ہوس اور زمانے کی تیز دوڑ نے شعوری صلاحیتوں کو غفلت کی دبیز تہوں میں گم کر دیا ہے اس لئے اس گئے گزرے دور میں روحانی اقدار کو زندہ رکھنا۔ خدائے وحدہ لاشریک سے لو لگانا اشرف المخلوقات انسان کو عافیت اور حق کی معرفت کی طرف راغب کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اور مذکورہ صفات سے متصف ہونا ہی جہاد اکبر ہے۔ رب کریم نے اپنی

Marfat.com

الہامی کتاب کے ذریعہ اور اپنے حبیب مکرم کے واسطہ سے جو پیغام ہم تک پہنچایا ہے۔اس کا بہترین نمونہ آپ کی سیرت مبارکہ ہے اور اس کی جھلک آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حیات طیبہ میں ملتی ہے۔

ایک سچے مسلمان کی زندگی انہی اوصاف کی متقاضی ہے کہ وہ اپنی ظاہری اور باطنی زندگی کو نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے قالب میں ڈھالے۔اور اپنے اعمال کو خلوص کے رنگ میں رنگے۔ایک صوفی کیلئے اپنی زندگی میں ایسے ہی انقلاب کی ضرورت ہے۔

زیر نظر کتاب میں ایک سچے صوفی اور مومن کو دین میں رسوخ، اعمال میں خلوص، افعال میں للّٰہیت اور حب رب ذوالجلال کی طرف رغبت دلانے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے تاکہ انسان انسانیت کے شرف سے متصف ہو سکے اور مومن حق جو کو معرفت خداوندی کے کیف و سرور سے آگہی حاصل ہو اور اسی کا نام تصوف ہے۔اور اسی روحانی منزل کے راہی کو صوفی کہا جاتا ہے۔

صوفی کے سلوک اور راہ طریقت کے مسافر کا زادراہ سراسر جذب و شوق، سوز و گداز، عشق و محبت اور اخلاص و یقین ہے۔رب ذواجلال سے دعا ہے کہ وہ ہر صاحب ایمان اور راہ حق کے متلاشی کو ان صفات سے متصف کرے۔ آمین

احقر العباد

سید غلام دستگیر زیدی

نقشبندی مجددی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد خالق کون و مکان

سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت ذوالجلال والاکرام کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا خالق و مالک و رازق اور پالنے والا ہے۔ رحمان اور رحیم ہے۔ مالک روز حشر ہے سب کا ہادی و راہنما ہے۔ جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ جس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا وہ واحد و لاشریک اور بے نیاز ہے اس کا کوئی ثانی اور ہمسر نہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ جس کی راہنمائی کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کی کوئی راہنمائی کرنے والا نہیں وہ ظاہر و باطن کو جاننے والا اور علیم و خبیر اور حکیم ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ ہر قسم کی بڑائی اس کی ذات بے ہمتا کو زیبا ہے۔ کائنات کی ہر چیز اس کی ذات پر شاہد ہے۔ یہ افلاک کی بلندیاں، زمین کی وسعتیں، سمندر کی پہنایاں، ضیائے آفتاب، نور قمر، ستاروں کی جگمگاہٹ، دریاؤں کا زور، ندیوں کا شور، پرندوں کی چہچہاہٹ، جمالِ باغ و راغ، گلوں کا بانکپن، کلیوں کی رعنائی وزیبائی، یہ تمام کا تمام حسن فطرت اسی بے نشان کی نشاندہی کرتا ہے وہ جبار و قہار بھی ہے وہ زبردست اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ خطاؤں اور لغزشوں کی پردہ پوشی کرنے والا اور گنہگاروں کی مغفرت کرنے والا ہے وہ ہادی و راہنما ہے۔ اس نے اپنے بندوں کی راہنمائی کیلئے اپنے انبیا اور رسول بھیجے اور ہمیں سرور کائنات ﷺ کے امتی ہونے کا شرف بخشا۔

الٰہی حسن توفیقم عطا کن   بیان نارسایم را رسا کن
الٰہی بافروغ صبح رحمت   دل ماروشن از نورِ صفا کن
الٰہی توشہ فردائے مارا   ولائے خاندانِ مصطفیٰ کن

آمین

Marfat.com

نذرانہ عقیدت بحضور سرور کائنات

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

کروڑہا درود و سلام ہو نبی امی علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کی آل اور اصحاب پر جس کو رب ذوالجلال نے حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ جو فاران کی چوٹیوں سے خدا کا آخری پیغام لے کر اترا اور نور ہدایت سے جہان جن وانس کو روشن کر دیا۔ جس نے اونٹوں کے چرانے والوں کے دلوں میں توحید کی شمعیں روشن کیں اور صحرا نشینوں کو تاجدار عرب و عجم بنا دیا اور اصنام پرستی کی ظلمتوں سے نکال کر سبیل الرشاد کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اے رب ذوالجلال! بے انتہا بار درود و سلام بھیج اپنے سچے رسول کریم پر جس نے انسانیت کی ہدایت کیلئے گالیاں کھائیں۔ جس پر پتھر برسائے گئے جس کے پائے مبارک سنگباری سے لہو لہان ہو گئے لیکن اس رحمتہ اللعالمین کی شان یہ کہ اس کی زبان مبارک سے دعائے ضرر کا ایک لفظ تک نہ نکلا۔ درود و سلام ہو امت کے اس غم گسار پر جو راتوں کو جاگ جاگ کر امت کی مغفرت کیلئے روتا اور دعائیں کرتا رہا۔

اے رب کریم اپنے محبوب نبی آخر الزمان احمد مجتبےٰ حامل لواء الحمد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور مقام محمود پر سر فراز فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا اور مجھ جیسے روسیاہ گنہگار اور ہر صاحب ایمان کو ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ آمین

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Marfat.com

باب ا دنیا کی حقیقت

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

١۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلاَّ لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ ٥ (الانعام ع٤)

اور دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشہ ہے اور حقیقت میں آخرت کا مقام ہی ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو متقی (پرہیزگار) ہیں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

٢۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ٥ (سورۃ الحدید ع٣)

اور دنیا کی زندگی محض ایک دھوکہ ہے

احادیث میں رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے۔

١۔ اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْهَا اِلاَّ ذِکْرُ اللّٰهِ اَوْعَالِمٌ اَوْمُتَعَلِّمٌ

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کی یاد اور عالم یا طالب علم۔

٢۔ حُبُّ الدُّنْیَارَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے

مندرجہ بالا آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں دنیا کو ایک کھیل تماشہ اور محض ایک دھوکہ قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور یہی نہیں بلکہ دنیا پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ اس طرح ارشاد باری تعالی اور ارشاد نبوی ﷺ سے اس دنیا کی حقیقت کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے جس میں ہمہ تن مصروف ہو کر انسان اپنے اصل وطن یعنی دارِ آخرت کو فراموش کر دیتا ہے اور اس عارضی شان و شوکت پر پھولے نہیں سماتا۔ فانی دنیا کا یہ ٹھاٹھ باٹھ جس کو رب ذوالجلال نے کھیل

Marfat.com

تماشہ اور دھوکہ قرار دیا اور اس کے نبی برحق نے اس پر لعنت بھیجی اور اسے جملہ برائیوں کی جڑ فرمایا اس دنیا کی عارضی زیب وزینت پر فریفتہ ہو کر صبح وشام کی دوڑ محض ایک خطا ہے۔ اگر انسان کو تخت شاہی بھی میسر آجائے تو اس کی وقعت بھی آخرت کے مقابلے میں ایک تنکے کے برابر نہیں ہوگی۔ ایک دفعہ حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جب بغداد پہنچے تو خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کی دعوت کی اور بہت عزت و احترام سے پیش آیا اور نصیحت کا خواستگار ہوا۔ آپ نے چند نصائح فرمانے کے بعد خلیفہ سے سوال کیا کہ اگر تم ریگستان میں پیاس سے تڑپ رہے ہو اور کوئی شخص نصف سلطنت کے عوض تمہیں ایک گلاس پانی دینا چاہے تو کیا تم اس کو قبول کر لو گے۔ ہارون الرشید نے جواب دیا کہ یقیناً قبول کر لونگا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اگر پانی کے استعمال کے بعد تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور شدت تکلیف میں کوئی طبیب علاج کے معاوضہ میں باقی نصف سلطنت بھی تم سے طلب کرے تو پھر تم کیا کرو گے۔ ہارون نے جواب دیا کہ باقی نصف سلطنت بھی اسی کے حوالے کر دونگا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اس سلطنت پر کیا فخر جو ایک گھونٹ پانی پر فروخت ہو جائے یعنی اس کی قیمت صرف پانی کا ایک گھونٹ ہو یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید بہت دیر تک روتا رہا۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اسے کان سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو اس کو ایک درہم کے بدلے میں لینا چاہتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ اس کو کون لے گا۔ یہ تو زندہ بھی ہوتی تو عیب دار ہونے کی وجہ سے کوئی نہ خریدتا کیونکہ اس کے کان کٹے ہوئے ہیں۔ اور اب تو یہ مردہ ہے" آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جتنی ذلیل تمہاری نظر میں یہ ہے یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس (مردہ) بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا "اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے برابر بھی حقیقت رکھتی تو

85063

Marfat.com

کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی نہ ملتا"۔

اس حقیقت کے باوجود حضرت انسان ہے کہ اس ذلیل دنیا کے حصول میں کھویا چلا جا رہا ہے اور دنیا کا یہ مال جس کو یہ باعث راحت و آرام سمجھتا ہے اس دنیا میں ہی اس کیلئے عذاب بن جاتا ہے۔ ابتدا میں دنیا کے حصول کی تمناؤں اور تدابیر میں ہزار قسم کی محنت مشقت اور ذہنی کوفت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی محبت کا بھوت ہر وقت اس کے اعصاب پر سوار رہتا ہے۔ نہ دن کو چین نہ رات کو سکون کی نیند نہ اپنے تن بدن کی خبر نہ اہل و عیال میں دل بہلانے کی فرصت۔ پھر اگر دنیا کا مال اور نعمتیں حاصل ہو گئیں تو ان کی حفاظت اور ان میں اضافے کی فکر دن رات کا عذاب بنی رہتی ہے۔ اگر ذرا نقصان ہو گیا یا کوئی بیماری پیش آ گئی تو غموں کا پہاڑ آ پڑا اور اگر اتفاق سے ساری چیزیں حسب منشا حاصل ہو بھی جائیں تو ان میں اضافے کے چکر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور صرف اور صرف دنیا کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور پھر ہر جائز و ناجائز طریقے سے اس کے حصول میں مگن ہو جاتا ہے۔ خدا، آخرت اور اپنے مقصد تخلیق کو یکسر بھول جاتا ہے۔ صبح و شام گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اور اس فانی دنیا کی محبت میں کوئی برائی کرنے سے گریز نہیں کرتا میرے آقا ﷺ کا ارشاد ہے۔

حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ ۔ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے (الحدیث)

اے انسان ذرا سوچ! تیرا مقصد آفرینش کیا تھا اور تو کن کاموں میں کھو کر رہ گیا ہے۔ تجھے تو چاہئے تھا کہ اپنے گرد و پیش کے روزمرہ کے واقعات اور اس جہان فانی سے عبرت حاصل کرتا اور خالق کائنات اور معبود برحق کی رضا کے حصول کیلئے اپنی راہ متعین کرتا اور آخرت کی دائمی زندگی کیلئے زاد راہ کی فکر کرتا۔ لیکن افسوس تو حقائق سے آنکھیں بند کئے اس فانی دنیا سے اپنی وابستگی لمبی کرتا چلا جا رہا ہے۔

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہ باغ و بہار یہ بہتے ہوئے دریا، دلاویز آبشاریں، چنچل ندیوں کا شور خوبصورت پہاڑ سرسبز وادیاں چاند کی روح پرور روشنی ستاروں کا جھرمٹ اور دنیا کی بے شمار رنگینیاں

Marfat.com

تیرے شعور پر پردہ ڈال کر کہیں تجھے اپنے اندر جذب نہ کر لیں

ہمہ اندوز من ترا زین است　　کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

میری تمام تر نصیحت تجھے یہ ہے کہ تو کم عمر ہے اور یہ گھر (یعنی دنیا)
رنگین ہے (اس میں کھو نہ جانا)

یہ دل لبھانے والے قدرتی مناظر حسین و جمیل لیکن فانی دنیا کی یہ تمام تر رنگینیاں انسان کی آزمائش کا سامان ہیں تا کہ دیکھیں کہ کون اس جہان رنگ و بو میں کھو کر اپنے مقصد آفرینش اور اپنی اصل منزل یعنی دار آخرت کو بھلا کر یہیں کھو کر رہ جاتا ہے اور کون دور اندیش اور مومن حق شناس اس عارضی عیش و آرام سے کنارہ کش ہو کر اپنے دامن کو معصیت کی آلودگی سے بچاتا ہوا فکر آخرت میں لگ جاتا ہے اور حقیقی منزل مقصود کیلئے زاد سفر تیار کر لیتا ہے سچا مومن ہمیشہ اپنی آخرت کو پیش نظر رکھتا ہے اور وہ اس نازک گھڑی کو ہرگز نہیں بھولتا جب ایک وقت آئے گا کہ اس رنگین دنیا اور جہان فانی کی بساط لپیٹ دی جائیگی۔ ہر ذی روح اور ہر چیز فنا ہو جائے گی اور ہمیشہ رہنے والی صرف رب ذوالجلال کی ذات باقی رہ جائیگی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

اس زمین میں جتنے بھی ہیں فنا ہو جائیں گے اور تیرے پروردگار کی ذات باقی رہ جائے گی جو عظمت اور احسان والی ہے

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "پس اختیار کرو باقی چیز کو فانی پر" پس اس فانی دنیا سے دل لگانا جہالت اور کم فہمی ہے اس جہان رنگ و بو کی عمر تو بہت تھوڑی ہے آقائے دو جہاں رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے مَثَلِيْ وَ مَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ قَالَ قَيْلُوْلَةً تَحْتَ الشَّجَرِ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا "یعنی میری اور اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار راستے میں کسی درخت کے نیچے دوپہر کے وقت آرام کیلئے ٹھہرتا ہے اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔"

اے غافل انسان حیف ہے تجھ پر کہ تو اس چند روزہ حیات مستعار کو غنیمت جانتے ہوئے یہ فکر نہیں کرتا کہ تیری آخرت کی ابدی زندگی سنور جائے۔ تیری یہ زندگی تو لمحہ بہ لمحہ گھٹتی چلی جارہی ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

گھڑی کی ٹک ٹک تجھے ساتھ ساتھ خبردار کررہی ہے کہ تری عمر عزیز ہر ثانیہ کم ہوتی جارہی ہے اس لئے غفلت کا پردہ اپنی آنکھوں سے اتار یہ جہان رنگ و بو جس میں تو کھو کر رہ گیا ہے محض ایک مسافر خانہ ہے۔ چند گھڑیوں کے قیام کے بعد تو اپنے اصل وطن کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اپنا مال، دولت، بنگلے، کوٹھیاں، جائیداد اور اپنی پیاری اولاد کو چھوڑ کر چل دے گا جن کیلئے تو نے اپنے محسن اور خالق حقیقی کو بھلا دیا تھا اور اس کے اوامر و نواہی کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور اس فانی دنیا کو بسانے کیلئے رات دن ایک کردیا تھا نہ تیرا مال کام آئے گا نہ جائیداد بلکہ آخرت میں ان کا حساب دینا تیرے لئے وبال جان بن جائے گا تیری اولاد اور تیرے عزیز و اقارب تیرے کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ تجھے اندھیرے گڑھے میں منوں مٹی کے نیچے دبا کر واپس آجائیں گے تیری قبر اور آخرت کے ساتھی صرف اور صرف تیرے اعمال ہونگے اور اعمال بھی اگر نیک ہونگے تو آخرت میں سرخرو ہوگا اور اگر اعمال برے ہونگے تو اخروی زندگی برباد ہو جائے گی اور دردناک عذاب تیرا مقدر ہوگا اس لئے کوتاہ اندیش ہے وہ شخص جو دنیا میں مگن ہو کر آخرت کو بھلا بیٹھے اور اپنی موت سے غافل ہو جائے۔

تذکرۃ الاولیاء کے مصنف فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے دواخانہ میں مصروف کار تھے کہ ایک فقیر نے آکر صدا کی۔ آپ نے مصروفیت کی وجہ سے کوئی توجہ نہ دی۔ جب فقیر نے دیکھا کہ اس کی صدا کا کوئی اثر نہیں ہوا تو بولا کہ کاروبار میں ایسے مصروف ہو تو جان کیسے دو گے۔ عطارؒ نے جھنجھلا کر جواب دیا "جیسے تم دو گے" فقیر نے کہا بھلا میری

Marfat.com

طرح کیا دو گے؟" یہ کہا اور کشکول سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا۔ زبان سے لا الہ الا اللہ کہا اور جان قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ جب شیخ عطارؒ نے یہ منظر دیکھا تو ان کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا اسی وقت دواخانہ کھڑے کھڑے لٹا دیا اور درویشی اختیار کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر ایک کو موت کا مزا چکھنا ہے

موت کا وقت مقرر ہے اور جب آخری وقت آپہنچتا ہے تو کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ایک جابرو قاہر بادشاہ باہمہ جاہ و جلال اپنے عالیشان محل میں نہایت خوبصورت مسہری پر لیٹا زندگی کی آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ تمام خدام اور وزراء اور اہل خانہ بے چارگی کے عالم میں کھڑے ہیں۔ جس کے جاہ و جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ بڑے بڑے جری اور بہادر سالاران فوج جس کے سامنے دست بستہ کھڑے حکم کا انتظار کر رہے ہوتے تھے آج اس شہنشاہ کی یہ کیفیت ہے کہ زندگی کی آخری گھڑیوں میں موت کے بے رحم ہاتھوں میں بے یار و مددگار بے بسی کے عالم میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے رہا ہے۔ بڑے بڑے شاہی طبیب اور حکماء ارد گرد جمع ہیں اور وہ بے چارگی کے عالم میں سب کی طرف امید کی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ لیکن سب کے سب موت کے سامنے بے بس ہیں۔ حکماء اور اطباء کی تمام تر حکمت اور مہارت اور علم کسی کام نہیں آرہا ہر قسم کی دوائیں اپنی تمام تر اثر انگیزی کے باوجود قادر مطلق کی تقدیر کے سامنے بے اثر ہیں اس کی افواج قاہرہ جن کے دبدبے سے پتھر کا پتہ بھی موم ہو جاتا تھا آج اپنے جلیل القدر بادشاہ کو موت کے بے رحم ہاتھوں سے بچانے میں ناکام ہیں۔ یہ ہے زندگی کا انجام۔

وائے نادانی بعد از مرگ یہ ثابت ہوا خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

دنیاداری کے لئے کی گئی تمام تر جدوجہد اور کمائی خسارے کا سودا ہے اور حقیقت میں فائدہ دینے والی اور کام آنے والی کمائی وہی ہے جو آخرت کیلئے کی جائے اور وہ ہیں "نیک

Marfat.com

عمال"۔ قرآن پاک میں سورۃ کہف میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ٥ الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ٥ (کہف ۱۰۵)

کہہ دیجئے (اے نبی ﷺ) کہ "ہم تم کو بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارے میں کون لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوشش اور جدوجہد دنیا ہی میں گم ہو کر رہ گئی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور خدا کے سامنے پیش ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔ سو ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور قیامت کے روز ان کا کوئی وزن نہ ہو گا۔"

دنیا ایک آزمائش اور دار العمل

یہ دنیا ایک آزمائش گاہ اور دار العمل ہے اور جہاں آخر دائمی دار القرار اور دار الجزا ہے۔ اس دنیا کا تمام تر حسن و جمال کانٹے ہی کانٹے ہیں اور ان سے اپنے دامن کو بچا کر چلنا ہی دانشمندی ہے اور اسی کا نام تقویٰ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ٥

(سورۃ کہف)

بے شک ہم نے ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں اس کیلئے زینت بنایا تاکہ انہیں آزمائیں کون ان میں سے بہتر عمل کرتا ہے۔

۲۔ اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورۃ ملک)

وہ (خدا) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون بہتر عمل کرتا ہے

Marfat.com

مذکورہ بالا دونوں آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی آیت میں اس فانی دنیا کی عارضی زیبائش کو انسان کیلئے آزمائش قرار دیا اور دوسری آیت میں آگاہ کیا گیا ہے کہ موت اور حیات انسان کیلئے امتحان کا ذریعہ ہیں۔ گویا اس زندگی میں اسے موقع فراہم کیا گیا ہے کہ وہ موت کو یاد رکھتے ہوئے اخروی زندگی کیلئے نیک کمائی کا ذخیرہ کر لے اس ایمان اور یقین کے ساتھ کہ ایک دن اسے خالق کائنات کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کیلئے جوابدہ ہونا ہے انسان اس جہان فانی میں جو بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اس دنیا میں وہ کانٹے بوئے اور آخرت میں پھولوں کی امید رکھے آقائے دو جہان نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلدُّنیَا مَزرَعَةُ الاٰخِرَة

یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اب جبکہ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ موت اٹل ہے اور دوبارہ زندہ ہونے پر ہم اپنے اعمال کیلئے جوابدہ ہیں تو انسان کی یہ انتہائی جہالت اور کوتاہ اندیشی ہوگی کہ وہ اپنے انجام سے لاپرواہی اختیار کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لے اور آخرت کی فکر کو فراموش کر دے اس جہان کے خالق و مالک اور اپنے منعم حقیقی کو فراموش کر دے جو اسے عدم سے وجود میں لایا۔ احسن تقویم کی صورت میں پیدا کیا بے شمار نعمتوں سے نوازا عقل و شعور کی نعمتوں سے مزین کر کے اشرف المخلوقات کے شرف سے سرفراز کیا۔ خلافت ارضی کا تاج اس کے سر پر سجایا اور اسے مسجود ملائک بنایا۔

اے انسان تجھ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ تو اپنے خالق و مالک اور حقیقی محسن کی طلب کو اپنے اوپر لازم کر لے۔

سر از جیب غفلت بر آور کنوں
که فردا نماند بخجلت نگوں

مندرجہ بالا آیات میں دنیا کی زندگی کو آزمائش اور ایک امتحان گاہ قرار دیا گیا ہے اس کی مثال آپ یوں سمجھ لیجئے جیسے تعلیمی اداروں کے طالب علم بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں شمولیت کیلئے تیاری کرتے ہیں۔ محنت شاقہ سے نہ صرف امتحان میں سرخرو ہونے بلکہ اعلیٰ

Marfat.com

نمبروں سے کامیابی حاصل کرنے کیلئے رات دن ایک کر دیتے ہیں۔ مضامین کے لمبے لمبے کورسوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے لیکن یہ بات کسی کے علم میں نہیں ہوتی کہ پرچے میں کون کونسے سوال پوچھے جائیں گے۔ مگر اس کے بالکل برعکس کس قدر آسان اور ہمدردانہ ہے وہ امتحان جو رب کریم نے ہماری اخروی زندگی کیلئے مرتب کیا ہے۔ جس شخص کو سوالات والا پرچہ پہلے ہی بتا دیا جائے اور لمبا عرصہ اسے حل کرنے کیلئے دے دیا جائے اور اس کے عملی امتحان کے نمبر بھی فراخدلی سے دے دیئے جانے کا وعدہ کیا جائے (یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا اجر) انسان پھر بھی فیل (ناکام) ہو جائے تو اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو گی۔ انسان کی فلاح اسی میں ہے کہ دنیا کی اس کھیتی کو برباد ہونے سے بچائے اور نیک اعمال کے پانی سے سینچ کر اخروی زندگی میں اس کا پھل کھائے۔

Marfat.com

باب ۲ طالب دنیا یا طالب مولیٰ

احسان فراموش انسان نے یہ رویہ اختیار کیا کہ اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اس فانی دنیا سے دل لگا بیٹھا جس کے بارے میں پیارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

۱. دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۲. دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

۳. دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کی یاد اور عالم یا طالب علم۔

۴. دنیا کو وہ جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔

۵. جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اللہ کے بندے! تو فانی دنیا کے لئے مارا مارا پھرتا ہے در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے حالانکہ تیرا رازق اور منعم حقیقی رب ذوالجلال ہے جس نے تیرا لکھا ہوا رزق ہر صورت تجھے پہنچانے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ پھر تو دنیا کی ہوس میں اپنی آخرت کیوں برباد کر رہا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

۱. وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ٥

اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں کچھ دے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

۲. وَزُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اور آراستہ کر دی گئی دنیا کی زندگی کافروں کے لئے

اس لئے اے بندہ خدا! اپنی ہوس کا غلام نہ بن بلکہ اپنے خالق کا بندہ بن دنیا کی رغبت میں

Marfat.com

اپنے آپ کو غرق نہ کر بلکہ عقبیٰ کی فکر کر۔ اپنے قلب کو اصنام دنیا کا بت خانہ نہ بنا بلکہ اس کو مالک کی یاد میں زندہ رکھ۔ دل میں توحید کے چراغ روشن کر تاکہ تیرا دل نور خداوندی سے روشن ہو جائے۔ طالب دنیا نہ بن بلکہ طالب مولا بن اگر اس ذات کو تو نے اپنا بنا لیا تو نہ صرف یہ دنیا تیری مٹھی میں ہو گی بلکہ عقبیٰ بھی تیری ہو گی۔

ایک بادشاہ نے دربار لگایا اور طرح طرح کی نعمتیں اور رنگا رنگ کی چیزیں اس میں رکھیں اور اذن عام کر دیا جو کوئی جس چیز پر ہاتھ رکھے گا وہ اس کو دے دی جائے گی۔ ہر شخص نے اپنی اپنی پسند کی چیز پر ہاتھ رکھ دیا۔ بادشاہ کی ایک کنیز یہ تماشا دیکھتی رہی اور کسی چیز کی تمنا ظاہر نہ کی۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کیا تجھے کوئی چیز پسند نہیں آئی۔ کنیز نے پوچھا کہ جس چیز پر ہاتھ رکھوں وہ واقعی میری ہو جائے گی؟ بادشاہ نے جواب دیا کیوں نہیں تم جس چیز پر ہاتھ رکھو گی وہ تمہاری ہو گی۔ کنیز نے فوراً بڑھ کر بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ بادشاہ حیران رہ گیا اور لونڈی سے پوچھا تجھے یہ کیا سوجھی؟ دانشمند کنیز نے جواب دیا "میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں سب چیزوں کے مالک پر ہاتھ رکھ دوں وہ میرا ہو گیا تو ہر چیز میری ہو جائے گی"

لیکن حقیقی مومن اور طالب مولا کی شان تو اس سے بھی بالاتر ہے وہ تو صرف اللہ کی رضا کا طلب گار ہوتا ہے۔ اس کے بدلے وہ تو جنت کو بھی خاطر میں نہیں لاتا یہ کمینی دنیا کیا چیز ہے۔

دھن دولت آنی جانی ہے یہ دنیا رام کہانی ہے
یہ عالم عالم فانی ہے باقی ہے ذات خدا بابا

پس فانی دنیا سے دل نہ لگا بلکہ باقی رہنے والی ذات کی طلب میں اپنے شب و روز وقف کر دے تو بھی امر ہو جائے گا۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرہ بھر بہشت کے ہزاروں محلوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

عاشقوں کے نزدیک سچی محبت اور بے لوث طاعت کا یہی تقاضا ہے۔

Marfat.com

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کا ارشاد ہے کہ "ہم حق تعالیٰ کی عبادت اس کے حکم کی تعمیل میں کرتے ہیں۔ دوزخ یا بہشت کا ہونا یا نہ ہونا ہمارے لئے برابر ہے" نیز بارگاہ خداوندی میں عرض کیا "یا الٰہی اگر میں تیری عبادت بہشت کیلئے کروں تو مجھے اسی سے محروم رکھنا۔ اگر تیرے دوزخ کے ڈر سے کروں تو مجھے دوزخ میں جلا ڈالنا۔ اور اگر تیری عبادت صرف تیری محبت میں کروں تو مجھے اپنے جمال بے مثال سے محروم نہ رکھنا۔" سبحان اللہ! یہ ہے عشق خداوندی۔ اللہ کی محبت اور سچی طلب۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ (بقرہ: ۱۶۴)

یعنی اللہ کی رضا کو اپنی تمام خواہشات اور ہر دوسرے کی رضا پر مقدم رکھتے ہیں۔ اپنے قریبی رشتہ دار، عزیز و اقارب، اولاد اور مال و دولت کی محبت کو اللہ کی محبت پر قربان کر دیتے ہیں۔ پیر پیران حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "محبت حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے اور غیر الہ کو اس میں داخل کرنا شرک ہے۔ اس لئے کہ قلب انسانی فطری طور پر اللہ تعالیٰ کا مسکن ہے۔ لیکن جب غیر اللہ کو اس میں نفوذ حاصل ہوتا ہے تو توحید الٰہی کی اہانت اور خلاف ورزی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت اس چیز کو کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔"

پس اے بندہ خدا! دونوں جہانوں میں تیری بھلائی اور عافیت اسی میں ہے کہ تو سچے دل سے طالب مولا بن جائے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

Marfat.com

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

اے غافل انسان! لمحہ بہ لمحہ گزرتا ہوا وقت تجھے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔ گزرتے ہوئے شب و روز تیری عمر عزیز کو کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور تو دنیا داری کے دھندوں میں ایسا گم ہے کہ کبھی حساب نہیں کیا کہ میں نے اب تک کیا کھویا اور کیا پایا۔ تجھے اللہ نے عقل و ہوش عطا کی۔ تندرستی اور جوانی سے نوازا۔ تجھے زبان دی کہ رب کریم کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اس کی حمد و ثنا اور ذکر میں ہمہ وقت اپنی زبان کو تر رکھے قبل اس کے کہ تیرا آخری وقت آ پہنچے اور تجھے توبہ کرنے کا بھی موقعہ نہ ملے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے اس خالق کائنات کی طرف لوٹ آ۔

شیخ سعدی علیہ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں

سر از جیب غفلت بر آور کنوں   کہ فردا نماند بخجلت نگوں
کنونت کہ چشمست اشکے ببار   زبان در دہانست عذرے بیار
نہ پیوستہ باشد رواں در بدن   نہ ہموار گردد زباں در دہن

غفلت کے گریبان سے اپنا سر باہر نکال تاکہ کل شرم سے سر نگوں نہ ہونا پڑے اب جبکہ آنکھیں سلامت ہیں آنسو بہا لے اور زبان موجود ہے عذر پیش کر لے جان ہمیشہ تیرے بدن میں نہیں رہے گی اور نہ منہ میں زبان ہمیشہ رہے گی۔

جب تیرا آخری وقت آ جائے گا تو تجھے کسی کام کی فرصت میسر نہ ہو گی حتی کہ آخری لمحات میں قادر مطلق توبہ بھی قبول نہیں کرتا اس لئے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے سچے دل سے تائب ہو کر اس کی بارگاہ کی طرف رجوع کر لے۔

رنگالے چنر یا گندالے ری سیس   تو کیا کیا کرے گی اری دن کے دن
نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی   کھڑی منہ تکے گی اری دن کے دن

Marfat.com

ترک دنیا سے مراد رہبانیت نہیں

گذشتہ صفحات میں ترک دنیا کی جو رغبت دلائی گئی ہے۔اس سے یہ مراد ہر گز نہیں کہ آدمی نصاریٰ کی طرح رہبانیت اختیار کرلے اور عزیز واقارب کے حقوق سے پہلو تہی کرتے ہوئے پہاڑوں کے غاروں میں رہنے لگے یا دنیا سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہوئے جنگلوں کی راہ لے درحقیقت صوفیا جس ترک دنیا کا سبق دیتے ہیں اس سے مراد دنیا سے فرار ہرگز نہیں بلکہ قرآن وحدیث کی رو سے فانی دنیا کی محبت سے اجتناب کا سبق دیا گیا ہے۔

ارشاد خداوندی کے مطابق دنیا ایک کھیل تماشہ اور محض دھوکہ ہے۔دنیا فانی ہے اور انسان کے لئے آزمائش ہے۔اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے" ان ارشادات کی روشنی میں یہ حقیقت قطعی طور پر واضح ہے کہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر آدمی فکر آخرت اور یاد الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔اور یہی اس کی سب سے بڑی برائی ہے۔ اور دنیا کی محبت ہی اس برائی کی علت ہے۔جس طرح شراب کے حرام ہونے کی علت سکر ہے۔ اگر وہ اٹھ جائے تو حرمت خود بخود اٹھ جائے گی اسی طرح دنیا کے ملعون ہونے کی وجہ اس کو جمع کرنے اور اس میں مشغولیت کی وجہ سے فکر آخرت سے غافل ہونا ہے اور اگر کوئی بندہ خدا اس سے دامن بچالے تو دنیا مباح اور حلال ہے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل شدن　　نے قماش و نقرہ و فرزند وزن

اسلام اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ترغیب دیتا ہے۔خواہشات نفس کی پیروی سے روکتا اور دنیاوی مال ومتاع جمع کرنے اور اس کی محبت سے منع کرتا ہے اور اس کی مذمت کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جائز کاروبار تجارت اور زراعت وکاشتکاری کو جائز قرار دیتا ہے۔معاشرتی اقدار، رشتے داروں اور عزیز واقارب سے تعلقات اور شادی بیاہ وغیرہ سے ہرگز نہیں روکتا۔

امام غزالی قدس سرہٗ نے خواجہ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ سے فرمایا آپ روزانہ دنیا کی برائی کرتے اور لوگوں کو اس سے رشتہ توڑنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں مگر خود گھوڑوں اور

Marfat.com

اونٹوں کے اتنے طویلے ریشم کی طنابوں اور سونے کی میخوں سے باندھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے طویلے کی میخیں مٹی میں گاڑی ہیں دل میں نہیں۔

در خانہ اگر ہزار باشد، شاید　　در دل بجز یکے نشاید کہ بود

ترجمہ: دل میں سوائے ایک کے اور کوئی نہ ہونا چاہئے گھر میں اگرچہ ہزار ہوں کوئی مضائقہ نہیں۔

عقائد حقہ

ہر مسلمان کے عقائد کا درست ہونا نہایت ضروری ہے۔ عقائد درست نہ ہوں تو ایمان کامل نہیں ہوتا۔

عقائد قطعیہ بغیر عمل: ان کی تعداد نو ہے۔(۱) ایمان لانا اللہ پر کہ اس کی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہی کائنات کا خالق و مالک و رازق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) ایمان لانا فرشتوں پر (۳) کتابوں پر (۴) انبیاء پر (۵) تقدیر پر (۶) قیامت کے دن پر (۷) جنت پر (۸) دوزخ پر (۹) حیات بعد از موت پر

عقائد قطعیہ جن کا تعلق عمل سے ہے: یہ تعداد میں دس ہیں پانچ مامورات کے متعلق ہیں یعنی ان کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ اور پانچ منہیات ہیں۔

مامورات (یعنی جن کے کرنے کا حکم ہے یہ شعائر اسلام ہیں۔(۱) شہادت کلمہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

منہیات: (جن کے کرنے سے منع کیا گیا ہے)(۱) سرقہ یعنی چوری (۲) زنا (۳) قتل (۴) بہتان (۵) عصیان فی المعروف اس میں غیبت، ظلم، یتیموں کا مال کھانا وغیرہ شامل ہیں

Marfat.com

باب ۳ سبیل عقبیٰ

توبہ جب انسان کو فکر آخرت دامن گیر ہو اور روز آخرت کے لئے توشہ کی ضرورت محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ سب سے پہلے اپنی کوتاہیوں۔ لغزشوں اور گناہوں پر نادم ہو اور اللہ رب العزت کے حضور گڑگڑا کر سچے دل سے آہ وزاری کرتے ہوئے توبہ کرے اور آئندہ ان کا ارتکاب نہ کرنے کا عزم کرے۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ کَمَنْ لاَّ ذَنبَ لَہٗ — گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو

توبہ کرنے کے بعد اپنے خالق و مالک سے عبودیت کا رشتہ سچے دل سے استوار کرے

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی عبادت کی غرض سے عطا کی ہے لہٰذا بغیر عبادت کے زندگی گزارنا محض شرمندگی ہے۔

اب مندرجہ ذیل امور پر عمل کرے۔

ارکان اسلام

نماز:- روز حساب سب سے پہلے نماز کے بارے میں پرسش ہوگی نماز جملہ عبادات میں افضل ترین اور جامع عبادت ہے نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے (قرآن) نماز دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے (الحدیث) اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ (قرآن وحدیث)

اس لئے نماز پنجگانہ نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ رب العزت کو حاضر وناظر

Marfat.com

تصور کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے۔

لا الٰہ باشد صدف گوہر نماز　　　قلب مسلم را حج اصغر نماز

درکف مسلم مثال خنجر است　　　قاتل فحشا و بغی و منکراست

کلمہ طیبہ کی مثال ایک سیپ کی ہے اور نماز اس سیپ کے اندر ایک موتی کی مانند ہے اور مومن کے دل کیلئے نماز کی حیثیت حج اصغر کی سی ہے۔

نماز مسلمان کے ہاتھ میں ایک ایسا خنجر ہے جس سے بے حیائی کی باتوں اور برائیوں کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

روزہ:- قرآن پاک میں رب ذوالجلال کا ارشاد ہے "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ" (قرآن) رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں" اللہ اکبر کس قدر عظمت ہے روزے کی۔ نیز فرمایا پیٹ سے بھوکا رہنے والا اللہ کے نزدیک ستر عقلمندوں سے زیادہ محبوب ہے "کیونکہ بندہ جب بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے تو ہر قسم کی لذات اور شہوات اس کی رضا پر قربان کر دیتا ہے۔

اس لئے رمضان شریف کے روزے نہایت اہتمام اور پابندی کے ساتھ رکھے جائیں اس سے نہ صرف فرض کی ادائیگی ہو جائے گی بلکہ ارشاد خداوندی کے مطابق تقویٰ اور پرہیز گاری کی منزل کا حصول بھی ممکن ہو جائیگا۔

روزہ برجوع و عطش شب خوں زند　　　خیبر تن پروری را بشکند

روزہ بھوک اور پیاس کے ذریعہ حملہ آور ہوتا ہے اور تن پروری کے خیبر کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

زکوۃ:- اگر رب کریم نے توفیق دی ہو اور صاحب نصاب ہو تو حسب استطاعت زکوۃ ادا کرے تاکہ مال پاک ہو جائے۔ اس سے نہ صرف مال میں برکت ہو گی بلکہ لقمہ حلال میسر آئے گا جو کہ عبادات اور دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے۔ مزید یہ کہ اس سے مومن کے دل سے مال کی محبت بھی کم ہو جاتی ہے اور غربا و مساکین کی امداد بھی۔

Marfat.com

حب دولت را فنا سازد زکوٰۃ　　　　هم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ

دِل ز حتّٰی تُنفِقوا محکم کند　　　　زر فزائد حب زر کم کند

زکوٰۃ مسلمان کے دل سے دولت کی محبت کو ختم کر دیتی ہے اور اسے
مساوات کے جذبہ سے آشنا کر دیتی ہے۔

دل کو اللہ تعالیٰ کے حکم حتیٰ تنفقوا سے مضبوط کرتی ہے۔ در حقیقت مال میں اضافہ کرتی ہے اور مال کی محبت میں کمی لاتی ہے۔ (اس شعر میں چوتھے پارہ کی پہلی آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ "تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اللہ کی راہ میں وہ چیز نہ دو جس سے تمہیں محبت ہے۔)

حج :- صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زندگی میں ایک بار حج بیت اللہ فرض ہے۔ اس لئے اگر صاحب نصاب ہو تو اپنی پہلی فرصت میں ہی اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہونے کی کوشش کرے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ایسا نہ ہو یہ فرض اس کے ذمہ رہ جائے۔

حج ایک ایسی عبادت ہے کہ حاجی اپنے گھربار، مال و دولت اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اپنے محبوب کی رضا کے لئے اس کے گھر کی طرف چل پڑتا ہے۔ حج عشق خداوندی کی زندہ تصویر ہے عشق کی اس منزل کا راہی پراگندہ حال بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ کفن کی مانند سفید چادروں میں لپٹے ہوئے اپنے مالک کی یاد میں مگن لبیک لبیک کی صدائیں لگاتا ہے۔

دیوانہ وار محبوب کے گھر کے گرد چکر لگاتا ہے۔ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتا ہے اس کی رضا کے حصول کے لئے کبھی سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ کبھی اس کے گھر کی دیواروں کو سینے سے لگاتا ہے اور چوکھٹ اور پتھروں کو چومتا ہے غرض یہ کہ اس کے دل میں ہر حیلے اپنے محبوب کو راضی کرنے کی دھن سمائی ہوتی ہے تو اس کی رحمت اسے اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ اس کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اور اس کا یہ عمل قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

Marfat.com

مومناں را فطرت افروز ست حج ہجرت آموز وطن سوزست حج

طاعتے سرمایۂ جمعیتے ربطِ اوراقِ کتاب ملتے

حج مومنوں کے فطری میلان میں اضافہ کرتا ہے۔ اسے ہجرت کرنے کا سبق دیتا اور وطن کی محبت کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ احکام حج کی تعمیل مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا سرمایہ ہے اور امت کی کتاب کے بکھرے ہوئے اوراق میں ربط پیدا کرتا ہے۔

کلمہ طیبہ وذکر:- کلمہ طیبہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ دنیا وما فیھا سے بہتر ہے اس کے ذکر سے ہر وقت اپنی زبان کو تر رکھے اور کلمہ لا سے معبودان باطل اور ماسوا کی نفی کرتا رہے۔ کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے یعنی تمام اذکار سے بہتر ہے (الحدیث) نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد ہوا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہا کرو عرض کیا پروردگار! یہ تو ساری دنیا کہتی ہے۔ میں تو کوئی ایسی چیز مانگتا ہوں جو خصوصی طور پر مجھی کو عطا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دئے جائیں اور دوسری طرف لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ تو کلمے والا پلڑا جھک جائے گا۔

نیز اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ فلاح پاجاؤ (قرآن) نیز کلمہ طیبہ کے علاوہ دیگر کلمات، سبحان، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ کا بھی ذکر کرتا رہے۔ اگر حضور قلب کے ساتھ ذکر کرے گا تو فائدہ عظیم دیکھے گا اور روزانہ استغفار کم از کم ستر بار اور درود پاک جس قدر زیادہ ہو سکے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر پڑھا کرے۔

کتاب و سنت

(الف) کتاب اللہ:- کتاب اللہ یعنی قرآن پاک اللہ رب العزت کا کلام اور انسان کی زندگی کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ دنیا اور آخرت میں ذریعہ فلاح وکامرانی اور ابدی

Marfat.com

نجات کیلئے مینارہ نور ہے۔ اس لئے تلاوت قرآن پاک کو روزمرہ کا معمول بنائے اور ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ہو تو نور علیٰ نور ہے۔ نیز قرآنی تعلیمات اور اوامر و نواہی کی پابندی کرے یعنی جن کاموں کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان پر عمل کرے اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہے بحیثیت مسلمان قرآن پاک کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن   نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

اگر تو ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو یاد رکھ یہ بات قرآنی تعلیمات پر عمل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(ب) سنت رسول اللہ ﷺ:- ارشاد باری تعالیٰ ہے "جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہوں اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں ان کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے" گویا ہمیں نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور سنت مطاہرہ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے آپ کی سنت مبارکہ پر عمل کرنا ہی درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

آپ ﷺ کی سیرت مطاہرہ قرآن پاک ہی کی عملی تفسیر ہے اور شریعت مطاہرہ پر عمل کرنے میں ہی ہماری نجات ہے اور اختلاف میں گمراہی اور بربادی ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید   ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس کسی نے بھی پیغمبر خدا ﷺ کی سنت اور طریقہ کے خلاف راہ اختیار کی وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچے گا۔

پیر پیراں سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "پس یاد رکھ! اتباع سنت کرنے پر تیرے باطن میں اللہ کی توحید و معرفت کا نور جلوہ فگن ہوگا اور تو بذات خود حسن عمل اور تقویٰ کا ایک ایسا پیکر بن جائے گا جو خلق خدا کے لئے قابل اتباع ہوگا"

میرے ہادی و مرشد سیدی صوفی عبدالمجید علیہ الرحمت تو فرمایا کرتے تھے

Marfat.com

یک زمانہ اتباع مصطفیٰ
بہتر از سلطانی ارض و سما

نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں گزارا ہوا ایک لمحہ زمین و آسمان کی بادشاہی سے بہتر ہے۔

رزق حلال

رزق حلال کا اہتمام کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کُلُوا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلاَلاً طَیِّباً (اس سرزمین میں جو کچھ کھاؤ وہ حلال اور طیب کھاؤ) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "عبادت کے دس حصے ہیں۔ ان میں سے نو حصے حلال کی روزی ہے اور تمام عبادتیں ایک حصہ ہیں" لقمہ حرام سے ہر صورت پرہیز کیا جائے کیونکہ حرام کا لقمہ کھانے سے نہ کوئی عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ دعا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد

(الف) حقوق اللہ:- اللہ کے بندے تجھے رب ذوالجلال وجود میں لایا۔ وہی تیرا خالق و مالک اور رازق ہے۔ تو دنیوی زندگی میں بھی اس کا محتاج ہے اور آخرت میں بھی اس کے رحم و کرم پر ہو گا۔ اپنے اعمال کے سلسلے میں اسی کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ اس لئے اس قادر مطلق کا حق بنتا ہے کہ اس کی صفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔۔ اس کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔ اس کے تمام اوامر و نواہی پر عمل کرتا رہے۔ اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سچے دل سے اس محبوب حقیقی کی عبادت کا پورا پورا حق ادا کرے۔

(ب) حقوق العباد:- اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت اور خلوص رکھنا انسان کو خدا کے قریب کر دیتا ہے۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ قرآن پاک نے ہمارے مال و دولت میں نادارا

Marfat.com

ور مفلس کا بھی حق رکھا ہے۔ حقوق العباد میں سب سے زیادہ اہمیت والدین کی ہے پھر اس کے بعد عزیز و اقارب، ہمسائے، اساتذہ، غربا، مساکین، نادار، وغیرہ آتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمے کسی کا حق ہے اس کو چاہئے کہ دنیا ہی میں اس کو ادا یا معاف کرا لے اور حلال ہو جائے کیونکہ آخرت میں درہم و دینار تو ہوں گے نہیں۔ اگر ظالم کے پاس کچھ اعمال صالح ہیں تو بمقدار ظلم یہ اعمال اس سے لے کر مظلوم کو دے دیئے جائیں گے اور اگر اس کے پاس حسنات نہیں تو مظلوم کے گناہ اس سے لے کر ظالم کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے۔

خدمتِ خلق

خدمت خلق سے مراد اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رضا کے لئے بلا معاوضہ رضا کارانہ طور پر خلق خدا کے کام آنا اور ان کی مالی، بدنی، زبانی اور اخلاق مدد کرنا ہے۔ اس کا دائرہ کار بڑا وسیع ہے اس میں اپنے بیگانے مسلم اور غیر مسلم حتی کہ حیوانات تک شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "مجھے رمضان بھر کے روزے رکھنے اور اس مہینے مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ عزیز ہے کہ اپنے بھائی کی بوقت ضرورت مدد کروں۔

آپ نے فرمایا کہ راستے سے کانٹے اور دوسری مضر اشیاء کا ہٹا دینا بھی کار خیر ہے اور جانوروں تک کی خدمت سے بعض اصحاب نے اعلیٰ مقام حاصل کئے خلق خدا کی محبت خالق کی رضا کے حصول اور قرب خداوندی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ مخلوق کے دکھ درد میں شریک ہونا بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مخلوق خدا کے لئے ایثار و قربانی کے سلسلے میں میں حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقع بڑا سبق آموز ہے۔ آپ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے ہم صحبت تھے اور اخلاص و محبت میں کامل تھے۔ ایک بزرگ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ کی خلوت گاہ کے قریب گیا اور کان لگا کر سنا۔ آپ مناجات کر رہے تھے "الٰہی! آپ اپنی مخلوق کو دوزخ میں عذاب دیں گے حالانکہ یہ سب آپ کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ بیشک آپ نے دوزخ کا پیٹ بھی بھرنا ہے۔ لیکن آپ اس پر بھی قادر ہیں کہ صرف ایک میرے وجود کو اتنا بڑا کر دیں کہ دوزخ کا پیٹ بھر جائے اس طرح بے شمار مخلوق عذاب دوزخ سے بچ جائے گی اور صرف ایک وجود ہی جلے گا اور تو اس پر قادر ہے" وہ بزرگ فرماتے ہیں میں آپ کی یہ مناجات سن کر حیران رہ گیا۔ پھر میں نے اس رات خواب میں دیکھا کوئی آیا ہے اور کہتا ہے ہے "اے فلاں! بوالحسن کو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے معلوم ہو کہ تو ہماری مخلوق پر جو شفقت رکھتا ہے اس کے سبب ہم نے تجھ کو بخش دیا۔"

حسن اخلاق (خوش اخلاقی)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (بقرہ) "لوگوں سے اچھی بات کہو" رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "اے انسانو! اپنے اخلاق کو اچھے اخلاق بناؤ۔" ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ "تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں (بخاری و مسلم) مزید ارشاد فرمایا جو چیزیں قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں رکھی جائیں گی ان میں سب سے وزنی حسن اخلاق ہے۔" ایک اور حدیث میں ارشاد ہے "تمہارا اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔"

آپ نے قرآن و حدیث کے مطالعہ سے اندازہ کر لیا ہو گا کہ خوش اخلاقی کا درجہ کس قدر بلند ہے اور دین متین میں اس کی کیا اہمیت ہے۔ اس لئے مومن کو چاہئے کہ حسد بغض، کینہ، غصے اور نفاق سے پرہیز کرے اور دوسری جانب حلم، ادب، اخلاص اور شفقت کو اپناتے ہوئے خلق خدا کے ساتھ حد درجہ خلیق ہو اور محبت اور شفقت سے پیش آئے اور شیخ ابو بکر کتانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصوف سر تاپا اخلاق ہے جس میں اخلاق کی جس قدر زیادتی ہو گی وہ اتنے ہی درجے کا صوفی ہو گا۔

Marfat.com

باب ۴ اعمال و عبادات کی قبولیت

اب رہا یہ سوال کہ اعمال و عبادات کس ڈھنگ سے سر انجام دے جائیں کہ انہیں قبولیت کا درجہ حاصل ہو جائے؟ خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے اعمال اللہ رب العزت کے حضور قبولیت کا شرف نہ حاصل کر سکیں اور رد کر دیئے جائیں تو ہماری آخرت برباد ہو جائیگی اس سوال کا جواب ہمیں سورۃ بنی اسرائیل میں ملتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (اسرائیل ۱۸)

اور جو آخرت کا خواہش مند ہو اور اس کے لئے جدو جہد کرے جیسی کہ کرنے کا حق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی سعی کوشش مقبول ہو گی

اس آیت کریمہ میں عمل کی قبولیت کیلئے تین چیزیں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ پہلی شرط جسے کامیابی کی ضمانت قرار دیا گیا ہے وہ آخرت کی نیت (ارادہ) ہے یعنی اس عمل میں خالصتاً اللہ کی رضا اور ثواب آخرت پیش نظر ہو۔ اغراض نفسانی اور ریاکاری کا شائبہ تک نہ ہو۔

دوسری شرط جس کا اس آیہ کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس عمل میں ایسی کوشش کی جائے جیسی کہ کرنے کا حق ہے روح المعانی میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عمل سنت کے مطابق ہو اور اس میں استقامت بھی ہو۔ اگر وہ عمل خلاف سنت ہو گا تو رد کر دیا جائیگا۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

"یعنی جس نے بھی پیغمبر برحق رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا" اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت در حقیقت خدا کی اطاعت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے

Marfat.com

وَمَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ   جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

اعمال اور عبادات کی مقبولیت کیلئے تیسری شرط جو سب سے اہم بھی ہے وہ ہے "ایمان" یعنی صاحب عمل ایمان والا بھی ہو۔ ایمان کے بغیر کوئی عمل خواہ وہ کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو قبول نہ ہوگا اور روز آخرت میزان عدل میں اس کا کوئی وزن نہ ہوگا۔

سورۃ بنی اسرائیل کی مندرجہ بالا آیۃ کریمہ کی تشریح سے یہ وضاحت تو ہو گئی کہ مقبول عمل کیلئے کن کن خصوصیات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور بات پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے کہ وہ عمل کس درجے کا ہے اور اس میں اخلاص کس حد تک پایا جاتا ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ۝   پس آپ اللہ کی عبادت کریں خالصتاً اسی کی اطاعت کرتے ہوئے

مذکورہ آیت میں دو الفاظ خصوصی طور پر قابل توجہ ہیں ایک "عبد" اور دوسرا "دین" جہاں تک عبد کا تعلق ہے یہ لفظ آزاد کے مقابلے میں غلام اور مملوک کیلئے بولا جاتا ہے۔ اور ان معانی کے لحاظ سے عبادت میں دو مفہوم پیدا ہوئے ایک پوجا اور پرستش اور دوسرا عاجزانہ اطاعت اور فرمانبرداری۔ اس سے ثابت ہوا کہ حقیقت میں اللہ کا بندہ ہونے کی وجہ سے نہ ہم عبادت سے منہ موڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی کر سکتے ہیں اور اگر ایسا کریں گے تو سخت سزا کے مستوجب ہونگے۔

حکایت

حکایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا اس کو لے کر گھر پہنچے تو پوچھا:

کیا کھاؤ گے؟   غلام نے جواب دیا جو کھلاؤ گے کھالونگا۔

پوچھا کیا پہنو گے؟   جواب ملا آپ جو پہنائیں گے پہن لوں گا۔

تمہارا نام کیا ہے؟   آپ جس نام سے پکاریں گے وہی میرا نام ہوگا۔

Marfat.com

کیاکام کروگے؟ آپ جس کام کے لئے حکم دیں گے۔

تمہاری کوئی درخواست؟ غلام کو درخواست سے کیاکام۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ غلام کی گفتگو سن کر دریائے حیرت میں گم ہو گئے اور اپنا گریبان پکڑ کر کہنے لگے: "اے بندۂ مسکین! تو بھی اپنے آقا (اللہ تعالیٰ) سے اسی طرح پیش آ جس طرح یہ غلام کہتا ہے" وہ بار بار یہ الفاظ دہراتے اور سر دھنتے رہے۔ جب ہوش میں آئے تو غلام کو آزاد کر دیا اللہ اکبر! یہ ہے بندگی کا حق جس کا سبق ایک غلام نے ہمیں دیا یہ تھی لفظ عبد کی تشریح اب آیۂ مبارکہ کے دوسرے لفظ دین کی طرف آیئے۔

دین کے معنی ہیں کسی کی سیادت اور حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے احکام کی اطاعت اور تعمیل کرنا گویا آیۂ مبارکہ میں اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ دین کو صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کی بندگی کی جائے اور عبادت میں کسی دوسرے کو اللہ رب العزت کا شریک نہ بنایا جائے اور یہ عمل کفر و شرک (1) سے بالکل پاک ہو اس میں خود نمائی اور لالچ کا عنصر موجود نہ ہو بلکہ وہ عمل یا عبادت صرف اللہ ہی کی رضا کے لئے کی جائے کیونکہ طالب مولیٰ کا مقام طمع اور خود غرضی سے بہت بلند ہے۔

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گزر

اخلاص کی مزید تشریح کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ پیش ہیں وہ فرماتے ہیں شریعت کے تین اجزا ہیں

علم، عمل اور اخلاص (2)

ان کے حصول پر اللہ کی رضا مبنی ہے اور اللہ کی رضا دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے

1۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں اور سب لوگوں کی بخشش ہو سکتی ہے لیکن مشرک کی نہیں اور ریا کو حدیث پاک میں شرک اصغر کہا گیا ہے

2۔ مثال کے طور پر اگر آپ نے نماز ادا کرنی ہے تو سب سے پہلے آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس کی کتنی رکعات ہیں اس کا وقت کونسا ہے ادا کیسے کرنی ہے اس کے فرائض واجبات سنن اور مستحبات کون کون سے ہیں جب تک ان سب کا آپ کو علم نہ ہو آپ اس پر عمل نہیں کر سکتے رہا اخلاص تو اس کے بارے میں حضرت مجددؒ فرماتے ہیں "پہلے دونوں اجزاء یعنی علم اور عمل اخلاص کے بغیر بے کار ہیں"

Marfat.com

بڑھ کر ہے اور اخلاص کا حامل ہونا ہی علم و عمل کی روح ہے اور اس کا حصول صوفیائے کرام کے نقش قدم پر چلے بغیر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

قطب ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں اخلاص توحید کی روح اور قبولیت کی بنیاد ہے پس تو اخلاص و محویت سے اس کی عبادت کر اور اس کی رضامندی اور صراط مستقیم سے منحرف نہ ہو تو اس کے احکام کا احترام کرے گا تو وہ بھی اپنی رضا اور خوشنودی کے تحت امداد و اعانت فرمائے گا اور دنیا و عقبیٰ میں تجھے فلاح و بہبود حاصل ہو گی۔ پھر اخلاص کا ایک واضح تقاضا یہ بھی ہے کہ تو اپنی حاجات غیر اللہ کے سامنے نہ لے جائے اور اپنی ہر ضرورت کیلئے رب واحد کے حضور التجا کرے۔

جتنی سابقہ امتیں تباہ ہوئیں وہ توحید و اخلاص کے فقدان سے برباد ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ان کی سب سے بڑی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ کامل یکسوئی سے اللہ کی عبادت کرتے تھے اور کائنات میں کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے تھے۔

اعمال کی قبولیت کے سلسلے میں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ روز قیامت اعمال گنے نہیں جائیں گے بلکہ تولے جائیں گے اور اعمال کا وزن اخلاص اور مطابق سنت ہونے سے بڑھتا ہے جس شخص کا عمل بلحاظ اخلاص کامل ہو اور سنت کے مطابق بھی ہو اس کے اعمال کا وزن بہ نسبت اس شخص کے بڑھ جائے گا جس نے نماز روزے حج وغیرہ بہت کئے ہوں گے مگر اخلاص میں کمی یا سنت کے مطابق نہ ہوں۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس کی بنیاد اخلاص پر ہو عمل کے لئے اخلاص کا وہی درجہ ہے جو بدن کیلئے روح کا ہے۔ جس طرح جسم روح کے بغیر فضول ہے اسی طرح عمل بھی اخلاص کے بغیر فضول اور بے فائدہ ہے۔

Marfat.com

باب ۵ تصوف

مادہ پرستی الحاد اور بے دینی کے اس دور میں تصوف پر طرح طرح کی الزام تراشیاں ہو رہی ہیں اپنے اور بیگانے سب نے اسے تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اعتراضات کی بوچھاڑ کر رکھی ہے نیز مسلم معترضین کے اعتراضات کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے مگر رونا تو یہ ہے کہ مسلم ناقدین نے بھی کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی تصوف کو کبھی یونانی فلسفہ سے ماخوذ قرار دیا گیا۔ کبھی ہندو مت کے جوگیوں اور عیسائیت کی رہبانیت سے اس کا رشتہ جوڑا گیا۔ کبھی اس کے ڈانڈے بدھ مت اور بھگتی تحریکوں سے جاملائے کبھی جہری اور ضربی ذکر پر اعتراضات کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ اشغال اور خانقاہی نظام بدعت ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے دور میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

یہ تمام اعتراضات محض لاعلمی اور تصوف کی حقیقی روح سے ناواقفیت کی بنا پر ہو رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس چشمہ فیض کو بدنام کرنے کی کوشش ہے جس نے خزاں گزیدہ اور ادوار میں بھی دین متین کے شجر کی آبیاری کی ہے اور اغیار کی مساعی کی تند و تیز آندھیوں میں بھی چراغ مصطفوی ﷺ کو جلائے رکھا۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول مقبول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے کے بعد کے ادوار میں دین کو زندہ رکھنے والی صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ذاتہائے ستودہ صفات ہی تھیں جنہوں نے نہ صرف خانقاہوں میں تربیت حاصل کرنے والے افراد کو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کیا اور ان کے دل میں عشق کی شمع روشن کی بلکہ دور دراز کے کفر ستانوں میں بھی اسلام کی سطوت کے چراغ روشن کئے اور لاکھوں کی تعداد میں بے دین لوگوں کے دلوں کو اسلام کے نور سے منور کیا اور اصنام پرستی کی لعنت سے نجات دلائی۔

Marfat.com

برصغیر پاک و ہند کی مثال ہی لے لیجئے۔ یہاں حضرت سید علی ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت اسماعیل بخاری، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی، قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ اور ان کے پیروکاروں نے کفر کے گڑھ میں ڈیرے جمائے اور لاکھوں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا یہ سب کچھ ان صوفیائے باکمال کے اخلاق حمیدہ کا جادو تھا جو کہ تصوف کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے تھے حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے جانشینوں نے بھی احیائے اسلام کیلئے بیش بہا خدمات سرانجام دیں اور جہاد میں جانیں تک قربان کیں۔

اکبر بادشاہ کے دور میں جب بے دینی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور ملحدانہ سوچ و فکر کی تمام قوتیں اسلام کو مٹانے کیلئے میدان میں نکل آئی تھیں اس وقت اس طوفان بلاخیز کا منہ جس مرد حق آگاہ نے موڑا وہ مرد درویش بھی حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ کا تربیت یافتہ تھا جس کو دنیا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے جنہوں نے کفر و شرک الحاد اور بدعت کی یلغار کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ ہزاروں بندگان خدا کے ایمان کی حفاظت کی۔ ان گنت غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا تجدید دین متین کیلئے بیش بہا خدمات سرانجام دیں اور مطلق العنان بادشاہوں کا قبلہ درست کرنے کی سعیٔ بلیغ کی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے اکبر کے دین الٰہی کے خلاف کامیاب جہاد کیا اور اس کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا اور حکمرانوں کی اصلاح کی طرف قدم بڑھایا یہاں تک کہ اکبر جیسے بدمذہب بادشاہ کا بیٹا جہانگیر اسلامی احکام کے احیاء کا باعث بنا اور اس کی سرپرستی کی اور یہ آپ ہی کا فیض نظر تھا کہ بعد میں شاہجہان نے اسلام کی سرپرستی کی اور بالآخر اورنگ زیب عالمگیر ایک صوفی بادشاہ کی حیثیت سے مشہور ہوا مورخین رقمطراز ہیں کہ درحقیقت دو قومی نظریے کی بنیاد حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ ہی کی مرہون منت ہے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ وہ تصوف جس کی اس قدر برکات ہیں وہ ہے کیا

Marfat.com

تصوف کی تعریف

تصوف کی تعریف کے سلسلے میں سب سے پہلے امت مسلمہ کے ان جلیل القدر صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کے فرمودات پیش کئے جاتے ہیں جو آسمان تصوف کے مہر وماہ بن کر چمکے اور ایک عالم ان سے فیضیاب ہوا۔

۱۔ تصوف سر تاپا اخلاق ہے جس میں اخلاق کی جس قدر زیادتی ہو گی وہ اسی پائے کا صوفی ہو گا۔ (شیخ ابو بکر کتانی)

۲۔ بیکار چیزوں کو ترک کرنا تصوف ہے۔ (ممشاد دینوری)

۳۔ صوفی وہ ہے جو دونوں جہانوں میں سوائے اللہ کے اور کسی کو نہ دیکھے۔ (شبلی)

۴۔ تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم بلکہ اخلاق کا نام ہے۔ (ابو الحسن خرقانی)

۵۔ تصوف تمام نفسانی لذتوں کو ترک کرنے کا نام ہے۔ (ابو الحسن نوری)

۶۔ تصوف حسن خلق کا نام ہے۔ (ابو محمد مرتعش)

۷۔ کم کھانا خلق سے بھاگنا اور خالق کی عبادت کرنا تصوف ہے۔

(سہل بن عبد اللہ تستری)

۸۔ تصوف سلوک حقیقی کا ایک گوشہ ہے اور اس کا کام نفس کی تہذیب اور تزکیہ ہے تاکہ اس کو رفیق اعلی کی صحبت کے لئے تیار کرے۔ (جنید بغدادی)

۹۔ تصوف کوئی رسم نہیں بلکہ اخلاق ہی اخلاق ہے۔ (حضرت سید علی ہجویری)

۱۰۔ عارف کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ حق تعالی کی صفات واخلاق سے آراستہ ہو۔

(حضرت بایزید)

۱۱۔ طریقت جز خدمت خلق نیست تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(شیخ سعدی)

طریقت خدمت خلق کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ سجادہ نشیں ہو کر تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر اور گدڑی پہن کر آدمی صاحب طریقت یا

Marfat.com

درویش نہیں بن جاتا۔

۱۲۔ اون کا لباس پہننا، نفس پر جفا کرنا، دنیا ترک کرنا اور سنت کی پیروی کرنا تصوف ہے۔

(ابو علی احمد بن محمد رودباری)

۱۳۔ صوفی وہ ہے جس کے قلب میں صداقت اور عمل میں اخلاص ہو۔

(ابوالحسن خرقانی)

تصوف: ذریعہ عشق و اخلاص

تصوف پر بزرگان دین کے جس قدر اقوال کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب کے سب برحق ہیں۔ یہ گوہر آبدار اور مینارۂ نور ہیں اور راہ سلوک کے راہی کے لئے راہنمائی کا بہترین ذریعہ ہیں نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ سب کے سب توحید کے احوال ماسویٰ سے آزادی تصیفہ اخلاق، اتباع سنت، عبادت میں خشوع و خضوع تزکیہ نفس اور حسن معاملات پر مشتمل ہیں اور سب کا مقصد اور نزول ایک ہی ہے اور وہ ہے:

حق تعالیٰ کی معرفت اور رضا کا حصول

اور خالق کائنات کی معرفت اور رضا کے حصول کیلئے ضروری ہے۔

عمل میں "اخلاص اور عشق"

آپ تصوف پر لکھی گئی ضخیم سے ضخیم کتب کا اول سے آخر تک مطالعہ کر لیں بزرگان راہ تصوف اور عارفان حقیقت کے اقوال پڑھ لیں سب کے سب کا خلاصہ یہی ہو گا کہ تصوف اور اس کے جملہ اشغال انسان کے دل میں اخلاص اور عشق الٰہی کی چنگاری روشن کرنے کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ جو کام عشق کی طاقت اور اخلاص کی برکت سے انجام پا سکتا ہے وہ اس کے بغیر کسی صورت میں ممکن نہیں۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

Marfat.com

عقل و خرد سے معرفت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معرفت حق تعالی کے حصول کے مراحل طے کرنے کے لئے عشق اور وجدان کی ضرورت ہے ان کی مدد سے انسان کٹھن سے کٹھن منازل بھی طے کرتا چلا جاتا ہے اور حریم کبریا سے آشنائی حاصل کر لیتا ہے۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

تصوف: نفس کی تہذیب واصلاح

تصوف چند ایسے اشغال واعمال پر مشتمل ہے جن میں ذکر و فکر، مراقبہ، رابطہ و صحبت شیخ، مکمل اتباع سنت، اعمال میں اخلاص اور حسن اخلاق کے ذریعہ صوفی یا سالک کی سوچ و بچار کا رخ خالق کائنات کی طرف موڑ دیا جاتا ہے اس کے قلب و ذہن میں اللہ کا خوف اور اس کی محبت تمام تر موجودات سے زیادہ راسخ کر دی جاتی ہے سالک ماسوی سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالی سے ملاقات کا شوق فزوں تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات پر قابو پا کر اخلاق رذیلہ سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے اور اس میں یقین صادق پیدا ہو جاتا ہے کثرت ذکر سے اس کا قلب روشن اور درد آشنا ہو جاتا ہے دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے وہ نیاز مندی اور عاجزی و انکساری کا پیکر بن جاتا ہے اور اس کے نفس کی تہذیب واصلاح ہو جاتی ہے۔

ان سب باتوں کا تعلق نہ عقائد سے ہے نہ اعمال سے بلکہ یہ سب قلبی کیفیات اور احوال ہیں اور دین میں ان کی اہمیت وہی ہے جو جسم میں روح کی ہوتی ہے ان کے حصول کیلئے قربت اور صحبت شیخ، ذکر و فکر اور جذب و سلوک کی ضرورت ہے اور اسی کا نام تصوف ہے۔

Marfat.com

تصوف: حضور قلب اور احسان کی عملی تفسیر ہے

تصوف ایک مخصوص رجحان اور نظام تربیت ہے جس سے انسان میں اللہ رب العزت کی محبت اور حقیقی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان احکام خداوندی کی بجا آوری میں ظاہری اطاعت تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ جذبہ اس کی روح کی گہرائی تک اتر جاتا ہے اور وہ دل و جان سے حق تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرتا ہے محض اس کا جسم اور اعضاء ہی رکوع و سجود میں مصروف نہیں ہوتے بلکہ اس کا دل بھی بارگاہ ایزدی میں جھک جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک بن موذکر الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اسی کیفیت کو حضور قلب بھی کہتے ہیں اور یہ احسان کی عملی تفسیر ہے جس کا ذکر مشہور حدیث جبریل میں ہے۔

احسان:- حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "ہم رسول ﷺ کے پاس تھے کہ ایک دن ناگاہ ایک شخص وارد ہوا اس نے نہایت سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کے بال انتہائی سیاہ رنگ کے تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا وہ نبی کریم ﷺ کے روبرو دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھ کر عرض کیا "یا محمدؐ مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے زکوۃ دے رمضان کے روزے رکھے اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرے۔" اس نے کہا "سچ فرمایا آپ نے" پس ہم نے تعجب کیا اس وجہ سے کہ وہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر تصدیق کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ "مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ تو ایمان لائے اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور ایمان لائے تقدیر پر کہ بھلائی اور برائی اسی کی طرف سے ہے۔" اس نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے کہا مجھے احسان کے بارے میں خبر دیجئے فرمایا (احسان یہ ہے) کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے (گویا) تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو نہ دیکھ سکتا

Marfat.com

ہو تو وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔

حدیث مذکور کے تیسرے حصہ کا تعلق احسان سے ہے اور احسان کی یہی کیفیت تصوف کی شکل اختیار کر گئی کیونکہ صوفیاء احسان کی اس کیفیت کی تلقین کرتے تھے کہ خلوص اور دل کی گہرائی سے اللہ جل شانہ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے تاکہ حلاوت ایمان نصیب ہو ورنہ ظاہر پرستی تو زبان تک محدود رہتی ہے اور اس کا دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

مزید تشریح کیلئے بہتر سمجھتا ہوں کہ اپنے شیخ طریقت، عالم باعمل اور ولی کامل حضرت صوفی عبدالمجید صاحب علیہ الرحمتہ کے ملفوظات زیب قرطاس کروں وہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام چند ایک اعمال کے مجموعہ کو فرمایا گیا ہے۔ اور ایمان چند ایک عقائد کو فرمایا گیا ہے۔ عقیدہ و عمل دونوں کے ذکر کے بعد ایک تیسری اور ان دونوں سے بلند تر منزل احسان کی آتی ہے جس کا تعلق جاننے ماننے اور کرنے سے نہیں بلکہ مشاہدہ اور رویت سے ہے اور یہی سلوک و طریقت کی منزل ہے اسی لئے عارف کامل فاضل بے بدل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اہل تصوف کی بجائے اہل احسان ہی کی اصطلاح اختیار فرمائی ہے جو کہ قرآن پاک کی آیت وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا هُمْ بِاِحْسَانٍ سے اخذ کی گئی ہے شیخ محترم مزید فرماتے ہیں۔

اصل سوال تو یہ ہے کہ اسلام کے ارکان اور ایمان کے اجزاء تو بے شک کتابوں سے دریافت ہو جاتے ہیں لیکن ہر عمل کے پیچھے ایک روح عمل کار فرما ہوتی ہے اور وہ محض کتابوں اور نوشتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ قلب کو مرتبہ احسان تک پہنچانا باطن کا تزکیہ، نفس کی جلا اخلاق کی پاکیزگی عادت و خصلت میں ایثار یہ سب ایک زندہ معلم کے بغیر ممکن نہیں جو قانون اور ضابطے کتابوں میں درج ہو سکتے تھے وہ درج کر دئے گئے لیکن جو کیفیات ایک قلب سے دوسرے قلب میں منتقل ہونے والی تھیں وہ کاغذوں پر کس طرح آ سکتیں تھیں۔ اس لئے حضور پر نور سرور کون و مکان علیہ الصلوٰۃ و اسلام نے فرمایا۔

Marfat.com

مَاصَبَّ اللّٰهُ شَیئًا فِیْ صَدْرِیْ اِلاَّ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہ

یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسی بات بھی ہے جو سینے سے سینے میں ڈالی جاتی ہے۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا "عمر! جانتے ہو سائل کون تھا" میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ "فرمایا یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔"

ثابت ہوا کہ اللہ کا دین تین اجزا سے مرکب ہے اسلام، ایمان اور احسان۔ اور احسان کے بغیر دین اسلام مکمل نہیں اور احسان (سلوک و تصوف) عین دین ہے بلکہ دین کی روح ہے۔

تفہیمات الٰہیہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تیسرا فن مقاصد شرعیہ کے ماخذ کے لحاظ سے بہت باریک اور گہرا ہے اور تمام شریعت کیلئے اس فن کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لئے روح کی اور لفظ کیلئے معنی کی ہیں۔

حدیث جبریل علیہ السلام کی تاریخی حیثیت اس اہمیت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے جبریل امین کا انسانی صورت میں آکر صحابہ کے سامنے یہ کلام کرنا اس زمانے کا واقعہ ہے جب حضور ﷺ حجتہ الوداع سے واپس آچکے تھے۔ دین کی تکمیل ہو چکی تھی اور ایک ہی مجلس میں دین کا خلاصہ جبریل علیہ السلام کے سوالات کے ذریعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ دین مرکب ہے تین امور سے (ان میں سے ایک بھی کم ہو تو دین کی تکمیل نہ ہو گی) مثال کے طور پر نماز مغرب کی تین رکعات ہیں۔ اگر کوئی شخص دو رکعات ادا کرے اور تیسری رکعت ادا نہ کرے تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ اسی طرح جب قلبی احوال اخلاص توکل خشیت اور مشاہدہ حق کو چھوڑ دیا تو دین مکمل نہ ہو گا۔

عبادات کی روح: احسان

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ حدیث جبریل علیہ السلام کا تقاضا یہ ہے کہ

Marfat.com

احکام خداوندی کی بجاآوری صرف ظاہری اعضاء وجوارح تک ہی محدود نہ رہے بلکہ روح کی گہرائی تک اتر جائے اور دل بھی راکع وساجد ہو۔اس کیفیت کو حضور قلب کہاجاتاہے حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے لاَ صَلٰوۃَ اِلاَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ یعنی نماز نہیں ہوتی جب دل حاضر نہ ہو۔اور اسی سلسلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا قول ہے لاَ اَعْبُدُ رَبّاً لَمْ اَرَہُ (میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں دیکھتا نہ ہوں) اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں جس وقت عبادت کرتاہوں تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ نیز قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصاً لَّہُ الدِّیْنَ (پس عبادت کریں اللہ کی خالص طور پر اس کی اطاعت کرتے ہوئے) قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتاہے کہ دین کی تکمیل کے لئے عقائد اور اعمال کی درستی کے علاوہ انسان کے قلب اور باطن کی شمولیت اور ان میں سے کچھ خاص کیفیات اللہ کی محبت خشوع وخضوع اور اخلاص کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ ایمان کی حلاوت نصیب ہو اور عبادت کا حق ادا ہو جائے۔

تصوف کیلئے استدلال

تصوف کی ضرورت۔کے حوالے سے مزید استدلال کیلئے اور معترضین کے اعتراض کے جواب میں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ تصوف بدعت نہیں ہے۔بہتر سمجھتاہوں کہ مختصر طور پر اپنے شیخ طریقت اعلی حضرت صوفی عبدالمجید صاحب علیہ الرحمتہ کے ارشادات عالیہ پیش کروں۔ آپ فرماتے ہیں:"اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے کہ خالص دینی علوم، علم تفسیر، علم حدیث اور فقہ وغیرہ جن ضابطوں اور اصطلاحوں سے مزین ہو کر آج ہمارے سامنے موجود ہیں عہد رسالت میں ان میں سے کوئی شے بھی موجود نہ تھی۔سوائے اس کے جو عمل مبارک روزمرہ زندگی میں دیکھا جاتا سنت کہلاتا اور جو سخن مبارک فرماتے وہ حدیث کہلاتا لیکن بعد میں مندرجہ بالا علوم کی تدوین، تدریس اور اشاعت کے لئے بے شمار

Marfat.com

شاخیں وجود میں آ گئیں۔ تصنیف و تالیف کی ضرورت پڑی مفسرین، محدثین اور فقیہ پیدا ہوئے دین کی باقاعدہ تعلیم و تدریس کے لئے دینی مدارس قائم ہوئے لا تعداد کتب تصنیف و تالیف ہوئیں۔ یہ سب کچھ نبی اکرم ﷺ کے دور میں موجود نہ تھا۔ تفسیر حدیث اور فقہ کی طرح تصوف کے معاملات یعنی سلوک، احوال مقامات پیری و مریدی وغیرہ کی اصطلاحات بھی رائج نہ تھیں لیکن جس طرح آئمہ شریعت زمانے کے حالات اور اور ضروریات کے مطابق قرآن پاک اور احادیث مقدسہ سے ظاہری احکام و مسائل اور اصطلاحات کا استنباط فرماتے رہے اسی طرح آئمہ طریقت اور تصوف بھی زمانے کے حالات کے مطابق احکام و مسائل جن کا تعلق تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن سے تھا استنباط فرماتے رہے اور اصطلاحات خود بخود تجویز ہوتی گئیں۔

اب اگر طریقت اور تصوف کو بدعت کہا جائے تو پھر اس لحاظ سے فن تفسیر و حدیث بھی بدعت قرار پائے گا کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں یہ سب کچھ موجود نہ تھا لیکن اگر اصل حقیقت تک پہنچنا مقصود ہو تو یہ حقیقت پیش نظر رکھنا ہو گی کہ جس طرح بزم رسول اللہ ﷺ کا صحبت یافتہ ہر حاضر باش صحابی ایک مفسر تھا ایک محدث تھا اور ایک فقیہ بھی تھا اسی طرح صوفی بھی تھا اور ہر صحابی مرید بھی تھا اور سب کے پیر و مرشد ہادی و راہنما سرکار رسالت مآب ﷺ تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی محض ظاہر افعال و اعمال کے مجموعہ کا نام نہ تھا بلکہ پیکر خاکی کے اندر نور پاک جلوہ گر تھا اور اس نور کی تجلی ریزیاں ہر لمحہ اور ہر گھڑی ہوتی رہتی تھیں قرآن و حدیث کی رو سے جس طرح ظاہری اعمال کی اطاعت و اتباع کا حکم ہے اسی طرح باطنی کا بھی ہے یعنی جہاں نماز کے ظاہری ارکان کی اتباع کی جائے وہاں خضوع و خشوع حضور قلب اور ذوق و شوق کی بھی اتباع کی جائے اور قلب کو مرتبہ احسان تک پہنچایا جائے۔

قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ دین کا سیکھنا اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور قلب کا ہونا تکمیل عبادات کے لئے ضروری ہے اور اس کے لئے تاکیدی احکام موجود ہیں

Marfat.com

رسول ﷺ کے زمانہ اقدس میں ان امور کے حصول کیلئے صرف آپ ﷺ کی صحبت کافی تھی ۔ آفتاب نبوت کے انوار و تجلیات کی موجودگی میں صحابہ کرام کو فکر آخرت باطنی کیفیات واحوال اللہ کی محبت اور حضور قلب سب کچھ حاصل ہو جاتا تھا(1)۔ آپ کی صحبت فیض رساں کا یہ اثر تھا کہ آپ کے صحابہ کرام کی صحبت سے بھی یہ مقاصد حاصل ہو جاتے تھے لیکن بعد میں ماحول کی تبدیلی اور حالات کے بگاڑ کی وجہ سے روحانی استعداد کم ہوتی گئی تو بزرگان دین اور مشائخ کرام نے ان کیفیات اور احوال کے حصول کیلئے ذکر و فکر کی کثرت کا اضافہ کیا نیز نفس کی اصلاح، شہوات کو مغلوب کرنے اور طبیعت میں نرمی پیدا کرنے کے لئے خاص قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے تجویز کئے ذکر کی تاثیر بڑھانے رقت اور یکسوئی پیدا کرنے کیلئے ضرب کا طریقہ اپنایا لیکن ان تمام اشغال اور اعمال کو مقصود سمجھ کر اختیار نہیں کیا جاتا بلکہ مقصود کے حصول کے لئے ایک ذریعہ علاج تدبیر اور ضرورت کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے اور مقصد کے حصول کے بعد یہ چیزیں حسب ضرورت چھڑا دی جاتی ہیں۔

1۔ حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ صحابی رسول حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نہایت پریشان حال اور رنجیدہ خاطر یہ کہتے ہوئے گھر سے نکلے کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے انہوں نے سن کر فرمایا اللہ تمہارے حال پر رحم کرے کیا کہہ رہے ہو حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جب ہم رسول ﷺ کی خدمت میں موجود ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ہمارا یہ حال ہوتا ہے کہ ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب وہاں سے گھر آجاتے ہیں تو بیوی بچوں اور دنیاوی مشاغل کی وجہ سے اس کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہماری بھی یہی حالت ہوتی ہے ۔ چنانچہ وہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال عرض کی حضور نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت یہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں میں تم سے مصافحے کرنے لگیں۔ لیکن اے حنظلہ بات یہ ہے کہ ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے۔"

سبحان اللہ! یہ تھی صحابہ کرام کی فکر لطیف اور آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ کی برکات دیکھئے کہ صحابہ کرام کا ایمان شہودی شکل اختیار کر جاتا تھا

Marfat.com

صوفی

سادہ الفاظ میں ہم صوفی کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ معرفت حق کے حصول کے لئے جس شخص نے تصوف کی راہ اختیار کی اسے صوفی کہتے ہیں تصوف کی طرح صوفی کے بارے میں بھی بزرگان طریقت اور تصوف نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

۱۔ صوفی وہ ہے جو عبادت کو مشقت نہ سمجھے (ابو بکر کتانیؒ)

۲۔ جو بندہ اللہ کے ساتھ قلب کو صاف رکھے وہ صوفی ہے۔ (بشر حافی)

۳۔ سچے صوفی کی شناخت یہ ہے کہ وہ عزت کے بعد ذلت اور امارت کے بعد فقر اور شہرت کے بعد گمنامی اختیار کرے اور جو اس کے بر عکس ہو وہ جھوٹا ہے۔

(ابو حمزہ بغدادی)

۴۔ صوفی وہ ہے جو دونوں جہانوں میں بجز اللہ عزوجل کے کسی کو نہ دیکھے۔ (شبلی)

۵۔ صوفی وہ ہے جو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت اس طرح کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں حدیث ہو۔ (جنید بغدادی)

۶۔ عارف وہ ہے جو بجز وصل اور دیدار الٰہی کے کسی چیز پر رضامند نہ ہو (بایزیدؒ)

۷۔ کوئی شخص گدڑی اور سجادہ کی وجہ سے صوفی نہیں بن سکتا اور نہ ہی صوفیوں کی سی رسوم اور عادات اختیار کرنے سے۔ (ابوالحسن خرقانی)

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک گروہ صوفی کو صوفی اس لئے کہتا ہے کہ وہ صوف (اون) کے کپڑے اوڑھتے تھے۔ ایک گروہ نے کہا کہ صوفی صفا سے مشتق ہے۔ پس جز صفا کے باقی معانی لغت کے اعتبار سے دوری پکڑے ہوئے ہیں۔ اور عمدہ چیزوں کا نام بھی صفو ہوتا ہے پس جب انہوں نے اپنے اخلاق اور معاملات کو مہذب بنایا اور آفتوں اور بلاؤں سے اپنی طبیعت کو پاک و صاف کیا تو ان کا نام صوفی رکھا گیا۔

اِنَّ الصَّفَا صِفَتُ صِدِّیق اِنْ اَرُدْتَ صُوفِیاً عَلَی التَّحقِیق

Marfat.com

یعنی صفا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفت ہے اگر تو نے صوفی کی تحقیق کا ارادہ کیا تو اس کو دیکھ لے اس لئے کہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل تو دل سے غیروں کا منقطع کر دینا ہے اور اس کی فرع بے وفا دنیا سے دل کو خالی کرنا ہے اور یہ دنوں صفتیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہیں اس لئے کہ وہ اس طریقے والوں کے امام ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دنیا کا تمام مال و متاع جو آپ رکھتے تھے راہ خدا میں قربان کر دیا اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

مَاخَلَّفْتَ لِعَیَالِكَ فَقَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَرَسُوْلُہٗ یعنی اے صدیق! تو نے اپنے اہل عیال کے لئے کیا چھوڑا تو آپ نے عرض کیا دو خزانے بے بہا چھوڑ آیا ہوں یعنی ایک اللہ عزوجل کی محبت اور اس کے رسول علیہ السلام کی پیروی یعنی انہوں نے دنیاوی آلائشوں سے اپنے دل کو صاف کر لیا اور اپنا رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑ لیا اور ایک سچے صوفی کی پہچان یہی ہوتی ہے۔ (کشف المحجوب)

گویا اس نقطہ نظر سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہ صرف سب سے پہلے صوفی برحق تھے بلکہ بقول علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ صوفیا کے امام تھے حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مقولوں میں سے ایک مقولہ یہ ہے۔

دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَ اَمْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَ اَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَکَسْلُنَا مَوْجُوْدَۃٌ

کہ ہمارا مقام فانی ہے اور ہمارا احوال اس میں عاریتہ ہے اور ہمارے سانس گنے ہوئے ہیں اور ہماری سستی اسی طرح موجود ہے۔

پس فانی گھر کی تعمیر میں مشغول ہونا از قبیل جہالت ہے اور عاریتی احوال پر بھروسہ کر لینا حماقت کی دلیل ہے اور چند سانسوں پر دل کو لگانا غفلت ہے اور کاہلی کو دین کہنے میں ٹوٹا ہے کیونکہ جو چیز عاریتہ لی جائے اسے اس کا مالک واپس لے لیتا ہے اور جو گزرنے والی ہو وہ نہیں رہتی اور جو چیز گنتی میں آتی ہے بالآخر وہ ختم ہو جاتی ہے اور سستی کا تو کوئی دارو ہی نہیں

Marfat.com

گویاابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس امر کی طرف نشاندہی کی ہے کہ ہمیں دنیااور دنیاکی چیزوں میں مشغول نہیں ہوناچاہئے کیونکہ نفس اور دنیااللہ رب العزت کے دوستوں کے لئے حجاب واقع ہوئے ہیں۔

صوفی کی مزید خصوصیات کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے آتاہے کہ اس میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں

۱. خلت اخلاص اور سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح
۲. تسلیم ورضا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح
۳. صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح
۴. شوق ودورویشی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح
۵. اندوہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح
۶. فقر وبے نوائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح
۷. اخلاق حضرت محمد ﷺ کی طرح

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے صوفیا کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔

۱. صوفی ۲. متصوف ۳. مستصوف

۱. صوفی:- وہ ہے جو سلوک کی منازل طے کر کے پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو اور ماسویٰ سے آزاد ہو چکا ہو۔

۲. متصوف:- وہ ہے جو تصوف وطریقت کے مقامات کا بخوبی علم رکھتا ہو منازل سلوک سے واقفیت رکھتا ہو لیکن درجہ تکمیل تک رسائی نہ حاصل کر سکا ہو

۳. مستصوف:- وہ ہے جس نے دنیا اکٹھی کرنے اور مال ودولت سمیٹنے کیلئے صوفیا جیسا حلیہ بنا رکھا ہو لیکن حقیقتاً تصوف اور طریقت کی راہوں سے ناواقف ہو وہ محض ہوس کا غلام ہوتا ہے۔

Marfat.com

پس صوفی صاحب وصول ہوتا ہے متصوف صاحب اصول اور مستصوف صاحب فضول جس شخص کے حصے وصل آیا وہ اپنی مراد پالینے کے سبب دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوا اور کسی طرف متوجہ نہ ہوگا اور جس شخص کے حصے میں اصل آیا وہ طریقت کے حالات پر جما رہا اور تصوف کی راہوں پر چلتا رہا اور جس کے حصے میں فضول آیا وہ سب چیزوں سے محروم رہا اور محض رسم پر جمے رہنے کی وجہ سے محجوب ہوا۔

تصوف کی ابتدا

تصوف کوئی نئی چیز نہیں اپنی روح اور مقصد کے اعتبار سے یہ دین کی تکمیلی صورت اور اساس کی حیثیت رکھتا ہے اگر بنظر عمیق جائزہ لیں تو نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اصحاب صفہ میں ہمیں سچے صوفیا والا رنگ نظر آتا ہے وہ صبح و شام اللہ کی یاد میں مگن رہتے اور دنیاوی دھندوں اور بکھیڑوں سے کنارہ کش اور آزاد تھے سادہ زندگی بسر کرتے اور صوف پہنتے تھے اور حقیقی معنوں میں انہیں قرب الٰہی حاصل تھا۔

کشف المحجوب میں حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن بوشنجی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ ''آج کل تصوف نام ہے بغیر حقیقت کے مگر زمانہ سابق میں یہ حقیقت تھی بغیر نام کے یعنی وہ نفوس قدسیہ حقیقت میں صوفی تھے اگرچہ ان کا نام صوفی نہ تھا وہ ہمیشہ یاد الٰہی میں مصروف رہتے اور حضور قلب کی لذت سے آشنا تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصحاب صفہ پر گزر ہوا ان کو دیکھا کہ وہ اپنے فقر اور مجاہدے کے باوجود خوش ہیں فرمایا کہ ''تم کو اور جو تمہاری صفت پر تمہارے پیچھے آویں گے بشارت ہو یعنی تمہارے پیچھے جو لوگ مجاہدہ اور فقر کے باوجود خوش باش رہیں گے ان کو اور تمہیں خوشخبری ہو کہ وہ میرے رفیق جنت میں ہونگے۔''

Marfat.com

گویا اس حدیث مبارکہ کی رو سے راہروان راہ طریقت اور صوفیا کیلئے خوشخبری ہے کیونکہ یہ بھی فقر و مجاہدہ کی راہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔

آپ ﷺ کے بعد احسان کے درجہ کے حصول کیلئے متعدد خانقاہیں وجود میں آگئیں اور متعدد اشغال حصول مقصد کیلئے اختیار کئے گئے تاکہ ارشاد خداوندی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی پر کماحقہ عمل ہو سکے۔

صوفیاء کے کارنامے

جن برگزیدہ ہستیوں نے تصوف کی وسیع و عریض وادیوں کی جادہ پیمائی کی سلوک و طریقت کی منازل طے کیں اور عشق و اخلاص کی روشنی میں سفر کر کے منزل مقصود تک پہنچے وہ آسمان شہرت کے مہر و ماہ بن کر چمکے اور یہ سب کچھ عشق خداوندی سنت نبوی ﷺ کی پیروی اور تسلیم و رضا کی راہ اختیار کرنے کا ثمر تھا۔

اللہ کے ایسے ہی مقبول بندوں میں حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کا نام بھی سر فہرست آتا ہے آپ اپنے باپ کی چوتھی بیٹی تھیں۔ گھر کی عسرت اور مفلسی کا یہ عالم تھا کہ آپ کی پیدائش کے وقت گھر میں دیا جلانے کیلئے تیل تک نہ تھا لیکن جب آپ نے اپنی عملی زندگی میں راہ طریقت کی منازل طے کیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اعزاز بخشا کہ ہزاروں طالبان حق آپ کی زیارت کو شرف سمجھتے اور نور معرفت کے حصول کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کی قدر و منزلت کا یہ عالم تھا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ جیسے وحید العصر عالم باعمل اور خدا رسیدہ بزرگ جب وعظ کے لئے منبر پر کھڑے ہوتے تو ادھر اُدھر نگاہ دوڑا کر دیکھتے اگر رابعہ بصری رحمہا اللہ موجود ہوتیں تو وعظ فرماتے ورنہ منبر سے اتر آتے۔ ایک بار لوگوں نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جب تک ایک بڑھیا موجود نہ ہو آپ وعظ نہیں کہتے حالانکہ لوگ بکثرت موجود ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ”جو شربت ہاتھیوں کے لئے تیار کیا گیا ہو وہ چیونٹیوں کے پیٹ میں نہیں بھرا جا سکتا۔“

Marfat.com

محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے لیکن سومنات فتح نہ ہو سکا سومنات پر آخری حملے کے دوران ہندوستان کے تمام راجے مہاراجے محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے اور سومنات کے مندر کو بچانے کیلئے اپنی بے پناہ اجتماعی قوت کو میدان میں لائے۔ محمود رحمتہ اللہ علیہ کا مقابلہ بہت بڑی فوج سے تھا جو ہر طرح کے اسلحہ اور گھوڑے ہاتھیوں سے لیس تھی۔ محمود رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بہت تھوڑی اور بے سروسامان فوج تھی۔ گھمسان کا رن پڑا کفار کی ٹڈی دل فوج کے سامنے محمود رحمتہ اللہ علیہ کی پیش نہ گئی۔ آخر کار بے چارگی کے عالم میں محمود رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے سے اتر پڑا اور جبہ جو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے تبرکاً "عطا کیا تھا آگے رکھا اور سر بسجود ہو کر یہ دعا کی "الٰہی ہم ناتواں مسافر ہیں اس خرقہ درویش کا صدقہ ہمیں فتح دے" دعا قبول ہوئی کفار کو شکست ہوئی اور اللہ کی نصرت سے محمود رحمتہ اللہ علیہ نے ٹڈی دل افواج کو خس و خاشاک کی طرح بکھیر کر رکھ دیا۔

محمود رحمتہ اللہ علیہ نے رات کو خواب میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا آپ فرمارہے تھے "محمود ذرا سے کام کیلئے بارگاہ ایزدی میں میرا پیراہن پیش کر دیا اے نادان! اگر تو یہ کہتا" یاالٰہی! اس خرقہ کی برکت سے یہ سب کافر مسلمان کر دے تو اللہ انہیں دین میں تیرے بھائی بنا دیتا"

خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ وہ منفرد بزرگ ہستی ہیں جنہوں نے عام لوگوں کی اصلاح احوال سے بلند ہو کر سلاطین وقت کو اپنے زیر اثر کیا اور ان کی تربیت واصلاح کی تاکہ ان کے ذریعہ دیگر رعایا راہ راست پر آجائے کیونکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ (سب لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر چلتے ہیں چنانچہ شاہان خاندان تیموریہ خصوصی طور پر آپ کی نظر فیض و کرم کے پروردہ تھے اور یہ انہی کا فیض تھا کہ خاندان تیموریہ کے افراد جب ہندوستان فتح کر کے تخت نشین ہوئے تو برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے بیش بہا روحانی اور علمی خدمات سرانجام دیں اور یہ سلسلہ حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے طفیل

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا جنہوں نے تجدید دین متین کا عظیم فریضہ سر انجام دیتے ہوئے دین کو دوبارہ زندہ کیا اور الحادی قوتوں کو شکست فاش دی۔

اس طائفے کے دلق پوش اگرچہ ظاہری شان و شوکت اور دنیوی دولت و ثروت سے تہی دامن تھے لیکن ان خدامست فقرا اور درویشوں کے در پر بڑے بڑے عظیم المرتبت بادشاہوں کے سر جھکتے دکھائی دیتے ہیں یہ سالارانِ لشکرِ طریقت اللہ رب العزت کے عشق اور حقیقی دوستی کے طفیل ایسی شہرت کے حامل ہوئے کہ ان کے قصے انشاءاللہ رہتی دنیا تک زبان زدعام رہیں گے ؎

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

اللہ اللہ کرنے والے اللہ کو کس قدر عزیز ہیں

فانی دنیا سے منہ موڑ کر جو اپنے پروردگار کی یاد میں ہمہ وقت مگن رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور وہ رب ذوالجلال کو بے حد عزیز ہوتے ہیں۔ اس امر کی وضاحت اور شہادت کے ضمن میں قرآن پاک میں اشارہ موجود ہے جس کی شان نزول ایک واقعہ سے متعلق ہے واقعہ یوں ہے کہ اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اور دیگر درویش منش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صحبت رسول مقبول ﷺ سے فیضیاب ہوتے اور دیگر دینی امور سے قطع تعلق کئے ہوئے تھے صوف کا لباس پہنتے یا چیتھڑوں میں ملبوس ہوتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق ایک دفعہ عیینہ بن حصن الفزاری جو کہ قبیلہ مضر کا سردار تھا ایمان لانے سے پہلے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا وہاں حضرت سلمان فارسی ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما اور دیگر فقرا صحابہ حضور ﷺ کی صحبت اقدس سے فیضیاب ہو رہے تھے ان کا حال خستہ اور ہیئت فقیرانہ تھی۔ گرمی کا موسم

Marfat.com

تھا پسینے کی بو آپ کے اونی جبوں سے اٹھ رہی تھی عیینہ کہنے لگا" ہمارا جی تو چاہتا ہے کہ آپ کے پاس بیٹھیں لیکن یہ بدبودار کپڑوں والے آپ کے گرد بیٹھے ہوتے ہیں ان کو اپنے پاس سے اٹھا دیں یا ہمارے لئے الگ مجلس کا انتظام کریں تاکہ ان کے کپڑوں سے اٹھنے والا تعفن ہمارے دماغوں کو پریشان نہ کرے اگر آپ ایسا کر دیں تو ہم آپ پر ایمان لانے کو تیار ہیں فوراً جبریل امین مندرجہ ذیل آیات کی شکل میں فرمان الٰہی لے کر نازل ہو گئے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاۚ

آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کی رضا کیلئے اسے پکارتے ہیں ان سے آپ کی نگاہیں نہ ہٹنے پائیں کیا آپ دنیاوی زندگی کی زینت پسند کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت ان فقرا اور درویشوں کی کس شان سے قدر افزائی کر رہا ہے جو صبح و شام اس کی یاد میں محو رہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم صادر ہوتا ہے کہ آپ ان امرا اور رؤسا کی بات ہرگز نہ مانیں اور ان کی خوشنودی کی خاطر ان دیوانگانِ عشق سے آنکھیں نہ پھیریں کیا آپ دنیاوی زندگی کی زینت کو پسند کرتے ہیں؟

گویا رب کریم کے نزدیک سردار ان قبائل کے مقابلہ میں یہ گدڑی پوش خستہ حال فقرا زیادہ قابل قدر اور عزیز ہیں جن کے سینے اللہ کی یاد سے معمور ہیں۔

ان حضرات کو بھی یہ آیت مبارکہ غور و فکر کی دعوت دیتی ہے جن کے نزدیک تصوف اور ذکر و فکر کی کوئی گنجائش نہیں۔ کتاب اللہ فقر و درویشی کے فضائل پر شاہد ہے۔ صاحب کشف المحجوب تحریر فرماتے ہیں کہ بروئے حدیث پاک رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی کوئی آدمی ان صحابہ کرام سے ملتا تو آپ فرماتے "میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تمہاری وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عتاب کیا" ملاحظہ ہو فقر و درویشی کی شان اللہ اللہ لوٹنے کی جائے ہے۔

Marfat.com

تصوف کا ماحصل

تصوف و طریقت در حقیقت ارشاد باری تعالی وَيُزَكِّيهِمْ (1) اور قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (2) کی عملی تفسیر ہے۔ طریقت کی اس وادی میں قدم رکھنے والا سالک (صوفی) ظاہری اور باطنی امراض سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ وہ کفر و شرک، حرص و ہوا، بغض و حسد، غرور و تکبر، ریاکاری و شہرت پسندی جیسی عادات بد سے اجتنا کرتے ہوئے خالصۃً قرب الٰہی کے حصول کیلئے راہ خدا میں آنے والی تکالیف و مصائب خندہ پیشانی اور صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے۔ خلق سے سب علائق قطع کر کے انتہائی یکسوئی کے ساتھ خالق کائنات کی طرف رجوع کرتا ہے جس پر ارشاد باری تعالیٰ:- وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ٥ (3) شاہد ہے۔ وہ اسباب دنیا سے منہ موڑ کر مسبب الاسباب پر تکیہ کرتا ہے۔ اور يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ (4) کی حقیقت تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔

ہر وقت اللہ کی یاد میں مگن رہنے سے اس کا دل نور وحدت سے منور ہوتا چلا جاتا ہے اور تجلیات باری تعالی کا مہبط بن جاتا ہے۔ سالک عبادت میں روحانی کیف اور خوشگوار لذت محسوس کرتا ہے جو اسے دنیا و مافیا سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

تزکیہ کے بعد صوفی کا نفس امارہ سے لوامہ اور پھر مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اس صورت حال میں وہ نہ صرف ایک سچا مومن ہوتا ہے بلکہ ولی اللہ کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ جس کے لئے

1۔ ترجمہ: اور ان کو پاک کرتا ہے۔

2۔ اس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ نفس کرلیا۔

3۔ اور سب سے تعلق توڑ کر اسی (اللہ) کا ہو کر رہ جا۔

4۔ وہ ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔

Marfat.com

رب کریم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ ترجمہ:- "بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

اور جب فرط جذب و شوق سے اس پر عشق الٰہی کی مستی طاری ہوتی ہے تو وہ جنت الفردوس کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور بقول بایزید بسطامی "وہ بجز وصل و دیدار الٰہی کسی چیز پر رضامند نہیں ہوتا۔" اس سے سب حجابات اٹھ جاتے ہیں اور غیب شہود ہو جاتا ہے۔ تصوف کے اس امتیاز کو حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول کی روشنی میں بآسانی سمجھا جاسکتا ہے جو انہوں نے ابن سینا سے ارشاد فرمایا تھا۔ ابن سینا نہایت عمدہ منطقی استدلال کے ساتھ اسرار کائنات کی باتیں کر رہے تھے۔ ابو سعید خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ ساری باتیں سننے کے بعد صرف اتنا کہا کہ "جو آپ جانتے ہیں میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔"

فلسفی حقائق کا علم اپنی عقل و خرد سے حاصل کرتا ہے جو محض اس کے شعور تک محدود رہتا ہے جبکہ ایک صوفی عشق، جذبے اور وجدان کے ذریعہ سے معرفت حاصل کر لیتا ہے اور اس کا علم کشفی ہو جاتا ہے اور وہ علم الیقین و عین الیقین کی منازل سے گزر کر حق الیقین کو پا لیتا ہے۔

مذکورہ مقام کا حصول کوئی مشکل بات نہیں۔ لیکن تمام تر منازل کو کامیابی کے ساتھ طے کرنے کیلئے کسی بدرقہ یا راہنما (1) کی ضرورت ہے جس کو دوسرے الفاظ میں شیخ سلسلہ ہادی و مرشد اور پیر طریقت کہا جاتا ہے۔ وہ واقف حال ہوتا ہے اس لئے دشوار گزار راستے کی مشکل سے مشکل گھاٹیوں سے گزار کر کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

دم   عارف   نسیم   صبحدم
اسی   سے   ریشہ   معنی   میں   نم   ہے

---

(1) اس دور میں شعبدہ باز اور دنیادار تو بہت ملتے ہیں لیکن وہ مکمل طور پر پابند شریعت زہد و تقوی کا حامل اور عالم دین متین ہونا چاہئے تفصیل آگے ملاحظہ کریں

Marfat.com

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے کا وجود صبح کی ٹھنڈی ہوا کی مانند ہے اور معنی کے پودے کی رگ میں نمی اسی سے قائم ہے۔

اگر حضرت شعیب علیہ السلام جب راہنما میسر آجائے تو بھیڑیں چراتے کلیم اللہ کے مقام تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہ منزل اگرچہ بڑی کٹھن اور صبر آزما ہے مگر رب کریم نے یہ فرما کر وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (1) سالک کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کی بشارت بھی تو دے دی ہے بشرطیکہ کوشش پیہم اخلاص اور یقین کے ساتھ راہ طریقت پر مسلسل گامزن رہے۔

1۔ ترجمہ اور جو ہماری رضا کیلئے مجاہدہ کرینگے ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔

Marfat.com

باب ۶ شریعت اور طریقت

عام طور پہ خیال کیا جاتا ہے کہ شریعت اور طریقت دونوں ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ یہ تصور اور نظریہ صریحاً جہالت اور لاعلمی پر منحصر ہے۔ شریعت اور طریقت کے ادراک کیلئے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ شریعت ہے کیا؟

شریعت کا تعلق شرع سے ہے جس کے لغوی معنی راستہ بنانے کے ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد قاعدہ اور ضابطہ مقرر کرنا ہے گویا اسلامی قوانین کے مجموعہ، اسلامی دستور حیات یا آئین کو شریعت کہا جاتا ہے۔

طریقت، طریق سے ہے جس کے معنی راستے کے ہیں اصطلاح میں اس سے مراد دین کا راستہ ہے۔ طریقت دین سے الگ کسی چیز کا نام نہیں ہے اور نہ ہی دین میں کسی قسم کا اضافہ یا بدعت ہے بلکہ یہ تو جملہ عبادات اور فرائض و واجبات میں عشق اور اخلاص پیدا کرنے کا ذریعہ اور حسن عمل کا وسیلہ ہے۔ یعنی معمولات دین اگر ظاہری طور پر ادا کر دئے جائیں تو شریعت کی ضرورت تو پوری ہو جائے گی لیکن طریقت کی نظر میں یہ عبادت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے گی جب تک ان میں قلبی اور روحانی مشارکت سے حقیقت کا رنگ شامل نہ ہو جائے اور اعمال میں ریا کی بجائے للّٰہیت کا اظہار نہ ہو گویا طریقت کوئی الگ چیز نہیں بلکہ تکمیل شریعت کیلئے لازمی اور ضروری ہے۔

پس شریعت چیست اے والا صفات
شرع را دیدن بہ اعماقِ حیات

پس اے صاحب اوصاف شریعت کیا ہے؟ شریعت در حقیقت احکام اسلام پر زندگی کی گہرائیوں سے عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

Marfat.com

یوں سمجھئے کہ شریعت جسم ہے اور طریقت روح یا شریعت پھول ہے اور طریقت خوشبو۔ جس طرح جسم روح کے بغیر بے جان اور پھول خوشبو کے بغیر بے کار ہے اسی طرح طریقت کی اہمیت شریعت کیلئے ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "شریعت کے تین حصے ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص جب تک یہ تینوں اجزا متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ جب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو حق تعالی کی رضا حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تمام دنیاوی اور اُخروی سعادتوں سے بالاتر ہے۔ طریقت اور حقیقت جس سے صوفیاء ممتاز ہوئے دونوں ہی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس ان دونوں کی تحصیل صرف شریعت کی تکمیل کیلئے کی جاتی ہے۔

محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ اپنے دور کے بہت بڑے بزرگ اور ولی اللہ تھے فتوحات مکیہ میں ان کا قول ہے "جو امر خلاف شریعت ہو وہ زندقہ ہے۔" ایک اور مقام پر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں بجز اس طریقہ کے جس کو مشروع فرمایا ہے نیز یہ بھی فرمایا کہ کشف خلاف شریعت ہو تو وہ خالی از اشتباہ نہیں۔ اس لئے نا قابل اعتماد ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے "اگر کسی شخص کو دیکھو کہ صاحب کرامات ہے اور وہ ہوا میں اڑتا ہوا بھی نظر آئے تو ہرگز دھوکے میں نہ آجانا بلکہ اچھی طرح دیکھ لینا کہ وہ اوامر و نواحی کی ادائیگی اور شریعت کی پابندی میں کیسا ہے؟ "یعنی اگر پابند شریعت ہے تو وہ ولی ہے اگر پابند شریعت نہیں تو ہرگز ولی یا شیخ طریقت نہیں ہو سکتا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "ہمارا طریق تصوف قرآن و سنت سے مستحکم کیا گیا ہے۔ جس نے قرآن کو پڑھا نہیں اور حدیث کو سیکھا نہیں اس کی اقتدا جائز نہیں" فرمایا رسول کریم ﷺ کی قدم بہ قدم پیروی کے سوا تمام راہیں مخلوق پر بند کر دی گئی ہیں۔

بمصطفےٰ برسان خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بو لہبی ست

Marfat.com

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کی پیروی اختیار کر کہ سب کا
سب دین یہی ہے۔ اگر تو ایسا نہیں کرتا تو یہ سمجھ لے کہ یہ ابولہب
(کافر) کا طریقہ ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر رحمتہ اللہ علیہ مکی لکھتے ہیں "اور بعض جہلا جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے محض ان کی کم فہمی ہے۔ طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں۔ صفائیِ قلب کفار کو بھی حاصل ہوتی ہے قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے۔ آئینہ زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کیلئے اتباع سنت کسوٹی ہے جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بیہودہ ہے۔ خرق عادات تو دجال سے بھی ہونگے۔" گویا شریعت کی پابندی کے بغیر طریقت کا دعویٰ سراسر جھوٹا ہے۔

از شریعت احسن تقویم شو
وارث ایمان ابراہیم شو

شریعت کی پابندی سے بہترین ترکیب پر تخلیق کردہ انسان بن جا اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کا وارث بن جا۔

میرے شیخ طریقت علیہ الرحمت کا ارشاد ہے "اگر کوئی طریقت کو شریعت سے جدا سمجھے یا ان میں تخالف و تضاد جانے وہ صریح غلطی پر ہے۔ حالانکہ کمال شریعت ہی کا نام طریقت ہے۔ اتباع رسول ﷺ جب تک ظاہر تک محدود ہے اس کا نام شریعت ہے اور جب قلب و باطن بھی رسول اللہ ﷺ کی نورانیت سے منور ہو جائے تو یہی طریقت ہے۔" اکبر الہ آبادی نے مندرجہ اشعار میں انہی امور کی وضاحت کی ہے

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے طریقت نماز
شریعت درِ محفل مصطفیٰ
طریقت عروجِ دلِ مصطفیٰ

Marfat.com

شریعت میں ہے صورت فتحِ بدر
طریقت میں معنی شقِ صدر
شریعت میں ہے قیل و قالِ حبیب
طریقت میں ہے حسن و جمالِ حبیب
نبوت کے اندر ہیں دونو ہی رنگ
عبث ہے یہ صوفی و ملا کی جنگ

مندرجہ بالا سطور میں بزرگان طریقت کے اقوال سے اس امر کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ شریعت و طریقت ایک دوسرے سے الگ یا مختلف نہیں ہیں بلکہ طریقت تو شریعت ہی کی تکمیل کیلئے ہے تاکہ حدیث جبریل کی روشنی میں مرتبہ احسان تک رسائی ممکن ہو سکے۔

کچھ جاہل گمراہ اور نام نہاد صوفیوں کی باتیں لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اور ایسے نظریات ان کے اذہان میں راسخ ہو جاتے ہیں کہ اولیاء تو ایسے مقام تک پہنچ جاتے ہیں جہاں وہ عبادت کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور انہیں نماز روزے وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی اور کچھ گمراہ صوفی یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز تو بس دل کی نماز ہوتی ہے اس اٹھک بیٹھک اور ٹکریں مارنے (یعنی ظاہری نماز قیام، رکوع، سجود وغیرہ) کا کیا فائدہ اور کچھ نادان مرید یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ جی ہم نے تو پیر صاحب سے بیعت کر لی ہے اب نماز روزے کی مشقت کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سب باتیں جہالت و گمراہی اور عاقبت برباد کرنے والی ہیں العیاذ باللہ۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
ہر گز بمنزل نخواہد رسید

حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ اور سنت کے خلاف جو کوئی بھی راہ اختیار کرے گا وہ ہرگز منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

Marfat.com

باب ۷ وسیلہ

قرآن وحدیث سے وضاحت

يٰآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جد و جہد کرو تاکہ فلاح پا جاؤ

وسیلہ وَسُلٌ مصدر سے مشتق ہے جس کے معنی ملنے اور جڑنے کے ہیں۔ وسل اور وصل میں س اور ص دونوں ایک ہی معنی میں آتا ہے جبکہ س کے ساتھ وسل رغبت اور محبت کے ساتھ ملنے کیلئے مستعمل ہے۔ اور وسیلہ میں ہر وہ چیز شامل ہے جو کسی کو کسی دوسرے کے ساتھ محبت اور رغبت کے ساتھ ملا دے (لسان العرب۔ مفردات راغب)

اور اللہ کی طرف وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بندہ کو رغبت اور محبت کے ساتھ اپنے خالق اور معبود کے قریب کر دے سلف صالحین، صحابہ اور تابعین نے اسی آیۂ مبارک کی تشریح میں وسیلہ کی تفسیر طاعت، قربت، ایمان اور عمل صالح سے کی ہے۔ یعنی ایمان کی حالت میں، نیک اعمال پر خلوص عبادات اتباع سنت اور ذکر وغیرہ رب ذوالجلال تک رسائی کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ لیکن اولیاء اللہ صالحین اور اپنے شیخ و مرشد کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ بنی اسرائیل کی مندرجہ ذیل آیت میں بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

وہ لوگ جن کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ

Marfat.com

وَیَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَهٗ وَیَخَافُوۡنَ عَذَابَهٗ ؕ (بنی اسرائیل ۵۷)

کونسا بندہ (اللہ کے) بہت نزدیک ہے۔اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہیں

بنی اسرائیل کی مذکورہ بالا آیت سے یہ وضاحت ملتی ہے کہ برگزیدہ ہستیوں اہل اللہ اور مقرب بندوں کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جاسکتا ہے اور ان سے دعا کیلئے التماس کرنا جائز ہے۔ نیز جیسا کہ سورۃ نساء میں ہے "وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس آتے اور مغفرت طلب کرتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے" یعنی اپنے مغفرت طلب کرنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کا وسیلہ بھی اللہ کی رحمت اور مغفرت کا ذریعہ بن جاتا۔

قرآن حکیم میں مزید ارشاد ہوتا ہے

وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ

اور پیروی کرو اس کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا

اس آیۃ مبارکہ میں رب ذوالجلال کا ارشاد گرامی واضح طور پر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کی اتباع اور پیروی اختیار کی جائے جو رب کائنات کی طرف رجوع کئے ہوئے ہیں اس کی رضا کے حصول کے متمنی ہیں۔

کیمیا پیدا کن از مشتے گلے　　بوسہ زن بر آستان کاملے

کسی مرد کامل کے آستانے سے وابستہ ہو جا تاکہ تیری مٹی بھر مٹی میں کیمیا کے اثرات پیدا ہو جائیں اور خاک بے بضاعت سونا بن جائے

حضرت مجدد علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں "مقصود حق سبحانہ و تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔"

Marfat.com

محبت ور غبت و اتباع سنت

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے متنبہ فرمایا ہے کہ لفظ وسیلہ میں محبت اور رغبت کا مفہوم شامل ہونے سے اس طرف اشارہ ہے کہ وسیلہ کے درجات میں ترقی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی محبت پر موقوف ہے محبت سے ادب۔ ادب سے اتباع اور اتباعِ سنت سے اللہ کی محبت کی رغبت پیدا ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ (اے نبی ﷺ ان سے فرما دیجئے) "تم میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔" اپنی عبادات، معاملات، معاشرتی زندگی اور اخلاق کے تمام شعبوں میں کوئی جس قدر بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع کرے گا اتنی ہی اللہ کی محبت اس کو حاصل ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب ہوتا چلا جائے گا۔ جس قدر محبت بڑھے گی اسی قدر قربِ الٰہی بڑھتا جائے گا۔ گویا رب کریم کی ذات تک رسائی اور محبت کا حصول اس وقت تک مشکل ہے جب تک اسوۂ حسنہ کی پیروی اور سنت نبوی ﷺ پر مکمل طور پر عمل پیرا نہ ہو۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

سرور دنیا و دیں حضرت محمد ﷺ کی پیروی اختیار کر کیونکہ دین یہی ہے۔ یعنی سنت نبوی کا اتباع اگر تو ایسا نہیں کرتا یعنی پیروی اختیار نہیں کرتا تو سمجھ لے کہ یہ ابولہب (کافر) کا طریق کار ہے۔

گویا جس کو اتباع سنت رسول اللہ ﷺ میسر آگئی اسے رب ذوالجلال کی محبت حاصل ہو گئی اور اتباع رسول مقبول ﷺ کے حصول کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع ضروری ہے۔ اور صحابہ کے طریقہ کو سمجھنے کیلئے آئمہ کے طریقہ کو اپنانا ضروری ہے اور ان کے طریقہ کی طرف راہنمائی مرشد کامل کے بغیر مشکل ہے۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مذکورہ آیت میں وسیلہ سے مراد مرشد کی بیعت ہے اور اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اہل سلوک ایں آیت را اشارت بہ سلوک می فہمند و وسیلہ مرشد را می دانند پس تلاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاہدہ ضروری است و سنت اللہ بر ہمیں منوال جاریست لہذا بدون مرشد راہ یابی نادر است" (صراط مستقیم)

"اہل سلوک نے اس آیت سے سلوک کی طرف اشارہ مراد لیا ہے اور وسیلہ مرشد کو قرار دیا ہے۔ لہذا حقیقی فلاح اور نور کے حصول کیلئے مجاہدہ سے قبل مرشد کی تلاش ضروری ہے اور اللہ تعالٰی کی سنت اسی طرح جاری ہے۔ لہذا مرشد کے بغیر راہنمائی شاذ و نادر ہے"

چنانچہ بڑے بڑے علماء دہر کو بھی حقیقت کی راہ شیخ طریقت کے بغیر میسر نہ آسکی اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ جیسے عالم بے بدل کو کہنا پڑا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

مولوی اس وقت تک مولائے روم نہ بن سکا جب تک کہ شمس تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کا غلام نہ ہوا۔

فقط مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ راہ طریقت کے اس سفر میں حضرت حسن بصری، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، ابو بکر شبلی، ابو الحسن خرقانی، پیر پیراں عبد القادر جیلانی، سید علی ہجویری، خواجہ معین الدین چشتی، شہاب الدین سہروردی، حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمہم اللہ اجمعین، جیسے جلیل القدر اولیائے عظام اور ان جیسے دیگر ہزاروں بزرگان راہ طریقت کو بھی کسی نہ کسی صاحب رشد و ہدایت اور اہل اللہ کے سامنے زانوئے عقیدت و ارادت تہہ

Marfat.com

کرنا پڑا۔ حصول نسبت کے لئے وہ بیعت ہوئے اور کسی نہ کسی واقف راہ طریقت و معرفت کی راہنمائی میں انہوں نے سلوک کی منازل طے کیں۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

اس میخانہ طریقت کی شراب حقیقت سے جذب و مستی میں آنے والا اکیلا میں ہی نہیں بلکہ حضرت جنید، شبلی اور عطار رحمتہ اللہ علیہم نے بھی یہی راہ اختیار کی۔

حضرات ائمہ شریعت و ائمہ طریقت رحمہم اللہ اجمعین سے بہتر فطری صلاحیت اور استعداد کس میں تھی جو کہ مادر زاد اولیاء اللہ تھے جن کی کرامات شکم مادر میں ہی ظاہر ہونے لگیں ان میں ہر ایک میدان عمل کا بے مثل شاہ سوار تھا۔ لیکن پھر بھی انہیں کسی نہ کسی زندہ شخصیت کے توسل اور توسط کی ضرورت پڑی حتی کہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے دو سال ہو گئے تو کسی نے پوچھا حضور کا سن شریف کیا ہے تو آپ نے فرمایا دو سال عرض کی "حضور مجھ سے اِستہزا فرماتے ہیں" فرمایا میں جاہل نہیں ہوں کہ ٹھٹھا کروں بلکہ میں عمر اسی دن سے شمار کرتا ہوں جس دن سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔" بلکہ آپ نے ایک جگہ یوں بھی فرمایا۔

لَوْ لاَ سَنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ یعنی اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت (امام اعظم ابو حنیفہ) ہلاک ہو جاتا (تحفۃ الاخوان)

موسیٰ و خضر علیہما السلام:- بات صرف یہاں تک ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سورۃ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ پر غور فرمائیے۔ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم صاحب کتاب اور صاحب شریعت پیغمبر کو حضرت

Marfat.com

خضر علیہ السلام سے تکوینی علم کے حصول کے لئے ان کی صحبت اختیار کرنے اور ان کے ساتھ رہنے کا حکم ہوتا ہے کتاب اللہ اس امر کی شاہد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں اس مقام پر پہنچے جس کی نشاندہی کر دی گئی تھی تو وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی اس مقام پر آیات قرآنی کا مفہوم کچھ اس طرح ہے ترجمہ: "وہاں اس نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی جناب سے رحمت سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا" کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے رشد و ہدایت کا وہ علم سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے"

یہاں یہ امر توجہ طلب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود رب ذوالجلال سے ہم کلام ہوتے تھے ان کو وحی اور الہام کے ذریعہ بھی تعلیم سے بہرہ ور کیا جا سکتا تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ تکوینی علم کے حصول کیلئے انہی جیسے اللہ کے ایک بندے کے سپرد کر دیا گیا جس کو خصوصی علم سے سرفراز کیا گیا تھا اس امر سے آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ایک انسان کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور حکمت الٰہیہ کے مطابق ہے۔

ضرورت وسیلہ و شیخ طریقت

موجودہ دور کے روشن خیال حضرات فرما دیتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کسی مرشد کی راہنمائی کی کیا ضرورت ہے؟ ایسی سوچ اور فکر حقیقت سے روگردانی ہے اور دور اندیشی کی حامل نہیں ہے کیونکہ اگر کتاب سے حصول علم اور اس کی روح تک رسائی کا مقصد پورا ہو سکتا یا راہنمائی کے تقاضے پورے ہو سکتے تو رب ذوالجلال جو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے وہ لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے اپنا کلام براہ راست لوگوں پر الہام کر سکتا تھا لیکن خالق کائنات کو یہ منظور نہ تھا بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ مشیت ایزدی کے مطابق

Marfat.com

جب کسی قوم کی اصلاح منظور ہوئی تو اس قوم کی ہدایت کیلئے کلام الٰہی اور احکام خداوندی کی پیغام رسانی کیلئے پیغمبر بھی مبعوث کیا گیا جو کہ فرشتہ نہیں تھا اور نہ کوئی اور مخلوق بلکہ انہی جیسا گوشت و پوست کا بنا ہوا انسان ہوتا تھا۔ وہ نبی یا رسول رب کائنات کے احکام کی ترسیل کے ساتھ ساتھ خود بھی افعال و کردار کا ایک عمدہ نمونہ پیش کرتا اور لوگوں کی تربیت کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام ہے اور بندگان خدا کی راہنمائی کے لئے نازل ہوا اور رب ذوالجلال کے اپنے فرمان کے مطابق اسی کتاب مقدس میں ہر خشک و تر کا ذکر موجود ہے اور یہ کتاب اللہ ہر قسم کی تعلیمات کی حامل ہے لیکن اس کے باوجود کلام الٰہی کی تشریح اور وضاحت کیلئے آپ ﷺ کو مکلف بنایا گیا اور حکم ہوا :

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

آپ پر یہ ذکر (قرآن پاک) اتارا تاکہ آپ لوگوں کیلئے وضاحت سے بیان کر دیں جو آپ پر نازل کیا گیا"

قرآن پاک عربوں کی اپنی زبان عربی میں نازل کیا گیا لیکن اس کے باوجود جو امور و احکامات تشریح طلب ہوتے یا جو آیات کریمہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہوتیں ان کی وضاحت کیلئے لوگ آپ سے رجوع کرتے اور عرب کے بڑے بڑے اصحاب فصاحت و بلاغت کلام خداوندی کو سمجھنے کیلئے ایک اُمّی ﷺ کے حضور دست بستہ کھڑے نظر آتے ہیں حضور اکرم ﷺ کا اپنا کردار و عمل بھی قرآن پاک کا عملی نمونہ تھا اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے اپنے صحابہ کرام کی تربیت بھی اسی طرح کی کہ وہ بھی کردار اور عمل کے لحاظ سے آپ کی سنت کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء راشدین نے رشد و ہدایت کا کام سرانجام دیا اور یہ امر نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کے عین مطابق تھا جس میں آپ ﷺ نے امت کو یہ ہدایت فرمائی کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ یعنی تمہارے لئے ضروری ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرو۔

Marfat.com

آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو صرف کتابی علم ہی سے مزین نہیں فرمایا تھا بلکہ ان میں طریقت کی روح اور احسان کی کیفیات پیدا فرمائیں جن پر آپ کی حدیث مبارک شاہد ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَاصَبَّ اللّٰہُ شَیْئًا فِیْ صَدْرِیْ
اِلاَّ صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی میرے سینے میں ڈالی تھی وہ میں نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں ڈال دی۔

معلوم ہوا کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل کی جاتی ہے اور یہی چیز دین کی اصل ہے جو کتب کے مطالعہ سے میسر نہیں آسکتی بلکہ کسی مرد کامل کے فیضان نظر سے پیدا ہوتی ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دیں از نظر

اے بے خبر دین کو کتابوں میں تلاش نہ کر علم و حکمت تو کتابوں سے میسر آسکتے ہیں۔ لیکن دین فیضان نظر سے آتا ہے۔

اسلام کے ارکان اور ایمان کے اجزا تو کتابوں سے مل سکتے ہیں لیکن تزکیہ نفس، تصفیہ باطن اور احسان کے درجہ کا حصول بغیر کسی عارف مرشد اور راہنما کے ممکن نہیں اور جب تک زبانی معمولات سے گزر کر قلبی کیفیات پیدا نہیں ہوتیں اس وقت تک آدمی مقصد کو نہیں پاسکتا اور اس امر کیلئے کسی مرد کامل کی سرپرستی کا حصول ضروری ہے۔

قال را بگزار مردِ حال شو
پیش مردے کاملے پامال شو

طریقت کے معاملات میں صرف زبانی ذکر کی حد تک نہ رہ بلکہ اس کا اطلاق اپنے قلب و روح پر بھی کر اور اس مقصد کیلئے کسی مرد کامل کے دامن سے وابستہ ہو جا۔

Marfat.com

واقف راہ منزل

یہ قاعدہ اور اصول ہے کہ منزل کا راستہ اس شخص سے دریافت کیا جاتا ہے جو راستے سے واقف اور باخبر ہو۔ اور قرآن حکیم میں ارشاد ہے اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا یعنی رحمٰن کے بارے میں کسی باخبر سے پوچھ نیز سورۃ النحل میں ارشاد ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو" اور مصلحت اسی میں ہے کہ کوئی کام سر انجام دینے سے قبل کسی واقف کار سے راہنمائی حاصل کر لی جائے۔ اگر کوئی خود اپنی مرضی سے کوئی کام سر انجام دینا چاہے یا کسی نادیدہ منزل کی طرف خود ہی چل نکلے تو ہو سکتا ہے کہ راستے کی ناواقفیت کی بنا پر وہ بھٹک جائے یا مشکلات اور گمراہی سے دوچار ہو جائے اور اس امر پر ارشاد نبی مکرم ﷺ شاہد ہے مَنِ اسْتَغْنٰى بِرَأْيِهٖ ضَلَّ یعنی جو اپنی رائے کے ساتھ بے پروا ہوا وہ گمراہ ہوا اسی امر کی وضاحت میں مولوی غلام رسول کا پنجابی کا ایک شعر ہے۔

جیہڑیاں آپ آوارہ ہوئیاں
رُل مریاں وِچ راہواں
چوراں یاراں دے ہتھ آیاں
یا لقمہ بگھیاڑاں

پس مجاہدات کا آغاز کرنے اور تصوف و سلوک کی راہ اختیار کرنے سے پہلے کسی شیخ طریقت کو اپنا مقتدا اور راہنما بنا لینا چاہئے ورنہ بھٹکتے رہنے کا اندیشہ ہے عوارف المعارف میں حضرت بایزید بسطامی کا ایک قول نقل کیا گیا ہے مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ شَيْخٌ فَاِبْلِيْسُ شَيْخُهٗ جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

Marfat.com

عقلی دلائل

آپ کو کوئی مہارت بھی سیکھنا یا کوئی پیچیدہ کام سر انجام دینا ہو آپ اس کو اس وقت تک سر انجام نہیں دے سکتے جب تک آپ کو اس فن کے ماہر کاریگر یا استاد کی راہنمائی حاصل نہ ہو۔ اس سلسلے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى كُلِّ صَنْعَةٍ بِصَالِحِ اَهْلِهَا — ہر ایک صنعت میں اس کے ماہر کاریگر سے مدد حاصل کرو۔

اگر آپ ایسا نہ کریں تو ہو سکتا ہے آپ کو ناکامی سے دوچار ہونا پڑے مثال کے طور پر آپ موٹر ڈرائیونگ سیکھنا چاہتے ہیں تو اس مقصد کیلئے آپ بیسیوں کتب کا مطالعہ کر لیں لیکن جونہی آپ موٹر چلانے کیلئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھیں گے تو بغیر استاد کی راہنمائی کے ممکن ہے آپ کسی حادثے سے دوچار ہو جائیں۔ تیراکی سیکھنے کیلئے محض کتاب کے مطالعے کے بل پر تیرنا شروع کر دیں تو ڈوبنے کا احتمال ہو سکتا ہے اسی طرح فن طب و جراحی پر آپ کو بازار میں سینکڑوں کتب میسر آجائیں گی لیکن محض کتابوں کے مطالعہ سے آپ کسی پیچیدہ قسم کے علاج یا آپریشن کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے ایسا کریں گے تو آپ ایک انسانی جان کے ضیاع اور قتل کے مرتکب ہو سکتے ہیں اس امر میں کامیابی اس وقت تک ناممکن ہے جب تک آپ کسی ماہر طبیب یا ڈاکٹر سے تربیت حاصل نہ کریں۔

بعینہٖ طریقت و تصوف اور روحانیت کے علم کا حال ہے جو کہ ان سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں مختلف اشغال مجاہدہ مراقبہ نفی اثبات اور ضربی طریقہ ہائے ذکر، تزکیہ نفس، تصفیہ باطن جیسے انتہائی نازک اور لطیف فنون شامل ہیں اس لئے طریقت اور تصوف کے معاملے میں بھی کسی مشاق اور ماہر استاد یعنی پیر طریقت اور مرشد کامل کی انتہائی ضرورت ہے۔

Marfat.com

باب ۸ اہل اللہ اور صالحین کی صحبت

نیک و صالح لوگوں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا ان کی باتیں سننا انتہائی سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ اللہ والوں کی مجالس میں بیٹھنے اور صحبت اختیار کرنے سے خیر و نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ توبہ کی آیۃ مبارکہ سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ط

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہاں سچے لوگوں سے مراد وہی صالح اور اللہ والے لوگ ہیں جو قول و عمل اور مجموعی کردار کے لحاظ سے ہر پہلو سے سچے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ صادقین کی تعریف میں یوں رقمطراز ہیں آپ فرماتے ہیں صدق صادق کی صفت ہے اور صادق وہ ہے کہ تم جب بھی اس کو دیکھو تو اس کو ویسا ہی پاؤ جیسا تم نے سنا ہو اور ہمیشہ اسے ویسا ہی پاؤ۔ صدیق وہ ہے کہ وہ اپنے افعال و اقوال اور احوال میں ہمیشہ صدق اختیار کرے صدق یہ ہے کہ ایسے کام میں بھی ہمیشہ سچ کہے جس میں جھوٹ کے بغیر خلاصی کی کوئی راہ نہ ہو۔

قطب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ کی محبت توحید کی اساس ہے لیکن اللہ کی محبت بھی اہل اللہ کی محبت اور صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ایک موحد اور مخلص ولی، اللہ کی زمین میں اس کا خلیفہ اور نائب ہے اللہ تعالیٰ نے اسے برگزیدہ کیا اور اپنا قرب عطا فرمایا ہے ساتھ ہی اسے اپنے کلام کے معنی اور مطالب سمجھنے کیلئے شرح صدر عطا فرمایا ہے اور اسے نوع انسانی کی راہنمائی اور روحانی اور باطنی تزکیہ و

Marfat.com

اصلاح کے لئے معین فرمایا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ دلوں کی کدورت اور عقل و خرد کی گمراہی و کج بینی کو رفع کر کے بندگان خدا کو راہ مستقیم پر لے آتا ہے۔

پس یہی شخص نائب حق اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہے یہی شخص بنی آدم میں تخلیق کائنات کی نہایت وانتہا ہے وہ سیرت نبوی ﷺ کا متبع، توحید الٰہی کا محافظ اور نوع انسانی کا نجات دہندہ ہے لہٰذا میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ ایسے شخص کی صحبت اور محبت کو لازم پکڑ اور اس کے روحانی و باطنی فیوض سے استفادہ کر یہی شخص تیرے قلب و دماغ کی کدورتوں کو دھو کر انہیں عشق الٰہی اور نور توحید سے روشن اور تابناک کر سکتا ہے۔"

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیا کرام کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

صحبت کی برکات

رب ذوالجلال کے ایسے ہی برگزیدہ بندوں کی صحبت اختیار کرنے کے سلسلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں آپ مکتوب نمبر ۱۲۰ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں "فرصت بہت تھوڑی ہے اور اسے اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ہے ارباب جمعیت کی صحبت۔ کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول ﷺ کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم السلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ اور عمر مروانی رحمتہ اللہ علیہ (حضرت عمر بن عبد العزیز) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ دونوں حضرات صحبت (1) کے سوا

1۔ صحبت کی فیوض و برکات کا اندازہ آپ اس امر سے لگائیں کہ کسی نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی مصاحبت میں امر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبد العزیز سے کئی درجے بہتر ہے۔ (مجدد الف ثانی مکتوب ۲۰۷ دفتر اول)

Marfat.com

تمام درجات کی انتہائی بلندیوں اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ 'صحابہ نے راہ خدا میں جو نصف صاع (1) جو خرچ فرمایا ہے اگر دوسرا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اس کے برابر نہیں ہو سکتا" یہ فرق ان باطنی کمالات کی وجہ سے ہے جو ان کو رسول اللہ ﷺ کے فیض محبت سے حاصل ہوئے تھے۔

شیخ کبیر حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کس قدر جامع ہے اِصۡحَبُوا مَعَ اللّٰهِ فَاِن لَّم تُطِيقُوۡا فَاصۡحَبُوا مِنَ الصَّحِبِ مَعَ اللّٰهِ "یعنی اللہ کی صحبت اختیار کرو۔ اگر اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ تعالیٰ کی صحبت میسر ہو" راہ حق پر چلنے کے لئے کسی مرد کامل کی صحبت بہت ضروری ہے ورنہ راہ مستقیم سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے حضرت عبدالخالق غجدوانی کا ارشاد ہے "صحبت ناآشنا سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو اگر صحبت میں اہل باطن سے مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو باطنی صحبت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ روحانی فیض دل پر اثر کرتا ہے اور ماسوی اللہ سے خلاصی پاتا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اہل اللہ تو صحبت ناآشنا سے پرہیز کی تاکید کرتے ہیں تو اندازہ لگائیں کہ صحبت بد انسان کو گمراہی اور برائی کے کتنے عمیق گڑھوں میں گرا سکتی ہے

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالع ترا طالع کند

نیک کی صحبت تجھے نیک کرتی ہے اور برے کی صحبت تجھے برا بناتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "نیک دوست اور برے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک (کستوری) بیچنے والا اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والا مشک بیچنے والا تو تم کو وہی دے گا جو اس کے پاس ہے اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو ضرور ملے گی اور بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے جلا دے گا اور کچھ نہ سہی تو اس کی بدبو تو

1۔ ایک صاع = تقریباً ساڑھے تین سیر

Marfat.com

ضرور پہنچے گی۔(بخاری و مسلم)

مقصد یہ ہے کہ اس حقیقت سے تو سبھی آگاہ ہیں کہ نیکوں کی صحبت سے تو نیکی ہی میسر آتی ہے اور اجر و ثواب بھی اور بروں کی صحبت تو انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سگ اصحاب کہف روزے چند
پے نیکاں گرفت و مردم شد
پسر نوح با بداں بنشست
خاندان نبوتش گم شد

اصحاب کہف کے کتے نے چند روز نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی تو اس کے نام کا بھی نیک مردوں کے ساتھ ذکر ہوا لیکن نوح علیہ السلام کا بیٹا برے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تو وہ خاندان نبوت سے نکال دیا گیا۔

(یعنی بیٹا ڈوبنے لگا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی تو اللہ نے فرمایا کہ اے نوح کیونکہ اس کا عمل غیر صالح ہے اس لئے یہ تمہارے اہل میں شامل نہیں) حدیث پاک ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی (روز حشر) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

Marfat.com

باب ۹ بیعت

تعریف و وضاحت

بیعت ایک رسم ہے جو سلسلہ طریقت یا تصوف میں داخل ہوتے وقت ادا کی جاتی ہے جب آدمی اپنی روحانی راہنمائی کیلئے کسی بزرگ کا انتخاب کر لیتا ہے جس کو شیخ مرشد یا پیر طریقت کہا جاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اور مرشد کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے عہد و پیماں کرتا ہے کہ میں فلاں فلاں کارہائے خیر سرانجام دینے اور فلاں فلاں کارہائے بد سے اجتناب کرنے کا عہد کرتا ہوں اسی کا نام بیعت ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائبین خلفاء اور علماء و مشائخ میں بیعت لینے کا جو سلسلہ چلا آرہا ہے درحقیقت سنت اللہ اور سنت نبی اکرم ﷺ ہے اس کا مقصد سابقہ گناہوں سے توبہ آئندہ گناہوں سے بچنے اور ایمان و عمل صالح کی پابندی ہے سب سے پہلا عہد جو رب ذوالجلال نے تمام انسانوں کی روحوں سے لیا قرآن پاک کی سورۃ اعراف میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔

اور جب تیرے رب نے آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے سوال کیا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ قَالُوْا وہ بولے بَلٰی ہاں (ہم اقرار کرتے ہیں کہ تو ہمارا رب ہے) اس عہد کو میثاق الست یا عہد ازل کہتے ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب سے عہد لیا گیا کہ وہ کتاب کی تعلیم کو بیان کریں گے اور چھپائیں گے نہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ بعینہٖ بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا گیا وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرو گے اور انبیاء علیہم السلام سے

Marfat.com

عہد لیا گیا کہ وہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اتباع کریں گے وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ.......... مِنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ (سورۃ آل عمران)

یہ وہ عہد و پیمان تھے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی روحوں، اہل کتاب، بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم السلام سے مختلف امور پر لئے اسی طرح سنت الٰہیہ کے اتباع میں رسول اللہ ﷺ نے بھی بہت سے معاملات میں صحابہ کرام سے بیعت لی جن میں سے ایک کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا (سورہ فتح: ۹)

(اے نبی ﷺ) جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر پس جو اس عہد کو توڑتا ہے وہ اپنی جان کی مضرت پر اس عہد کو توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا مومنین سے (اے رسول اللہ) جب وہ تجھ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے

مذکورہ بالا دونوں آخری آیات میں اللہ کے نبی سے بیعت کی صورت میں اللہ کی رضا اور اجر عظیم کا وعدہ شامل ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ رب کائنات نے نبی مکرم ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر فرمایا ہے کہ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ابو داؤد نے بروایت عوف ابن مالک یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے اس پر بیعت لی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور اپنے امراء

Marfat.com

کی اطاعت کریں گے اور کسی انسان سے کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے نیز بہت سے صحابہ کرام سے ایمان اور عمل صالح کی پابندی پر بیعت لی گئی۔

بیعت کے بارے میں میرے شیخ مکرم اعلیٰحضرت صوفی عبدالمجید علیہ الرحمت نے شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا ہے کہ احادیث مقدسہ سے بیعت کا مسنون ہونا ثابت ہے اگرچہ عہد رسالت میں بیعت کتنے ہی امور کے بارے میں تھی اور اب ایک مقصد تک محدود ہے۔

احادیث مشہورہ میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر کبھی اقامت ارکان پر یعنی صوم و صلوٰۃ حج اور زکوٰۃ پر گاہے معرکہ کفار پر جیسا کہ بیعت رضوان سے ثابت ہے نیز ایک حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی۔

چونکہ بیعت لینے اور امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا اس لئے بیعت کے مسنون ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہ رہا اور نبی اکرم ﷺ خلیفۃ اللہ بھی تھے اور قرآن و حکمت کے معلم بھی تھے اور امت کو پاک کرنے والے بھی تھے پس جو فعل آپ نے تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ امت کیلئے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا چنانچہ راہ حق کے متلاشی ہادیان امت یعنی مشائخ کرام اور پیران عظام کے ہاتھ پر اسی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے بیعت کرتے ہیں۔ یعنی گناہوں سے بچنے تقویٰ اختیار کرنے نیز تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے لئے پیمان باندھتے ہیں اس سے احکام شرعیہ کے بجالانے اور اعمال حسنہ کی توفیق بڑھ جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین اس سنت بیعت کے جاری کرنے میں اس حدیث مرفوع کے مصداق ہیں کہ "جو میری کسی سنت کو زندہ رکھے گا اس کو اس کا بھی اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جو اس پر

Marfat.com

چلیں گے۔"

اور حدیث پاک یہ بھی ہے

مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ

جس نے فساد امت کے زمانے میں میری ایک سنت کو زندہ کیا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا

آج تک ہزارہا اولیائے عظام بزرگان دین اور علمائے راسخین جن کے علم، زہد، تقویٰ اور رسوخ پر کسی کو شک و شبہ نہیں اسی سنت پر عمل کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۰

پیرومرید

سورۃ لقمان میں ارشاد خداوندی ہے وَاتَّبِعُ سَبِیلَ مَنُ اَنَابَ اِلَیَّ اور پیروی کرو اس کے طریقہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا نیز کسی بزرگ کا ارشاد ہے اَلشَّیُخُ فِیُ قَوُمِهٖ كَالنَّبِیُّ فِیُ اُمَّتِهٖ (شیخ کامل کی حیثیت اپنی قوم میں ایسی ہے جیسے نبی کی اپنی امت میں) اولیاء اللہ اور صالحین زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کے وارث اور رسول اللہ ﷺ کے نائبین ہیں۔ اس لئے سلسلہ طریقت اختیار کرنے اور حصول نسبت کیلئے ان کی صحبت نہایت ضروری ہے۔

اندریں عالم نیرزی باخسے
تانیاویزی بہ دامانِ کسے

"اس جہان میں تیری قیمت ایک تنکے کے برابر نہیں ہو گی جب تک
کہ توکسی مرد کامل کے دامن سے وابستہ ہو کر زندگی نہ گزارے۔"

جہاں تک راہ طریقت وہدایت کی منازل کی طرف رہنمائی کے لئے کسی مرد کامل کی تلاش کا تعلق ہے اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اس دنیائے رنگارنگ میں ایسے بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو بظاہر درویش صورت نظر آئیں گے لیکن حقیقت میں درویشی کے لبادے میں دھوکے باز ہونگے اور راہبروں کے لباس میں راہزن ملیں گے۔ آپ کا واسطہ گندم نماجو فروش صوفیوں سے بھی پڑے گا جو مسند ارشاد کی زیب وزینت تو ہونگے لیکن ان کا دامن مبلغ علم ودانش سے بالکل خالی ہو گا یہ بات پیش نظر رہے کہ پیروں کا سا حلیہ بنا لینے سے کوئی پیر طریقت نہیں بن سکتا

نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند
نہ ہر کہ شیشہ بسازد سکندری داند

Marfat.com

بعض اپنی شعبدہ بازیوں اور زور بیان سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنی دکانداری چلاتے ہیں بہت سے سادہ لوح لوگ ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور انہیں احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک فریب کار کے جال میں پھنس چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ نہ کچھ شعور رکھنے والے بعض مریدوں کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ وہ ایک نفس پرست اور دنیادار کے دام میں پھنس چکے ہیں تو وہ کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

چمن کے رنگ و بو نے اس قدر دھوکے دیئے مجھ کو
کہ میں نے ذوق گل بوسی میں کانٹوں پر زبان رکھ دی

بعض مسند نشین آپ کو ایسے بھی ملیں گے جو بذات خود علم طریقت تو کجا علم شریعت سے بھی نابلد ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی خوش بختی کہہ لیجئے کہ انہوں نے ایسے خاندان اور گھرانوں میں جنم لیا ہوتا ہے جن کے آباواجداد میں کوئی بزرگ ایسا ضرور گزرا ہوتا ہے جس کی مسند انہیں وراثت میں مل جاتی ہے اور مرید بھی ورثے میں مل جاتے ہیں اور یہ صاحب قرآن وحدیث اور شرعی علوم سے تہی دامن ہونے کے باوجود سجادہ نشین بن جاتے ہیں۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

چونکہ یہ خود راہ طریقت سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کی راہنمائی کیسے کر سکتے ہیں "ہر کہ خود راہ گم کردہ است کرا رہبری کند"

بعض عامل قسم کے لوگوں نے اپنے عملیات کے زور پر پیری مریدی کا دہندہ چمکا رکھا ہوتا ہے۔ زہد و تقویٰ سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ سادہ لوح لوگ اور خواتین ان کے تعویذ گنڈوں کی وجہ سے عقیدت رکھتے ہوئے ان کے مرید ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایسے لوگ بھی ملیں گے جنہوں نے درویشی کا محض لبادہ اوڑھ رکھا ہوتا ہے وہ جبہ و دستار میں ملبوس بزرگانہ بہروپ اختیار کئے ہوئے واقعی بزرگ نظر آتے ہیں اور معرفت کے حوالے سے صوفیانہ باتیں بھی کرتے ہیں لیکن کردار و عمل کے حامل نہیں ہوتے محض دکانداری بنا

Marfat.com

رکھی ہوتی ہے لوگ ان کے حلیے سے متاثر ہو کر ان کے دامن سے وابستہ ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ تارک سنت اور شرعی احکام سے گریزاں ہوتے ہیں نماز سے ان کا دُور کا تعلق بھی نہیں ہوتا اور مساجد کا رخ کرنے سے بھی بھاگتے ہیں لیکن اندھی عقیدت جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے لوگ پتھر اور ہیرے میں امتیاز نہیں کر سکتے اور دوسرے لوگوں کی دیکھا دیکھی محض بھیڑ چال کی وجہ سے لوگ ایسے نفس پرست اور دنیادار پیروں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں انہیں قرآن و سنت کی کسوٹی پر نہیں پرکھتے اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

بہت سے شیطان انسانوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ پس ہر ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے دینا چاہئے۔

یاد رکھیں بے نمازی کبھی صاحب ولایت وارشاد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کی روشنی میں وہ تو مسلمان اور مومن کہلانے کا بھی حقدار نہیں آپ کا ارشاد ہے "مومن اور کافر کے درمیان نماز کا ہی فرق ہے۔" اور کئی لوگ شیطان لعین کے جال میں پھنس کر گمراہی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔ تارک الصلوٰۃ کے بارے میں ایک حکایت نقل کی جاتی ہے۔

بے نماز درویش کا واقعہ

حضرت جلال الدین بخاری مخدم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں ایک واقعہ یوں درج کیا ہے کہ "میں مکہ معظمہ کی زیارت کے بعد بھکر واپس آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ قصبہ کے قریب ایک پہاڑ کے غار میں ایک درویش رہتا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خداوند کریم نے اس کو نماز معاف کر دی ہے میں یہ سن کر درویش کے پاس گیا۔ وہاں دیکھا کہ اس کے گرد بڑے بڑے امراء اور اکابر جمع ہیں میں ان سے گزرتا ہوا درویش

Marfat.com

کے سامنے جا کر بیٹھ گیا سلام اس کو دانستہ طور پر نہ کیا میں نے اس سے پوچھا تم نماز کیوں نہیں پڑھتے سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے " اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْکَافِرِ الصَّلٰوۃُ " (مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے) درویش نے جواب دیا سید صاحب! میرے پاس جبریل آتے ہیں بہشت کا کھانا لاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا سلام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کو نماز معاف کر دی گئی ہے اور تم خاصان خدا میں شامل کر دیئے گئے ہو۔

مجھے اس کی بات سن کر بہت غصہ آیا اور میں نے اسے کہا" بیہودہ مت بکو سرورانبیا ﷺ کے لئے تو نماز معاف نہیں ہوئی تجھ جیسے جاہل کیلئے کیسے معاف ہو سکتی ہے تیرے پاس جبریل نہیں بلکہ شیطان آتا ہے اور کہتا ہے میں جبریل ہوں جبریل علیہ السلام وحی کے فرشتے ہیں اور انبیاء اور رسل کے سوا کسی کے پاس نہیں آتے جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے وہ غلاظت ہوتی ہے درویش نے کہا وہ کھانا بہت لذیذ ہوتا ہے میں نے کہا اس کی حقیقت تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گی جب وہ نام نہاد فرشتہ تیرے پاس آئے تو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا یہ تاکید کر کے میں اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا دوسرے دن جب میں اس درویش کے پاس گیا تو وہ میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا میں نے آپ کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب وہ نام نہاد فرشتہ میرے پاس آیا تو میں نے لاحول پڑھی وہ اسی وقت وہاں سے غائب ہو گیا اور اس کا لایا ہوا کھانا میرے ہاتھوں سے گر پڑا اور میرے سارے کپڑے ناپاک ہو گئے یہ سن کر میں نے بے نماز درویش سے توبہ کرائی اور ترک شدہ نمازوں کی قضا پڑھوائی۔

یاد رکھیں ولی کی پہچان یہی ہے کہ وہ گفتار اور کردار میں نبی اکرم ﷺ کا پیروکار ہوتا ہے۔

اقوال بزرگان:- بزرگان طریقت کے اقوال ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں" (تذکرۃ الاولیا)

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے "جو شخص قرآن اور حدیث کا صحیح متبع نہ ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرو"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے پیروہ ہے جو مرید کی حق سبحانہ کی طرف راہنمائی کرے یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور زیادہ واضح تر ہے کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا راہنما بھی اور پیر بننے کا زیادہ مستحق بھی یہی ہے۔" (دفتر اول مکتوب ۲۲۱)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "باجھوں علم جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو" اس سے بخوبی یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ حقیقی پیر وہی ہے جو شریعت و طریقت دونوں علوم میں راسخ ہو۔

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جاہل پیر مسخرا شیطان ہے (روح تصوف) ایک اور مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ناقص پیر سے راہنمائی حاصل کرنے کو زمین میں ناقص بیج ڈالنے سے مشابہ قرار دیا ہے فرماتے ہیں " بیج کا خبیث اور ناپاک ہونا اس طرح پر ہے کہ ناقص سالک سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے مسلک پر چلنے لگے کیونکہ ناقص حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے اس کی کچھ تاثیر نہیں ہوتی اور چونکہ ناقص خود واصل نہیں اس لئے اس کو خدا کی طرف پہنچانے والے اور نہ پہنچانے والے راستوں کے درمیان تمیز حاصل نہیں ہے۔ (مکتوب ۳۳ دفتر اول)

ایک اور مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں "جس نے جذب و سلوک کے ساتھ اپنا کام پورا نہیں کیا اور پیر کی مسند پر بیٹھ گیا طالب کیلئے اس کی صحبت زہر قاتل ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا مہلک مرض ہے ایسے شیخ کی صحبت طالب کی بلند استعداد کو پستی میں لے جاتی ہے اور بلندی سے پستی میں گرا دیتی ہے۔ (مکتوب ۶۲ دفتر اول)

ریاکار پیر کے بارے میں سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "افسوس ہے تجھ پر کہ تو ظاہر میں عبادت خانہ میں بیٹھا ہے اور تیرا دل لوگوں کے گھروں میں سیر کر رہا

Marfat.com

ہے۔اور تو ان کی آنے کا منتظر ہے کہ وہ تیرے پاس ہدیے اور تحفے لائیں"

یادرکھیں

حقیقی راہنما اور پیر طریقت وہی ہو سکتا ہے جو علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہو۔ کتاب و سنت اور فقہی امور سے واقف ہو۔ شریعت مطہرہ کا پابند ہو۔ طریقت کی راہ اور منازل کا واقف حال ہو عابد و زاہد ہو حرص و ہوا کا بندہ نہ ہو اور اخلاق نبوی ﷺ سے متصف ہو

پیر طریقت اور شیخ کیلئے کرامت شرط نہیں

بعض طالبان یہ خیال کرتے ہیں کہ پیر طریقت یا شیخ مقتدا وہ ہونا چاہئے جس سے کرامتوں کا ظہور زیادہ ہو۔ یہ نظریہ سراسر غلط ہے کیونکہ خوارق کا اظہار تو غیر مسلموں سے بھی ہو سکتا ہے اور ہندو جوگی وغیرہ ایسا کرتے رہے ہیں۔ اور دجال لعین سے تو بہت زیادہ خوارق کا اظہار ہوگا لیکن شیخ طریقت کے انتخاب کیلئے دیکھنے والی اصلی چیز تو استقامت ہے نہ کہ کرامت اَلِاُسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ یعنی استقامت کو کرامت پر فوقیت حاصل ہے۔ طالب کو چاہئے کہ شیخ کی تلاش کے وقت یہ امر پیش نظر رکھے کہ وہ اوامر و نواہی اور شریعت کا پابند ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے" جاننا چاہئے کہ خوارق و کرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں ہے کیونکہ ولایت سے مراد اللہ جل شانہ کا قرب حاصل کرنا ہے جو ماسوی اللہ کے نسیان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو عطا کرتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے" اگر کسی کو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہوا دیکھو

Marfat.com

پھر بھی اس کی پیروی اس وقت تک نہ کرو جب تک اللہ تعالیٰ کے امر و نہی میں اس کا عمل درست نہ پاؤ"

نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کچھ عرصہ تک رہا اور پھر رخصت کی اجازت چاہی آپ نے پوچھا کیوں جاتا ہے؟ نہ اپنی سنائی نہ ہم سے پوچھی اور چپکے سے چل دیا" اس نے کہا میں یہ سن کر آیا تھا کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں لیکن میں نے اتنی مدت تک آپ کی خدمت میں رہنے کے باوجود آپ سے کوئی کشف یا کرامت نہیں دیکھی اس لئے رخصت چاہتا ہوں آپ نے اس سے سوال کیا کہ کیا اس عرصے میں تو نے میرا کوئی کام خلاف شریعت دیکھا ہے اس نے کہا خلاف شریعت تو کوئی کام نہیں دیکھا آپ نے فرمایا جا جنید کی یہی کرامت سمجھ لے اب اگر جانا چاہے تو تیری مرضی وہ پاؤں پر گرا۔ اور آپ سے بیعت کی۔

پیر و مرید کے آداب قرآن کی روشنی میں

رب کریم نے انسان کی چشم بصیرت وا کرنے اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کیلئے قرآن حکیم میں بے شمار مثالوں سے راہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن پاک میں ہر قسم کی مثالیں بیان کیں اللہ جل شانہ کی مثالیں دنیوی اور اخروی زندگی کی اصلاح کیلئے ایسی ہیں جن سے رشد و ہدایت کے لاتعداد چشمے پھوٹتے ہیں۔ اس قسم کا ایک واقعہ سورۃ کہف میں موجود ہے جو کہ طالبان معرفت خداوندی اور راہ طریقت کے مسافروں کیلئے مینار نور کا کام دیتا ہے مذکورہ سورۃ مبارکہ کی چند منتخبہ آیات کا متن پیش کیا جاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام رب ذوالجلال کی ہدایت کے مطابق علم لدنی کے حصول کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش کیلئے نکلتے ہیں اور دو دریاؤں کے سنگم پر ان سے ملاقات ہوتی ہے تو سوال کرتے ہیں۔

Marfat.com

قَالَ لَهٗ مُوسٰی هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤی اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ۝

موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے بھی رشد و ہدایت کی وہ تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے۔

قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ۝

اس نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے

وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِیۡ لَكَ اَمۡرًا ۝

اور آپ کیسے صبر کر سکتے ہیں اس پر جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے انشاءاللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ فَلَا تَسۡـئَلۡنِیۡ عَنۡ شَیۡءٍ حَتّٰۤی اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا ۝ (آیات ۶۶ تا ۷۰)

اس نے کہا اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں مت پوچھیں حتیٰ کہ میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

آگے چل کر موسیٰ علیہ السلام کشتی میں سوراخ کرنے کے معاملے میں صبر نہ کرتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے کہا تھا کہ آپ صبر نہیں کر سکیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بھول پر معذرت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِيۡتُ وَلَا تُرۡهِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ۝ آیت ۷۳

موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ میری بھول پر مواخذہ نہ کریں اور میرے معاملے میں اس قدر سختی نہ کیجئے

مقام غور ہے کہ رشد و ہدایت اور تکوینی علوم کی تحصیل کے لئے اللہ جل شانہٗ وقت کی سب سے اہم شخصیت کا انتخاب کرتا ہے اور صاحب شریعت نبی اور صاحب کتاب رسول کو

Marfat.com

علم لدنی کے اکتساب کے لئے حضرت خضر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اس واقعہ میں علم لدنی کے حصول کے لئے سبق موجود ہے اور مذکورہ آیات کی پہلی آیت میں ہی موسیٰ علیہ السلام سے رشد وہدایت کی تعلیم کے حصول کا سوال کرتے ہیں۔ یہی وہ رشد ہے جس کے لئے اہل طریقت کسی صاحب رشد بزرگ سے بیعت کرتے ہیں اور رشد کی حامل اس شخصیت کو رشد ہی کی نسبت سے مرشد کہا جاتا ہے۔

اس واقعے سے پہلا سبق تو یہ حاصل ہوتا ہے کہ شریعت کے عالم کیلئے بھی علم لدنی واصل الی الحق ہونے کیلئے ایسے ہی ہے جیسے جسم کے لئے روح طالبان کے لئے دوسرا سبق صبر کی تلقین ہے صابر سالک سلوک کی منازل دوسروں کی نسبت جلد طے کرلیتا ہے اور شیخ کے دل میں بھی اس کی قدر وقیمت ہوتی ہے مذکورہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر کے ساتھ یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا گویا طالب کیلئے ضروری ہے کہ اپنے ہادی ومرشد کی بلاچون وچرا تعمیل کرے اور کسی قسم کا اعتراض زبان پر نہ لائے وہ جب تک سر تسلیم خم نہیں کرے گا حصول فیض سے محروم رہے گا یہ صرف شیخ طریقت کے اتباع کی دولت ہے جو سالک کو باطنی علم کے نور سے منور کردیتی ہے۔ البتہ کسی خلاف شرع عمل کی اتباع نہ کرے۔

پیر کے حقوق و آزار

حضرت مجدد علیہ الرحمت کا ارشاد ہے: حضرت حق سبحانہ، کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وعلی آلہٖ الصلوٰۃ والتسلیمات کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے بلکہ سب کے پیر حقیقی تو رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اگرچہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے ولادت صوری کی حیات تو چند روزہ ہے مگر ولادت معنوی کے لئے حیات ابدی ہے پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب و روح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور اس کے اندرونی حصوں کو پاک وصاف کرتا ہے۔ ان توجہات

Marfat.com

میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر میں ایک گونہ تلوث (آلودگی) خود صاحب توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے لوگ خدا عزوجل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر چیز ہے پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے تزکیہ حاصل کر لیتا ہے اور پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی کفر سے حقیقی اسلام تک رسائی پاتا ہے۔

گر بگویم شرح ایں بیحد شود

اگر اس کی تشریح کروں تو بے حساب ہو جائے۔

لہٰذا اگر کوئی پیر کسی مرید کو قبول کر لے تو اسے یہ اپنی سعادت سمجھنی چاہئے اور اگر وہ کسی مرید کو رد کر دے تو اسے اپنی بدبختی شمار کرنی چاہئے "ہم اس چیز سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں" حق سبحانہ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی رضامندیوں میں گم نہ کر دے حق سبحانہ کی رضامندیوں تک نہیں پہنچ سکتا مرید کی سب سے بڑی آفت پیر کو آزار دینے میں ہے۔ ہر لغزش جو اس کے مرید ہونے کے بعد پیش آئے اس کا تدارک کر لینا ممکن ہے لیکن آزار پیر کا تدارک کسی چیز سے بھی نہیں ہو سکتا آزار پیر مرید کیلئے شقاوت اور بدبختی کی بنیاد ہے "اس سے حق سبحانہ کی پناہ" اعتقادات اسلامیہ میں بڑا خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں بڑا فتور اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔ احوال اور وجدانیات جن کا تعلق باطن سے ہوتا ہے ان کا تو پوچھنا ہی کیا اگر باوجود پیر کی آزار رسانی کے اگر احوال کا کوئی اثر باقی رہ جائے تو اسے استدراج میں شمار کرنا چاہئے کہ آخر میں وہ لامحالہ خرابی ہی لائے گا اور سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔"

Marfat.com

مریدوں کے لئے ضروری آداب

جاننا چاہئے کہ صحبت کے آداب و شرائط کو مد نظر رکھنا راہ طریقت کی ضروریات سے ہے تاکہ افادہ واستفادہ کا راستہ کھل جائے طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف و جوانب سے ہٹا کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہو۔ اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے حتیٰ کہ جب تک وہ امر نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کی خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض و سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

کسی بادشاہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اسی اثنا میں اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر جا پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا اس حال میں جب بادشاہ کی نظر اس وزیر پر پڑی کہ وہ اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے تو جھڑک کر کہا کہ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے سوچنا چاہئے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل کیلئے معمولی آداب بھی ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل کیلئے ان آداب کی رعایت کامل طور پر ضروری ہو گی۔

جہاں تک ہو سکے ایسی جگہ پر کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سایہ پر پڑتا ہو۔ اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے۔ اس کے وضو کی جگہ پر طہارت نہ کرے۔ اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے۔ اس کے حضور میں پانی نہ پیئے۔ کھانا نہ کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو اور پیر کی غیر موجودگی میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور تھوک بھی اس طرف نہ پھینکے۔ جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو درست جانے اگرچہ بظاہر درست معلوم نہ ہو۔ کھانے پینے، سونے اور طاعت کرنے کے ہر

Marfat.com

چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی اقتدا کرنی چاہئے اور رفقہ کو بھی اس کے عمل سے اخذ کرنا چاہئے اور اس کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانے کے برابر ہو۔ سب سے زیاد بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بیں ہے اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے۔ اگر دل میں کوئی شبہ ہو تو اس کو بلا توقف عرض کر دے اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے۔

اپنی آواز اس کی آواز سے بلند نہ کرے۔ بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ یہ بے ادبی میں داخل ہے۔ جو فیض اور فتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعہ سمجھے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر سے ہی جانے اور جو مرید کسی اور جگہ سے کچھ پائے اور اسے اپنے شیخ کی طرف اعتقاد نہ رکھے تو خطرہ ہے کہ وہ فیض قبل موت اس سے چھین لیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے شیخ کے حقوق کو سلب کیا ہے۔ عیاذاً باللہ

غرض اَلطَّرِیْقُ کُلُّهٗ اَدَبٌ یعنی راہ طریقت مکمل طور پر ادب ہی ادب ہے۔ کوئی بے ادب کبھی خدا تک نہیں پہنچتا۔ اور ادب محبت سے پیدا ہوتا ہے جتنی شیخ سے محبت ہو گی۔ اتنا ہی ادب ہو گا محبت سے ادب اور ادب سے اتباع اور اتباع سے قرب خداوندی کا حصول ہو گا جس قدر محبت بڑھتی جائے گی اس قدر درجات روحانی میں کمال حاصل ہو تا جائے گا۔

دوسری جانب اس کے برعکس بے ادب کمالات طریقت سے محروم رہے گا بلکہ وہ رحمت سے دور ہو تا جائے گا۔ حضرت رومی فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ کے فضل سے

Marfat.com

محروم رہتا ہے۔ بے ادب نے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو برائی میں مبتلا رکھا بلکہ (برے اثرات سے) پورے جہان کو نذر آتش کر دیا۔

پیر کی صحبت کی اہمیت

تصوف و طریقت میں شیخ کی صحبت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے تزکیہ نفس، تصفیہ باطن اور معرفت خداوندی کی منازل کامیابی سے طے کرنے کے لئے شیخ سلسلہ کی تربیت، راہنمائی اور فیضان نظر انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے شیخ کی صحبت سے علیحدگی اختیار نہ کرے خصوصی طور پر جب تک استقامت حاصل نہ ہو جائے۔ ورنہ قوی امکان ہے کہ شیطان کے چنگل میں پھنس کر کسی فتنہ کا شکار ہو جائے کیونکہ خود رائے ہونا ہی گمراہی کا راستہ اختیار کرنے کے مترادف ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَأْیِہٖ ضَلَّ (جو اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا وہ گمراہ ہوا) اس حقیقت کے مشاہدے میں حضرت فرید الدین عطارؒ اور حضرت علی ہجویریؒ نے ایک حکایت نقل کی ہے کہ

حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک مرید کے دل میں شیطانی وسوسہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں نے درجہ کمال حاصل کر لیا ہے اور اب مجھے صحبت مرشد کی بجائے گوشہ نشینی اختیار کر لینا بہتر ہے اس لئے وہ صحبت ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا وہ رات کو دیکھتا کہ فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اونٹ پر سوار کر کے جنت کی سیر کراتے ہیں وہاں نہایت خوبصورت جگہ اور عمدہ کھانوں کا اظہار ہوتا ہے۔ جب یہ امر شہرت کو پہنچا اور حضرت جنیدؒ کو بھی خبر پہنچی تو آپ اس کے پاس گئے آپ نے دیکھا کہ وہ ہوا و حرص میں سر ڈالے ہوئے ہے اور تکبر کی وجہ سے دگرگوں حال ہے۔ آپ کے استفسار پر اس نے سب حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جب تم جنت میں پہنچو تو تین دفعہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا۔ چنانچہ جب رات کو وہ حسب معمول جنت میں پہنچا تو اس نے لاحول..... پڑھا تو وہ چیختے چلاتے غائب ہو گئے اور اس نے اپنے آپ کو روڑی کے ڈھیر (گندی جگہ) پر بیٹھے ہوئے پایا اور اس

Marfat.com

کے گرد مردار کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں اس پر اسے اپنی خطا کا پتہ چلا کہ یہ ایک شیطانی جال تھا چانچہ وہ تائب ہو کر صحبت میں شامل ہوا۔ (تذکرہ الاولیا، کشف المحجوب)

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مرید کیلیئے کوئی آفت مثل تنہائی کے نہیں" راہنما اور بدرقہ کے بغیر نفس و شیطان کے غلبہ کا امکان بڑھ جاتا ہے مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نیست ہرگز نفس کش جز ظل پیر
دامن آں نفس کش محکم بگیر

پیر کے سائے کے بغیر نفس کشی مشکل ہے اس لئے اس نفس کش یعنی پیر کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑ۔

بیعت کی اصل ہی رفاقت اور شیخ و مرشد کی صحبت و رابطہ ہے حق تعالی جل شانہ تک رسائی کا زینہ بھی اہل اللہ کی صحبت ہی ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا — او نشیند در حضورِ اولیاء

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی حضوری چاہتا ہے تو اس سے کہو کہ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویزے تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

Marfat.com

ایک روز حمام میں مجھے ایک دوست کے ہاتھ سے مٹی ملی
میں نے مٹی سے کہا تو کستوری یا عنبر ہے کہ تیری خوشبو مجھے مست کر رہی ہے۔
مٹی بولی میں تو وہی حقیر مٹی تھی لیکن کچھ مدت گلاب کی صحبت میں رہی ہوں۔
میرے ہم نشین کی صحبت نے مجھ پر اثر کیا تو خوشبودار ہو گئی ورنہ میں تو وہی خاک ہوں۔

شیخ مقتدا و پیر طریقت کیلئے نصائح

دعوت الی اللہ انبیاء علیہم السلام کا منصب ہے امت کے علماء صلحاء اور مشائخ اس منصب کو آپ کے نائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ دعوت الی اللہ کے آداب اور طریقے بھی نبی اکرم ﷺ کے اخلاق اور اسوۂ حسنہ سے اخذ کریں پیر طریقت کو چاہئے کہ وہ رحمت و رافت کا مجسمہ، عفو و درگزر کا پیکر اور شفقت و ہمدردی کی عمدہ مثال بنے آزردہ اور دکھی انسان پیر طریقت سے رجوع کرتے ہیں۔ اس لئے اسے درماندگان کی دوا بننا ہوتا ہے۔ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینا ہوتا ہے اسے دکھی دلوں کی مرہم اور بے چین و پریشان حال لوگوں کی تسکین کا سامان کرنا ہے اس لئے چاہئے کہ وہ کامل طور پر اخلاق نبوی ﷺ سے متصف ہو۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (آپ لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف بلایئے حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ) اس آیۃ کریمہ میں دعوت و تبلیغ کے اصولوں اور آداب کو چند کلمات میں سمو دیا گیا ہے ارشاد خداوندی کی روح یہ ہے کہ مخاطب یا مرید کے حالات کا حکمت اور دانائی سے جائزہ لیتے ہوئے خیر خواہانہ اور ہمدردانہ لہجہ اختیار کیا جائے کلام مشفقانہ اور نرمی

Marfat.com

سے لبریز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

یَسِّرُوْاوَلاَ تُعَسِّرُوْ ا وَ بَشِّرُوْ ا وَلاَ تُنَفِّرُ وْا — یعنی لوگوں پر آسانی کرو اور دشواری پیدا نہ کرو اور ان کو رحمت کی خوشخبری سناؤ اور مایوس یا متنفر نہ کرو۔

مذکورہ آیت کریمہ اور حدیث کی روشنی میں اور اخلاق نبوی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کسی مرید سے سہو یا خطا ہو جائے تو اس کو دوسروں کے سامنے شرمسار کرنے کی بجائے احسن طریقے سے اکیلے میں احساس دلایا جائے اور اصلاح کر دی جائے اور زجر و توبیخ سے پرہیز کیا جائے پیر کو چاہئے کہ ہر لحاظ سے سنت نبوی کا پابند اور آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کی تصویر ہو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی رضا میں فنا ہو گیا ہو۔ فرمان رسول اللہ ﷺ پر قائم ہو بلکہ اس کی تمام آرزوئیں مثل آئینہ کے ہوں کہ اس کو اخلاق نبوی کے سوا کچھ معلوم نہ ہو"

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں " جاننا چاہئے کہ جب کوئی طالب آپ کے پاس ارادت سے آئے تو اس کو طریقہ سکھانے میں بڑا تامل کریں شاید اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو اور خرابی منظور ہو خاص کر جب کسی مرید کے آنے میں خوشی و سرور پیدا ہو تو چاہئے کہ اس سلسلہ میں التجا اور تضرع کا طریقہ اختیار کریں اور استخارہ کریں تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہئے او استدراج و خرابی مراد نہیں کیونکہ حق تعالی کے بندوں میں تصرف کرنا اپنے وقت کو ان کے پیچھے ضائع کرنا خدا تعالی کے اذن کے بغیر جائز نہیں آیت کریمہ:

لِتُخرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّورِ باِذْنِ رَبِّهِمْ — (تاکہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف نکالے اپنے رب کے اذن سے) اس معنی پر دلالت کرتی ہے

ایک اور مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں " حدود شرعیہ کی اچھی طرح محافظت کریں اور

Marfat.com

جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی اس طریقہ علیہ کے منافی اور سنت کی تابعداری کے دعوے کے مخالف ہے۔ اسی مکتوب میں آگے جا کر ارشاد فرماتے ہیں قول و فعل کی بڑی محافظت کریں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ فتنہ و فساد کے درپے رہتے ہیں کوئی ایسا کام نہ ہونے پائے جو اس مقام کے منافی ہو اور جاہل لوگوں کو بزرگوں پر طعن کا موقع مل جائے حق تعالیٰ سے استقامت طلب کرتے رہا کریں۔

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "اس طریق کا مدار دو اصلوں پر ہے ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہونا چاہئے دوسرے یہ کہ شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص پر اس طرح راسخ اور ثابت قدم ہونا کہ اس پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہ رہے بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں پسندیدہ و محبوب دکھائی دیں۔ ان دو اصلوں کے متعلق جو امور ہیں ان میں سے کسی میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دونوں اصل درست ہو گئیں تو دنیا و آخرت کی سعادت نقد وقت ہے۔"

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ "اپنے کام کی فکر کرنی چاہئے تاکہ جہان سے ایمان سلامت لے جائیں اجازت نامہ اور مرید کام نہیں آئیں گے اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب کے ساتھ آئے تو اس کو طریقہ سکھا دیں یہ نہیں کہ تعلیم طریقت کو ہی اصل کام بنا لیں اور اپنے معاملہ کو اس کے تابع کر دیں یہ سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔"

فرماتے ہیں اس بارے میں بہت زیادہ تاکید کی کوشش رکھیں کہ مرید کے مال میں کسی قسم کا لالچ اور طمع پیدا نہ ہو کیونکہ یہ مرید کی ہدایت میں رکاوٹ اور پیر کی خرابی کا سبب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ طریقت میں دین خالص کی ضرورت ہے اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (خبردار خالص دین اللہ ہی کیلئے ہے) اس بارگاہ میں شرک کی ہرگز گنجائش نہیں ہے اور دنیا کی محبت ذلیل و خوار کر دیتی ہے"۔ بہرکیف کوشش بلیغ کی جائے کہ راہ راست سے

Marfat.com

بھٹکنے نہ پائے اور پختہ کاری کی منزل کو پہنچ جائے۔ (شیخ احمد سرہندی)

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
تا راہ بیں نباشی کے راہبر شوی
در مکتب حقائق پیش ادیب عشق
ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی

اے بے خبر کوشش کرتا کہ تو بھی باخبر ہو جائے جب تک تو واقف راہ نہیں ہوتا رہبر کیسے بن سکتا ہے۔ حقائق کے مدرسے میں عشق کے استاد کے سامنے اے بیٹے تو بھی کوشش کرتا کہ کسی روز تو بھی باپ بننے کا اہل ہو۔

Marfat.com

باب ۱۱ ولی اللہ

تعریف ووضاحت

وَلِیٌّ کے معنی قرب اور نزدیکی کے ہیں وَلِیٌّ اس سے اسم ہے اس کے معنی مقرب محِب صدیق اور مدد گار کے ہیں علامہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ قرب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قرب تو وہ ہے جو ہر انسان بلکہ کائنات کے ہر ذرہ کو اپنے خالق سے ہے اور اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز موجود نہ رہ سکے۔ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد (ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں) میں اس قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسر ہے اسے قرب محبت کہتے ہیں قرب کی ان دو قسموں میں سوائے نام کے اشتراک کے اور کوئی چیز جزو مشترک نہیں قرب محبت کے بے شمار درجے ہیں۔ ایک سے ایک بلند اور اعلیٰ تر ہے لیکن ایمان شرط اول ہے دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہل عزم و ہمت ترقی کے مختلف درجے طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ قرب الٰہی کے بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں جس کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔

لاَ یَزَالُ الۡعَبۡدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحۡبَبۡتُهٗ فَاِذَا اَحۡبَبۡتُهٗ فَکُنۡتُ سَمۡعَهُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیۡ یَبۡطِشُ بِهَا وَ رِجۡلَهُ الَّتِیۡ یَمۡشِیۡ بِهَا (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے بندہ نفلی عبادت سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے

Marfat.com

اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ
پکڑتا ہے اور میں اس کا پیر بن جاتا ہوں جس
سے وہ چلتا ہے

یعنی اس کی حرکت و سکون اور اس کا کوئی کام بھی ایسا نہیں ہوتا جس میں میری رضا شامل نہ ہو۔

قرب کے درجات: اللہ تعالیٰ کے قرب کا ابتدائی درجہ صرف ایمان سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی اللہ تعالیٰ ان کا دوست ہے جو صدق دل سے ایمان لائے اور قرب کا اعلیٰ ترین اور بلند ترین درجہ انبیاء کا خصوصی حصہ ہے کیونکہ ہر نبی کا ولی ہونا لازمی ہے۔ اوان میں سے سب سے بلند اور آخری مقام وہ ہے جس پر محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ فائز ہے ان کے مراتب کی رفعتوں اور بلندیوں کو سوائے رب العزت کی ذات کے اور کوئی نہیں جان سکتا اور ولایت کا ادنیٰ درجہ وہ ہے جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں درجہ فنا کہا جاتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اس کا دل اللہ کی یاد میں ایسا مستغرق رہتا ہے اور وہ صبح و شام تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتا ہے اور اللہ کی محبت سے سرشار رہتا ہے۔ کسی غیر کی محبت کی اس کے دل میں ہرگز گنجائش نہیں ہوتی خواہ وہ اس کا باپ ہو یا بیٹا بھائی ہو یا بیوی یا کوئی رشتہ دار وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ کیلئے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ کیلئے اس کی محبت اور ہدایت میں اس کی ذات کا کوئی حصہ نہیں ہوتا گویا اس کا ظاہر اور باطن اللہ رب العزت کی رضا کا مظہر ہوتا ہے کثرت ذکر اور دوام طاعت اس کے درجات میں بلندی کا باعث ہوتے ہیں۔

حصول ولایت کے ذرائع واسباب

اسباب حصول ولایت پر بحث کرتے ہوئے علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں کہ ولایت کے حصول کی یہی صورت ہے کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ

Marfat.com

آئینہ دل پر آفتاب رسالت کے انوار کا عکس پڑنے لگے اور پر تو جمال مصطفی ﷺ قلب و روح کو منور کر دے اس نعمت کا حصول ان خوش نصیبوں کو ہوتا ہے جو بارگاہ رسالت یا ان کے نائبین سے محبت رکھتے ہیں یا ان کی صحبت میں اکثر بیٹھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے قلب نفس اور جسم کا رنگ ولی اللہ کے قلب۔ قالب اور جسم پر چڑھ جاتا ہے اور یہی صبغت اللہ ہے جس کے متعلق فرمایا صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اس کی وضاحت یوں ہے کہ اولیائے اللہ کو جو قرب ذات باری سے ہوتا ہے اس کے اثرات ولی کی صحبت میں بیٹھنے والوں میں بھی نفوذ کر جاتے ہیں یہ فیض صحبت صحابہ کرام کو بلاواسطہ حاصل تھا۔ اسی وجہ سے ان کا درجہ ولایت تمام امت کے اولیاء عظام سے بالاتر تھا۔ بعد کے لوگوں کو یہی فیض ایک واسطہ یا چند واسطوں سے حاصل ہوتا ہے جتنے واسطے درمیان میں حائل ہوتے ہیں اتنا ہی فرق پڑ تا جاتا ہے یہ واسطہ انہی لوگوں کو بتایا جاسکتا ہے جو خود اسوۂ رسول اکرم ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے اور آپ کی سنت کے مکمل طور پر پابند ہوں۔ مسنون طریقہ سے ذکر اللہ کی کثرت عکس پذیری کیلئے مددگار ثابت ہوتی ہے اس سے دل کا میل دور ہو جاتا ہے اور آئینہ قلب کی صفائی ہو کر اس کی عکس پذیری بڑھ جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کو صیقل کرنے والی (چمکانے والی) کوئی چیز ہوتی ہے اور دل کو چمکانے والا اللہ کا ذکر ہے۔

مختصر یہ کہ درجہ ولایت کے حصول کا نسخہ تین اجزا سے مرکب ہے کسی ولی اللہ کی صحبت اطاعت اور ذکر اللہ کی کثرت۔

اولیاء اللہ کی اقسام

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو طالب اور مرید ہیں اور دوسرے وہ جو مطلوب اور مراد ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کو محب کہا جاتا ہے اور دوسرے وہ ہیں جن کو محبوب کے درجہ سے سرفراز کیا جاتا ہے ان کا مقام اس حدیث سے واضح ہے جس کے راوی امام مسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو

Marfat.com

جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ جبریل میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین (والوں) میں اس کو مقبولیت عطا کر دی جاتی ہے (اور وہ اہل زمین میں بھی مقبول ہو جاتا ہے)

ولی کی پہچان و علامات

ان نفوس قدسیہ کی پہچان کیلئے رحمت عالمیان ﷺ نے کچھ علامات بیان فرمائی ہیں وہ احادیث تفسیر مظہری میں درج ہیں

١۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اولیاء اللہ کون ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اَلَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰه وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد ہوتی ہے۔ (بغوی)

٢۔ حضرت اسماء بنت یزید نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''سنو! کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے کون لوگ ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور فرمائیے فرمایا'' جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے''

اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے قرب اور بے کیف مصاحبت نصیب ہوتی ہے اسی وجہ سے ان کی ہم نشینی گویا اللہ کی ہم نشینی اور ان کا دیدار اللہ کی یاد دلانے والا اور ان کا ذکر اللہ کے ذکر کا موجب ہوتا ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے سورج کے سامنے رکھا ہوا آئینہ جو سورج کی شعاعوں سے جگمگا اٹھتا ہے اور اس آئینہ کے سامنے جو چیز رکھی جاتی ہے آئینہ کی عکس ریزی سے وہ چیز بھی رشن ہو جاتی ہے ایک بات یہ بھی ہے کہ اللہ نے اولیاء کے اندر اثر پذیری اور اثر اندازی کی قوی طاقت رکھی ہے۔ اللہ سے قرب اور بے کیف مناسبت رکھنے کی وجہ سے اولیاء عظام میں اثر پذیری کی صلاحیت زیادہ قوی ہوتی ہے اس لئے اگر کوئی شخص تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ان کے فیوض و برکات سے ضرور بہرہ مند

Marfat.com

ہوتا ہے۔ لیکن اگر دل میں کینہ رکھے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اللہ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اس کو اپنی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دے دیا ہے (بخاری از ابوہریرہ)

مردان خدا خدا نباشند
لیکن از خدا جدا نباشند
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ

مردان خدا، خدا تو نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے اس (ولی) کا کہا ہوا اللہ ہی کا کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ وہ اللہ کے بندے کی زبان سے ادا ہوتا ہے۔

اولیا کو اللہ کی طرف سے وہ طاقت عطا ہوتی ہے کہ وہ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس لا سکتے ہیں۔

اولیاءاللہ کو بشارتیں

اولیاءاللہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو سب کچھ چھوڑ کر اللہ ہی کے ہو رہتے ہیں غیر اللہ سے رشتہ توڑ کر اللہ کے عشق میں سرگرداں اور ہمہ وقت اس کی یاد میں مست رہتے ہیں اور اللہ رب العزت کے محبوب ہوتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ بھی انہیں دوست رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کان بن جاتا ہے۔ ہاتھ بن جاتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہے آنکھ بن جاتا ہے یعنی ولی اللہ سے سننے دیکھنے نیز ہاتھ اور پاؤں سے غرض یہ کہ جو کام بھی صادر ہوتا ہے اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے اللہ ان کی خواہش پوری کرتا ہے اور ان کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو ان الفاظ میں بشارت دیتا ہے:

Marfat.com

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

خوب سن لو اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گار رہے ان کے لئے خوشخبری ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ کی باتیں بدلتی نہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔(سورۂ یونس:۶۱،۶۴)

اللہ کے نیک بندے جو حقیقی ایمان کے مالک اور خشیت الٰہی میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں ان کا ظاہر و باطن نور معرفت سے مزین ہوتا ہے اور وہ اہل دنیا کے بر خلاف دنیاوی تفکرات سے بالکل آزاد ہوتے ہیں ان کی نظر میں دنیائے فانی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس لئے وہ دنیا کے رنج و غم اور سود وزیاں سے بالکل آزاد ہوتے ہیں اور یہ امر ان کے لئے ایک قسم کی دنیاوی بشارت کے مصداق ہے زہد و تقویٰ اور ہر امر میں متوکل علی اللہ ہونے کی وجہ سے وہ ولی اللہ کے درجے سے مشرف ہوتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن روز قیامت قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہدا ان پر رشک کریں گے صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں بتایئے وہ کون لوگ ہیں ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان سے محبت کریں فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کیلئے آپس میں محبت کرتے ہیں نہ ان میں کوئی رشتہ ہے نہ مالی منفعت بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہونگے۔ اور نور کے منبروں پر انہیں بٹھایا جائے گا دوسرے لوگ خوفزدہ ہونگے اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا لوگ حزن وملال میں مبتلا ہونگے لیکن انہیں کوئی حزن وملال نہ ہوگا پھر حضور ﷺ نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مبارکہ میں کثیر التعداد صحابہ کرام کو جنت کی

Marfat.com

خوشخبریاں دیں لیکن آپ کے وصال کے بعد یہ خوشخبری عالم بیداری کی بجائے عالم خواب میں سچے خوابوں کے ذریعہ اور کشف کے ذریعہ دی جاتی ہے سچے خواب سے مراد عوام کے خواب نہیں بلکہ اولیاء اور صالحین کے خواب ہیں۔ یہ تو ہوئی دنیا میں خوشخبری اور آخرت کی خوشخبری سے مراد وہ خوشخبری ہے جو جان نکلتے وقت جب کہ مومن کو قرب الٰہی کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اللہ کی خوشنودی کی بشارت دی جاتی ہے۔ اور قیامت کے دن قبر سے نکلتے وقت بھی اس کو بشارت دی جائیگی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اولیاء اللہ کیلئے یعنی اللہ کے دوستوں کیلئے خوشخبری ہے اور بشارت ہے کہ وہ حزن وملال سے آزاد ہونگے اور دونوں جہانوں میں فلاح وکامرانی ان کے قدم چومے گی اللہ اکبر کتنا بڑا انعام ہے محبوب خدا کے ادنی غلاموں کیلئے ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُعْطِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

کمال ولایت کا مدار خوارق یا کرامات پر نہیں

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارق یعنی کرامات ظاہر ہونا ارکان ولایت سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا تعلق ولایت کی شرائط سے ہے۔ اور خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا افضل ہونے پر بھی دلالت نہیں کرتا۔ وہاں قرب الٰہی جل شانہ کے درجات کے اعتبار سے فضیلت ہے۔ ممکن ہے ولی اقرب سے کم خوارق ظاہر ہوں اور ولی ابعد سے بکثرت ظاہر ہوں۔ وہ خوارق جو اس امت کے اولیاء سے ظاہر ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کا سوواں حصہ بھی ظہور میں نہیں آیا حالانکہ افضل ترین ولی ایک ادنی درجے کے صحابی کے درجے کو نہیں پہنچتا۔

عام لوگ کشف وکرامات کو ولایت کی خصوصی نشانی سمجھتے ہیں مگر یہ غلط ہے۔ بہت سے اولیاء کشف وکرامات سے خالی ہوتے ہیں اور کبھی اولیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی کشف اور خرق عادت پایا جاتا ہے (اس لئے کشف وکرامات معیار ولایت نہیں)

Marfat.com

صوفیاء کرام کا قول ہے کہ انبیاء کرام کیلئے معجزے کا اظہار شرائط میں سے ہے۔ لیکن اولیاء کیلئے کرامت کا اظہار مناسب نہیں بلکہ کرامت تو مردوں کا حیض ہے اس کو چھپانا ہی ضروری ہے اس لئے اولیائے حق خود بھی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں اور خوارق کو بھی چھپاتے ہیں۔

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
سوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

(حسن و جمال کی مرقع) پری نے تو اپنا چہرہ چھپا رکھا ہے لیکن (بدصورت) دیو ناز وادا دکھا رہا ہے۔ اس عجیب بات پر فرط حیرت سے عقل جل کر راکھ ہو گئی ہے۔

ولی کو اپنی ولایت یا خوارق کا علم ہونا شرط نہیں

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا شرط نہیں اسی طرح اسے اپنے خوارق کے وجود کا علم ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی کے خوارق نقل کرتے ہیں اور وہ خوارق اس کے علم میں مطلقاً نہیں ہوتے۔

ولایت اور نبوت

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن مشائخ نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے وہ اہل فکر اور ایسے اولیاء اللہ ہیں جن کو کمال عروج کے بعد رجوع الی الخلق حاصل نہیں ہوا فقیر نے تحقیق کی ہے کہ نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ اسی نبی کی ولایت ہو اور یہی حق ہے اور جس نے اس کے برخلاف کہا وہ مقام نبوت کے کمالات سے ناواقف ہے۔ (مکتوب نمبر ۲۵۱ دفتر اول)

Marfat.com

کمالات ولایت کا درجہ کمالات نبوت سے کمتر ہے

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ کمالات نبوت کے مقابلے میں کمالات ولایت کی کچھ مقدار نہیں ہے۔ آفتاب کے مقابلے میں ذرہ کی کیا مقدار ہے سبحان اللہ۔ بعض لوگ کج بینی سے ولایت کو نبوت سے افضل جانتے ہیں اور شریعت کو جو کہ لبِ لباب ہے پوست سمجھتے ہیں بیچارے کیا کریں ان کی نظر شریعت کی صورت تک ہی محدود ہے اور پوست کے سوا مغز کا کچھ بھی حصہ ان کے ہاتھ نہیں آیا۔ (مکتوب نمبر ۴۶ دفتر دوم)

اولیاء اللہ مافوق البشر نہیں ہوتے

اولیاء اللہ کے پردے اور حجابات دراصل ان کی صفات بشریت ہی ہیں۔ جن چیزوں کے سب لوگ محتاج ہوتے ہیں یہ بزرگ بھی ان سب چیزوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ولایت انہیں اس احتیاج سے بے نیاز نہیں کرتی۔ ان کا غصہ بھی باقی تمام لوگوں کے غصے کی طرح ہوتا ہے جب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ (مجھے بھی اسی طرح غصہ آتا ہے جس طرح ہر انسان کو غصہ آتا ہے) تو اولیاء اللہ اس سے کہاں بچ سکتے ہیں اسی طرح یہ بزرگ کھانے پینے اہل و عیال کے ساتھ معاشرت اور موانست کرنے میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔

مشرکین مکہ نے یہی دھوکہ کھایا اور سید الانبیاء علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر سمجھا اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہا مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ (یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے)

لہذا جس کی نظر اہل اللہ کے ظاہر پر پڑی وہ محروم ہو گیا اور دنیا و آخرت کا خسارہ ہی اس کے ہاتھ آیا۔ اس ظاہر بینی نے ابو جہل اور ابو لہب کو اسلام کی دولت سے محرم رکھا۔ اور انہیں ہمیشہ کے خسارے میں ڈال دیا۔ سعادت مند وہی ہے جس کی نظر اہل اللہ کی ظاہر

Marfat.com

بینی سے کوتاہ ہو گئی اور اس کی نظر کی تیزی بزرگوں کی باطنی صفات تک پہنچ گئی اور باطن پر ہی لگی رہی۔

صفات بشریت کا معاملہ بھی عجیب ہے جس قدر اہل اللہ میں ظاہر ہوتی ہیں دوسرے لوگوں میں ظاہر نہیں ہوتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلمت اور کدورت اگرچہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو صاف اور ستھرے مقام میں زیادہ نمایاں ہو کر نظر آتی ہے۔ اس کے بالمقابل ناہموار اور غیر مصفا مقام میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو نمایاں نظر نہیں آتی۔ لیکن صفات بشریت کی تاریکی عام لوگوں کی مجموعی حیثیت میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور جسم و قلب و روح تک میں دوڑ جاتی ہے اور خواص میں یہ ظلمت محض ان کے جسم اور نفس تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور اخص الخواص کا نفس بھی اس ظلمت سے محفوظ رہتا ہے یہ ظلمت خواص میں اس حد تک قائم نہیں رہتی کہ مکدر کر دے بلکہ ندامت اور استغفار جو اس کے بعد ہاتھ آتا ہے وہ اتنی ہی مزید ظلمت کو بھی دور کر دیتا ہے اور مزید ترقیاں عطا کرتا ہے۔ یہی ظلمت تو ہے جو ملائکہ میں مفقود ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی ترقی کی راہ مسدود ہو گئی ہے۔ چوپایوں کی طرح بے خبر عوام اہل اللہ کی صفات بشریت کو خود اپنی بشریت کے رنگ میں سمجھ لیتے ہیں اور اسی وجہ سے محروم اور ذلیل و خوار رہتے ہیں۔

اولیاء عظام کے ظاہر و باطن

امام ربانی علیہ الرحمت کا ارشاد گرامی ہے "بار الٰہ یہ کیا چیز ہے جو تو نے اپنے اولیاء کے سلسلے میں کر دی ہے کہ ان کا باطن تو خضر کا آب زلال (مقطر اور پاک و صاف پانی) ہے کہ جس نے اس سے ایک قطرہ بھی چکھ لیا اس نے حیات ابدی (دائمی زندگی) پالی اور ان کا ظاہر زہر قاتل ہے جس نے ان کے ظاہر کی طرف دیکھا وہ ابدی موت میں گرفتار ہو گیا یہ بظاہر تو عام انسانوں کے سے ہیں لیکن باطن میں خاص فرشتوں میں سے ہیں۔ ظاہری طور پر تو زمین پر ہیں لیکن حقیقت میں آسمانوں پر بسیرا کرنے والے ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے والے

Marfat.com

بدبختی سے نجات پالیتے ہیں اوران سے محبت رکھنے والے سعادت سے ہمکنار ہیں

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ	یہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں یادرکھو اللہ کی
حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	جماعت کے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں

ولی کا پوشدہ رہنا

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اولیاء اللہ کو کچھ اس انداز سے پردے میں چھپایا ہوا ہے کہ ان کے ظاہر کو بھی ان کے باطن کی خبر نہیں ہوتی ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو کیسے خبر ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ لبادہ بشریت میں ہونے کی وجہ سے لوگوں کی نظریں ان کے ظاہر تک محدود رہتی ہیں۔ ان کی رسائی ان کے باطن کے نور اور صفائیِ قلب تک نہیں ہوتی اس لئے وہ عوام کی نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ رہتے ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلَّمُ

Marfat.com

باب ۱۲ معرفت

معرفت کے لفظی معنی شناخت اور پہچان کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد اللہ جل شانہ کی پہچان یا علم الٰہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا قَدَرُ اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖ یعنی انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے اور مخبر صادق رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو تم دریاؤں پر چلتے اور پہاڑ بھی لازماً تمہاری دعاؤں سے اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔

بندہ کیلئے سب کاموں میں مشکل ترین سب وقتوں میں اور سب حالات میں اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے۔ معرفت دل کی زندگی ہوتی ہے یعنی اس کا دل اللہ کی یاد سے زندہ ہوتا ہے اور ذات الٰہی کے جملہ ماسوٰی سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور ہر شخص کی قیمت بقدر اس کی معرفت کے ہوتی ہے (یعنی جس قدر کسی میں اللہ کی معرفت ہوگی اسی قدر اس کی قیمت اور وقعت ہوگی) جس کسی کو معرفت نہ ہوگی وہ بے قیمت ہوگا۔ پس علماء و فقہا اللہ تعالیٰ کے علم کی صحت کو ہی معرفت کہتے ہیں اور اس طائفہ کے مشائخ اللہ تعالیٰ سے صحت حال رکھنے کو معرفت کہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ معرفت کو علم سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (کشف المحجوب)

اللہ تبارک تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ۝ (ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے ہی پیدا کیا) مدرسہ نبوی کے سب سے پہلے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لِیَعۡبُدُوۡن کا مقصد لِیَعۡرِفُوۡن ہے۔ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو معرفت کے سوا کسی کام کیلئے پیدا

Marfat.com

نہیں کیا مگر اکثر خلقت اس سے روگردان ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ عزوجل نے برگزیدہ کیا۔ اور دنیا کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نجات دی۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ خدا کی محبت کی حقیقت اور ولایت کا ثبوت اس کی معرفت کے بغیر درست قرار نہیں پاتا۔

معرفت۔ سبب تخلیق کائنات

حدیث قدسی ہے

كُنتُ كَنزاً مَخفِيًّا فَاَحبَبتُ اَن	میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا
اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ	جاؤں پس میں نے خلقت کو پیدا کیا

یَعبُدُون والی مذکورہ بالا آیت اور اسی حدیث قدسی پر غور کیا جائے تو دونوں کا مافی الضمیر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی رضا یہی ہے کہ مخلوق میری معرفت حاصل کرے اور عبادت کرے اس لئے انسان کا فرض بنتا ہے کہ اس جہان رنگ و بو کی ان گنت نشانیوں سے خالق کائنات کی معرفت حاصل کرے سورۃ یوسف میں ارشاد ہے کہ "اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر یہ بڑی لاپرواہی سے منہ موڑ کر گزر جاتے ہیں۔" مزید ارشاد خداوندی ہے "اور انہیں ہم اپنی نشانیاں آفاق (جہان) میں دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہ واقعی حق ہے۔

زمین و آسمان اور ان میں موجود ہر چیز ایک واضح حقیقت کا پتہ دیتی ہے جو لوگ ایک سرسری نگاہ ڈال کر گزر جاتے ہیں ان کے دیکھنے اور ایک جانور کے دیکھنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان ندی نالوں کے پانیوں اور درختوں کو تو جانور بھی دیکھتا ہے۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق ان کا مصرف بھی جانتا ہے لیکن انسانوں کو تو سوچنے والا دماغ بھی دیا گیا ہے جن سے جانور عاری ہیں۔ اس لئے انسان کا فرض بنتا ہے کہ حقیقت کی جستجو کرے اور راستے کے نشانات کی مدد سے سراغ لگا کر منزل تک پہنچنے کی کوشش کرے اور فکر و تدبر سے خدا کی ذات اور صفات تک رسائی حاصل کرے قدرت کے مظاہر کی ایک ایک چیز عرفان

Marfat.com

خداوندی کی نشاندہی کرتی ہے۔

برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست در معرفتِ کردگار

اہل ہوش و خرد کی نظر میں سرسبز درختوں کا ایک پتہ بھی خالق کائنات کی معرفت کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ ذرا غور تو کر:

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا پچھم سے بادِ ساز گار
خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب

معرفت کا حصول

حضرت ابو عبداللہ بن ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم شریعت سے جاہل ہو وہ ربوبیت کے اوصاف سے زیادہ جاہل ہوتا ہے معرفت نفس کے طریقہ سے جو بے خبر ہے وہ معرفت الٰہی کا طریقہ بھی نہیں جان سکتا اس لئے کہ ظاہر باطن سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہر کے بغیر باطن کا تعلق محال ہے اس سے ظاہر ہے کہ اوصاف ربوبیت کی معرفت عبودیت اور ارکان واحکام کے صحیح طور پر بجالانے میں ہی ہے۔ اور یہ ادب واحترام کے بغیر ممکن نہیں۔

محققین فرماتے ہیں کہ خواہشات کی پیروی موت ہے اور زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہے یا موت اس کی عدم معرفت سے اور زندگی معرفت سے ہے۔

ارشاد اللہ جل شانہ ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ "ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں" درحقیقت انسان کی اللہ تعالیٰ سے کوئی دوری نہیں ہے۔

Marfat.com

وہ توانسان کے انتہائی قریب ہے یہ صرف اپنے حجابات ہیں جن کی وجہ سے وہ محجوب ہے

دوست نزدیک تر از من است
زیں عجب ترکہ من ازوے دورم
چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او
در کنارِ من ومن مہجورم

دوست تو مجھ سے قریب تر ہے اور اس پر حیرت کی بات یہ کہ میں اس سے دور ہوں۔ میں کیا کروں اور یہ بات کس سے کہوں کہ وہ تو میری آغوش میں ہے لیکن میں اس سے دور ہوں۔

خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

مزید ارشاد خداوندی ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلاَ تُبْصِرُوْن "اور تمہارے وجود میں بھی نشانیاں ہیں کیا تم دیکھتے نہیں"۔ بذریعہ کلام الٰہی یہ ترغیب دلائی جارہی ہے کہ تمہارے گردو پیش کے ماحول کے علاوہ خود تمہارے اپنے وجود میں بھی غور و فکر کیلئے ان گنت نشانیاں موجود ہیں اور اگر تم حق کے متلاشی ہو تو عرفان خداوندی کے بے شمار نشانات موجود ہیں۔
حضرت داوٗد علیہ السلام نے عرض کیا بار الٰہ! تجھے کس طرح پہچانیں فرمایا اے میرے پیغمبر! تو اپنے نفس کو پہچان لے تو مجھے پہچان لے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

کرا جوئی چرا در پیچ وتابی
کہ او پیداست تو زیر نقابی
چوں تلاشِ اوکنی جز خود نہ بینی
تلاش خود کنی جز او نیابی

Marfat.com

تو کسے تلاش کر رہا ہے کیوں پریشانی میں مبتلا ہے۔ وہ تو ظاہر ہے البتہ تو پردے میں پنہاں ہے۔ جب تو اس کی تلاش کرتا ہے تو سوائے اپنے تجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر تو اپنی پہچان کر لے تو اس کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے اظہارِ خیال فرماتے ہیں جس نے اپنے آپکو فنا کے ساتھ پہچانا وہ حق تعالی کو بقا کے ساتھ پہچانے گا اور فنا سے عقل وصفت باطل ہو جائیگی اور جب عین عقل میں نہ آئے تو اس کی معرفت میں ماسوئ حیرت کے اور کچھ ممکن نہ ہوگا۔

اقوال بزرگان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ادراک کی دریافت سے عاجز رہ جانا ہی ادراک ہے۔

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا سے دریافت کیا گیا ''آپ نے خدا کو کیسے پہچانا'' فرمایا ''اسے بلا کیف پہچانا'' یعنی وہ کیف و کیفیت نہیں رکھتا جسے بیان کیا جاسکے۔

حضرت ابو سعید خراز رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے خدا کو کیسے پہچانا فرمایا اس مجموعہ اضداد سے اور یہ آیت پڑھی هُوَ الاَ وَّلُ وَالا خِرُ وَ الظَّا هِرُ وَالبَا طِنُ اور پھر فرمایا کہ اضداد کا جمع ہونا صرف حیثیت واحدہ ہی سے متصور ہے

کل صفتوں ہی میں مطلق وہ خدا رہتا ہے
جامع اضداد حقیقت میں خدا رہتا ہے
نہ ضد رکھتا ہے نہ ند رکھتا ہے میرا مولا
اپنی کائنات کے پردوں میں چھپا رہتا ہے

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ اَعْرَضَ

Marfat.com

عَنۡ مَّاسِوٰہُ (جس نے اللہ کی معرفت حاصل کرلی وہ غیر اللہ سے کنارہ کش ہو گیا)

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "معرفت دوامی حیرت ہے" مزید فرمایا کہ "معرفت کی حقیقت معرفت سے عجز ہے" عارف لوگ اپنی معرفت کا اقرار کرتے ہیں لیکن میں اپنی جہالت کا اقرار کرتا ہوں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عارف وہ ہے جو بجز وصل اور دیدار الٰہی کے کسی چیز پر رضامند نہ ہو۔ مزید فرمایا کہ "عارف وہ ہے جو اپنے مال و ملکیت سے اظہار بیزاری کرلے اور حق تو یہ ہے کہ اگر دونوں جہان بھی محبت الٰہی پر قربان کردے تو تھوڑا ہے۔

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "جب تک عارف غیر سے کنارہ نہ کرے گا اس وقت تک عارف عارف نہ ہو گا۔ مزید فرمایا: "خداوند کی معرفت اور شناخت میں تقلید نہ کرنی چاہئے اور اس کو کامل صفتوں سے پہچاننا چاہئے اور یہ بات بھی خدا کی عنایت کے بغیر ممکن نہیں اور دلیلیں اور عقلیں سب خدا کے تصرف میں ہیں۔

معرفت کا ماحصل

حضرت ابو بکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ سب چیزوں سے جدا ہوا۔ بلکہ گونگا ہوا۔

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے رحمتہ اللہ علیہ ہیں "جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو وہ پوری طاقت سے اس کی عبادت کرتا ہے کیونکہ پہچاننے والا اسکو اس کے انعام اور احسان سے ہی پہچانتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں معرفت کی حقیقت خدا کے اسرار پر اطلاع پانا ہے۔ اس لئے کہ معرفت کے انوار کے لطیفے اس کے ساتھ ملتے ہیں۔

اس کی مہربانی اور رحمت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور صحیح صورت میں پہچاننے کے بعد وہ اس کو اپنا محب بنالیتا ہے اور یہ سب محبت اور معرفت کے سبب ہوتا ہے۔ اور وہ بارگاہ

Marfat.com

ایزدی میں باریاب ہو جاتا ہے۔

سیر زاہد ہر شبے یک روزہ راہ
سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

زاہد تو رات بھر کی عبادت سے ایک دن کی مسافت طے کرتا ہے لیکن عارف ہر لمحہ بارگاہ خداوندی میں حضوری سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۳ قربِ الٰہی

ویسے تو ہر شخص کی یہ تمنا ہے کہ اسے خالق کائنات کا قرب نصیب ہو لیکن راہ سلوک کے مسافروں کے نزدیک یہ خواہش محض خواہش کی حد تک نہیں رہتی بلکہ اللہ رب العزت کی محبت اور قرب کے حصول کی طلب ان کے رگ وپے میں سما جاتی ہے۔ اور ان کی زندگی کا مقصد بن جاتی ہے۔

حدیث جبریل میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہ دیکھ سکتا ہو تو (یہ خیال کرے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ قرب الٰہی کے حصول کے لئے یہ حدیث پاک مینارہ نور ہے یہ تصوف کی جان اور طریقت و معرفت کی روح ہے۔ دین حق کی غرض وغایت بھی یہی ہے کہ قرب الٰہی کے اس درجے تک رسائی حاصل ہو جائے کہ رویت باری تعالی اور مشاہدہ حق میسر آ جائے۔ صوفیائے کرام کا ارشاد ہے کہ اللہ کی اقربیت ذاتی ہے نہ زمانی ہے نہ مکانی ہے نہ کیفی اللہ کی اس کیفیت قرب کا ادراک حواس، عقلی استدلال یا بصارت سے نہیں بلکہ بصیرت سے ممکن ہے یعنی ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ باطنی آنکھوں اور کیفیات قلبی اور نور فراست سے کیا جا سکتا ہے۔

قرب الٰہی پر متعدد آیات قرآنی اور احادیث نبوی شاہد ہیں۔

۱. نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ

اور ہم انسان کی رگِ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

۲. وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَمَا كُنۡتُمۡ

اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو۔

Marfat.com

۳. اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

تم جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ ہے

٤. وَاِذَا سَئَالَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ

(اے نبی ﷺ)اور جب میرے بندے میرے بارے میں تم سے پوچھیں تو (فرمادیجئے) میں قریب ہی ہوں۔

احادیث نبوی

١. قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰی

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہوتا ہے۔

٢. لَاَ یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَاَ سَمَائِیْ وَلٰکِن یَّسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنُ

میں زمین اور آسمان میں نہیں سما سکتا۔ لیکن اپنے بندۂ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب برحق اور ثابت ہے لیکن افسوس ہم اس کے ادراک اور معرفت سے محروم ہیں ان ارشادات عالیہ میں اس ذات باری کے قرب کے حصول اور معرفت کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے۔ نیز قرآن پاک میں ارشاد ہے وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ط (وہ تمہارے اندر موجود ہے تو کیوں نہیں دیکھتے)۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا قرب و اتصال بلا کیف موجود ہے۔ اور اس کی معیت ثابت ہے ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا مَعِیَ رَبِّیْ (میرا رب میرے ساتھ ہے) گویا قرب و معیت موجود تو ہے لیکن اسے محض فراست ایمانی سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

Marfat.com

حصول کے ذرائع

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی حسی بعد اور دوری تو ہے نہیں کہ کسی خصوصی راستہ پر چل کر اس کا قرب حاصل کیا جائے وہ تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب اور ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارے اور اس کے درمیان جو دوری اور بعد ہے وہ محض غفلت کی دوری ہے۔ یہ ظلماتی حجابات ہیں اور جب دل پر پردے پڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے باوجود اس کا قرب محسوس نہیں ہوتا لیکن جب سالک سچی لگن سے دوام ذکر ، مجاہدہ، تزکیہ نفس، اور اتباع سنت سے طلب صادق اختیار کرتا ہے تو یہ حجابات خود بخود دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور رب کریم کی معیت اور عشق نصیب ہوتا ہے۔ اور عشق کی آگ حجابات کو جلا کر معرفت الٰہی تک پہنچا دیتی ہے اور یَهدِیٓ اِلَیهِ مَنْ یُّنِیب کی روشنی میں راستے خود بخود کھلتے جاتے ہیں۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں

راہ سلوک کی منزل اگرچہ بڑی کٹھن دشوار گزار اور صبر آزما ہے لیکن جب بندہ خلوص کے ساتھ چل پڑتا ہے تو اس کو تائید ایزدی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اللہ کریم خود نصرت و اعانت فرماتا ہے۔ اس کا یہ ارشاد وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا سالک کے لئے مژدہ جانفزا ہے جو کہ اس کی منزل کو آسان کر دیتا ہے اور وہ منزل سے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

منزل عشق بے دور و دراز ست ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گا ہے

عشق کی منزل اگرچہ بہت دور اور طویل ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ سو سال کا سفر صرف ایک آہ سرد سے طے ہو جاتا ہے۔

قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اگر تو اللہ تعالیٰ سے دور ہے تو تجھ پر فرض عاید ہوتا ہے کہ تو اس کے قریب ہونے کیلئے مخلصانہ طور پر جدوجہد کرے اور

Marfat.com

ان اسباب کی تحقیق کرے جو تجھے اپنے خالق و پروردگار سے دور رکھے ہوئے ہیں۔

ا. اخلاص:

پس غفلت اور سستی سے کام نہ لے بلکہ اس سے دوری اور فصل رفع کرنے کے لئے اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ کوشش کرے قرب الٰہی کے پانے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ تو نفس امارہ کی اتباع سے پرہیز کر اور محرمات اور شہوات کو بالکل چھوڑ دے۔

۲. توبہ:

دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے حضور اپنے سابقہ گناہوں پر نادم ہو اور صدق دل سے توبہ کر کے فرائض و اوامر الٰہی کی پیروی اختیار کر۔ ذکر الٰہی اور اتباع شریعت کے ساتھ ہی ساتھ اہل اللہ کی صحبت بھی قرب الٰہی کے حصول کیلئے نہایت مفید ہے جب ریاضت و مجاہدہ اور تزکیہ باطن سے تجھے قرب خداوندی حاصل ہو جائیگا تو اس وقت تو جس چیز کی آرزو کرے گا وہ تجھے عطا فرمائی جائے گی اور تجھے روحانیت میں حکمت کبریٰ اور کرامت عظمیٰ حاصل ہو گی اور تو ان واصل باللہ لوگوں میں سے ہو جائیگا جن کو اللہ تعالٰی کی بخشش اور عنایت نے کبھی رنجیدہ اور افسردہ خاطر نہیں ہونے دیا"

۳. نفلی عبادات:

حق تعالٰی کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ جو کچھ سنتا ہے میرے ذریعے سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ جو کچھ دیکھتا ہے میرے ذریعے دیکھتا ہے میں ہی اس کے ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں وہ جو کچھ کرتا ہے مجھ سے کرتا ہے" گویا قرب الٰہی کی انتہا یہاں تک ہو جاتی ہے کہ وہ فانی عن الذات اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کی غیبی طاقت اور نصرت اس کے شامل حال ہو جاتی ہے

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک
نقش ہا بینی بروں از آب و خاک

Marfat.com

نقش را بینی و ہم نقاش را
فرش را بینی و ہم فراش را

دل کا آئینہ جب پاک وصاف ہو جاتا ہے تو تجھے ایسے نقوش بھی نظر آئیں گے جو اس مادی دنیا سے ماورئ ہیں۔ پھر تو تصاویر کو بھی دیکھ سکتا ہے اور مصور کو بھی۔ تو فرش کو بھی دیکھ سکتا ہے اور فرش بچھانے والے کو بھی۔

بندے کا شرف اور بزرگی یہ ہے کہ جب تک وہ محبوب نہ بن جائے محب نہیں بن سکتا یعنی جب تک باری تعالی اسے محبوب نہ بنالے اور اپنی دوستی میں قبول نہ کرلے وہ اس کا نہیں ہو سکتا بندے کا اللہ کے ساتھ محبت کرنا در حقیقت یہ اللہ تعالی کی اس سے محبت کا عکس ہے۔

۴. محبت:

قرآن پاک میں ارشاد ہے خداوندی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ: ۱۶۵) (اور جو ایمان والے ہیں ان کی محبت اللہ سے انتہائی شدید ہے) اور محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہر چیز کو محبوب رکھتا ہے۔ اس کے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اس کی مخلوق اسے محبوب ہو جاتی ہے۔ اس کے احکام کی تعمیل دل و جان سے کرتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے حتی کہ کام کاج کے دوران بھی گویا ہمہ وقت اس کی یاد اس کے دل میں سمائی رہتی ہے محبت اس کی روح کی خوراک بن جاتی ہے عاشقان راہِ خدا خود محبت کی آگ میں جلتے ہیں اور دوسروں کے سینوں میں بھی یہ آگ روشن کر دیتے ہیں محبت کی مقناطیسی کشش کا یہ اثر ہوتا ہے کہ رب کریم بھی اپنے بندے کو محبوب بنالیتے ہیں۔

۵. سجدہ ذریعہ قرب:

اللہ جل شانہ کے قرب کے حصول کے لئے ارشاد باری تعالی ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (سجدہ کر اور قریب ہو جا) گویا رب کریم کے قرب کا ایک اہم ذریعہ سجدہ یعنی نماز ہے حضرت

Marfat.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "انسان اپنے رب کے سب سے قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو" ایک اور حدیث میں ارشاد ہے اَلصَّلوٰةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ (نماز مومنوں کی معراج ہے) جس طرح معراج شریف کے واقعہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوا تھا اسی طرح مومن کو بھی نماز کی حالت میں اللہ کا بہت زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

۶. قطع ماسویٰ:

راہ سلوک میں دل کو علائق دنیا سے پاک کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حدیث قدسی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میری محبت اور دنیا کی محبت کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں این خیال است و محال است و جنوں

تو خدا کا طالب بھی بنتا ہے اور کمینی دنیا کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ یہ محض ایک خواب خیال مشکل بات اور پاگل پن ہے۔

ایسا ہرگز ممکن نہیں اس جہانِ رنگ و بو میں رہتے ہوئے انسان بالکل لاتعلق تو نہیں ہو سکتا لیکن دنیا کو دل میں جگہ دینا سب سے بڑی برائی ہے۔

درد دل بجز یکے نشاید کہ بود
درخانہ اگر ہزار باشد، شاید

دل میں سوائے ایک (اللہ) کے کوئی نہیں ہونا چاہئے۔ گھر میں اگرچہ ہزار ہوں کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "انبیاء کو اسی لئے مبعوث کیا گیا کہ وہ مخلوق

Marfat.com

کو دنیا کے لگاؤ سے ہٹائیں۔" حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد ہے "میں نے بندے اور اس کے مولیٰ کے درمیان دنیا سے بڑا کوئی حجاب نہیں دیکھا سورہ مزمل میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً (اور سب سے کٹ کر اسی کا ہو کر رہ جا)

پیر پیران سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "جب تجھے وصولی اِلیٰ اللہ حاصل ہو جائے تو سمجھ کہ توفیق الٰہی سے تجھے قربِ الٰہی نصیب ہوا اور وصول اِلی اللہ کے معنی یہ ہیں کہ تو مخلوقات کے علائق اور ذاتی خواہش و ارادہ کے بندھن سے آزاد ہو کر اللہ کے فعل اور ارادہ کے تحت ہو جائے اور تیرا ہر قول و فعل امر الٰہی کے مطابق ہو پس یہ حالت محویت ذات اور فنافی اللہ ہونے کی ہے۔ جسے وصول الی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پس جب تو واصل باللہ ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے غیر اللہ سے بے غرض اور بے خوف ہو جا اسی سے اپنی حاجات طلب کر۔ اسی سے امید مغفرت رکھ اور ہر دم اسی کی ذات پر بھروسہ کر۔ خالق کے اختیارات مخلوق کو مت سونپ اور مخلوق سے وہ توقعات وابستہ نہ کر جو صرف خالق سے وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے" نیز فرمایا "ایک متقی اور پرہیز گار شخص اللہ کی طرف سے لگام چڑھایا ہوا ہے" یعنی وہ حدود شریعت کی پابندی کیلئے سختی سے مکلف ہے ان دلائل اور شواہد کی روشنی میں دنیاوی لذات سے وابستگی کیونکر اختیار کی جاسکتی ہے" پس بندہ کیلئے تمام راحتوں سے بہترین راحت یہ ہے کہ وہ مخلوق سے انقطاع کرکے (یعنی تعلق توڑ کر) اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور اس سلسلے میں خود کلمہ توحید میں بھی ارشادات موجود ہیں۔

تانہ رمز لا اِلٰہ آید بدست
بندِ غیر اللہ را نتواں شکست

جب تک لا اِلٰہ کی رمز ہاتھ میں نہیں آتی غیر اللہ کے بندھنوں کو توڑا نہیں جاسکتا۔

خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ نساجی کا پیشہ کرتے تھے۔ ان سے کسی شخص نے پوچھا

Marfat.com

اللہ کے قرب کے حصول کا کیا طریقہ ہے؟

آپ نے اپنے پیشہ کی مناسبت سے فرمایا "کندن و پیوستن" (توڑنا اور جوڑنا) یعنی دنیا سے تعلق توڑنا اور اللہ تعالی سے رشتہ جوڑنا

تعلق حجاب است و بے حاصلی　　چوں پیوند ہا بگسلی واصلی

غیر اللہ سے تیرا تعلق ہی تیرے لئے حجاب کا باعث اور حصول مقصد میں رکاوٹ ہے۔ جب تو یہ تعلقات توڑ دے گا تو واصل حق ہو جائے گا۔

۷. مخالفت نفس:

نفسانی خواہشات ہر مصیبت کی جڑ اور جملہ برائیوں کا منبع ہیں۔ اور قرب خداوندی کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالی تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ یہ ہے نفس کی مخالفت کی جائے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَ مَّارَۃٌ بِالسُّوْ ءِ (بے شک نفس تو لازماً برائی کا حکم دیتا ہے) اس لئے سالک کیلئے ضروری ہے کہ نفس کی اتباع نہ کرے تاکہ برائیوں اور اس کے شر سے حفاظت میں رہے۔

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے "نفس امارہ (قرب الٰہی کے راستہ میں) سب سے بڑا حجاب ہے اور برائی اور شرارت کا منبع ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "ایک بار میں نے بارگاہ خداوندی میں مناجات کی اور عرض کیا کَیْفَ الْوَ صُوْلُ اِلَیْكَ (آپ تک کیسے پہنچوں) ندا آئی اے بایزید طَلِّقْ نَفْسَكَ ثَلَا ثاً ثُمَّ قُلْ اَللّٰہ (پہلے اپنے نفس کو تین بار طلاق دے دو پھر ہمارا نام لو۔)　　(طبقات کبریٰ)

۸. ذکر و فکر: قرب خداوندی کا اہم ترین ذریعہ ذکر و فکر ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

Marfat.com

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور سب سے رشتہ توڑ کر اسی کا ہو کر رہ جا۔

عام طور پر یہ قائدہ کلیہ ہے کہ جس کسی سے محبت ہوتی ہے اکثر اوقات زبان پر اسی کا ذکر رہتا ہے انسان ہمہ وقت اسی کی یاد میں گم رہتا ہے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کام کاج کرتے زبان پر اسی کا نام اور دل اسی کی یاد سے معمور رہتا ہے۔ اپنے محبوب کے ذکر اور یاد میں ذاکر ایک لطف اور لذت محسوس کرتا ہے اور یہی اس کے خلوص کی دلیل ہے اور اسی کا نام عشق ہے۔ عشق و محبت کی یہی لگن اس کو منزل سے قریب تر کر دیتی ہے اور روحانی امراض دور ہو جاتے ہیں۔

ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد
او از حرص و عیبِ کلی پاک شد
شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے توافلاطون و جالینوس ما

حضرت خواجہ باقی باللہ ۔رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہمارے طریقہ ذکر میں جذب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جذب کی مدد سے جمیع مقامات بسہولت واستقامت حاصل ہو جاتے ہیں" ذکر کی کثرت سے اللہ جل شانہ سے ایک خاص ہیئت نفسانیہ حاصل ہو جاتی ہے اور ذاکر و مذکور کے درمیان ایک تعلق اور رابطہ پیدا ہو جاتا ہے جس کو تصوف کی اصطلاح میں نسبت کہا جاتا ہے جس قدر اللہ کے ذکر میں مداومت اختیار کی جائے گی اسی قدر نسبت میں اضافہ اور قرب الٰہی کا حصول آسان تر ہوتا جائے گا لسانی ذکر دل میں اترتا چلا جائیگا۔ حتیٰ کہ ذکر قلبی اور یاداشت کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے اور قلب کو پاک کر کے جب بھی سالک دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے اللہ کی طرف راغب پاتا ہے گویا ذکر قرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

Marfat.com

غافل زاحتیاط ذکر یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

اس قدر احتیاط کر کہ ایک سانس بھی بغیر ذکر کے نہ لے شاید یہی تیرا آخری سانس ہو۔

ہوش در دل دار اے مرد خدا
یک نفس یک دم مباش از حق جدا

اے بندہ خدا دل کو غفلت سے بچا اور ہوش میں رکھ اور اللہ کی یاد سے ایک سانس کیلئے بھی جدا نہ ہو۔

۹. اتباع سنت:

اللہ رب العزت کی معرفت اور قرب کے حصول کیلئے نبی کریم ﷺ کی سنت کا اتباع سب سے ضروری ہے رب کریم کا ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے نبی ان سے فرما دیجئے) اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

یعنی اگر تم خدا کے قرب کے حصول کیلئے اس کی محبت کے دعویدار ہو تو تم پر فرض عاید ہوتا ہے کہ اس دعوے کی تصدیق کیلئے اور اللہ کے محبوب بننے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کی کامل طور پر پیروی کرو کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو تمہاری فلاح و کامرانی اور اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے اور اس راہ مستقیم کی طرف خود ذات باری تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی ہے۔ اس لئے حب الٰہی اور عشق خداوندی کی تکمیل کیلئے تقلید مصطفیٰ ﷺ نہایت ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

عاشقی محکم شود از تقلید یار
تا کمندِ تو شود یزداں شکار

Marfat.com

محبوب کی تقلید یعنی سنت نبوی کی مکمل پیروی سے عشق میں پختگی آتی ہے یہاں تک کہ تری رسائی حق تعالیٰ تک ہو جاتی ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی قدم بقدم پیروی کے سوا تمام راہیں مخلوق پر بند کر دی گئی ہیں۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو عمل خلاف شریعت ہے زندقہ ہے۔ مزید فرمایا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس طریقہ کے جس کو مشروع فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی قول کو بغیر عمل کے اور کسی قول و عمل کو بغیر نیت کے اور کسی قول و عمل اور نیت کو بغیر مطابقت سنت کے قبول نہیں کرتا (قرطبی)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے "غیر اللہ کی محبت سے آزاد کرنے والی اور دل سے اس کے زنگار کو دور کرنے والی سب سے بہتر چیز حضرت محمد ﷺ کی بزرگ اور روشن سنت کی تابعداری ہے" اگر سالک سنت مبارکہ کی پابندی نہیں کرتا تو کبھی مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس کسی نے بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔

۱۰. صحبت شیخ طریقت:

قرب الٰہی کے حصول کے ذرائع میں ایک اہم ذریعہ اہل اللہ اور شیخ طریقت کی صحبت ہے قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے اہل اللہ کی صحبت کا التزام بہت ضروری ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

رحمتہ اللہ کا ارشاد ہے "فرصت کے اوقات کو اعلیٰ ترین مقاصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ اعلیٰ ترین مقصد اہل جمعیت کی صحبت ہے کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔"

رسالہ انسیہ میں حضرت یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے "اللہ والوں کی صحبت میں جو ہم سبق اور ہم سلسلہ ہوتے ہیں ایک دوسرے کے منکر بھی نہیں ہوتے اور شرائط صحبت بھی قائم رکھتے ہیں۔ تو شیخ کی ایک ہی نگاہ سے باطن کا مکمل تصفیہ ہو جاتا ہے اور یہ نگاہ اتنا اثر رکھتی ہے کہ چالیس سالہ عبادات اور ریاضات سے فائدہ نہیں ہوتا۔"

مذکورہ امور کے علاوہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ اپنے دل کو حسد، بغض، کینہ، نفاق، شہرت پسندی اور ریاکاری سے پاک کرے حرام اشیاء کے کھانے، پینے، لینے، دیکھنے، سننے سے کلی طور پر پرہیز کرے اللہ پر توکل کرے اور اس کی رضا پر راضی رہنے کی عادت بنائے۔

لطیفہ: حضرت خواجہ نقشبندؒ کا شہرہ کمال منتشر ہوا تو ایک زاہد آپ کے اوقات اعمال دیکھنے کیلئے آیا۔ اس نے آپکو کوئی مجاہدہ یا ریاضت کرتے نہ دیکھا سیدھی سادھی نمازوں کو پڑھ لیا رات کو بعد عشاء پلاؤ کھا کر سو رہے ثلث شب سے نماز تہجد پڑھ لی زاہد حیران ہو گیا اور عرض کیا کہ میں تمام شب نہیں سویا اور ذکر کرتا رہا آپ نے شام کو پلاؤ کھایا اور اکثر شب سوتے رہے لیکن جو نور آپ میں ہے وہ مجھ میں نہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ اُسی پلاؤ کا نور ہے فرمایا "دل کو ماسویٰ سے خالی کرنے اور ذات حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنے سے نور کا ظہور ہوتا ہے"

قرب خداوندی کے ذرائع

سچی توبہ، مخالفت نفس، قطع ماسویٰ، مجاہدہ، اتباع سنت، حب خدا، جذب و عشق، ذکرِ دوام، نفلی عبادات، مداومت نماز و قیام اللیل، صحبت اہل اللہ، مخلوق سے اجتناب اور توکل علی اللہ اور تلاوت قرآن اور سب سے ضروری لقمہ حلال۔

Marfat.com

قرب نبوت اور قرب راہ ولایت

جذب و سلوک میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقامات طے کرنے کے بعد قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محض ایک صحبت کے سبب تمام اولیائے امت سے افضل قرار پائے اور ان کو تصوف کے مروجہ جذب و سلوک کی بھی ضرورت نہیں پیش آئی۔ اس سلسلے میں امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بدن کے قرب کا دلوں کے قرب پر بڑا اثر پڑتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچتا"۔

مزید فرماتے ہیں وہ قرب خداوندی جس کا تعلق فنا و بقا اور سلوک و جذب سے ہے وہ قرب ولایت ہے اور اولیائے امت اس سے مشرف ہوئے ہیں اور جو قرب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں حاصل ہوا وہ قرب نبوت ہے۔ اس قرب میں نہ فنا ہے نہ بقا نہ جذب ہے نہ سلوک اور یہ قرب قربِ ولایت سے بدرجہا بہتر ہے کیوں کہ یہ قرب حقیقی ہے اور وہ قرب ظلی ہے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے کمالات قرب نبوت اگر قرب ولایت کے راستے سے طے ہوتے ہیں تو فنا و بقاء اور جذب و سلوک سے چارہ نہیں اور اگر اس راستے سے کمالات قرب نبوت نہ حاصل کئے جائیں تو فنا و بقاء اور جذب و سلوک کی ضرورت نہیں ہے صحابہ کرام نے قرب نبوت کے راستے سے منزل طے کی ہے جذب و سلوک اور فنا و بقاء سے ان کو کام نہ تھا۔

صراط مستقیم میں ہے کہ اصل مقصد یہی سلوک راہ نبوت ہے مگر چونکہ سلوک راہ ولایت سے سلوک راہ نبوت آسان ہو جاتا ہے اس لئے سلوک راہ ولایت کو اختیار کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

باب ۱۴ توبہ

سالک جو کہ رضائے الٰہی کا متمنی ہوتا ہے اس کیلئے پہلا قدم توبہ کا ہے توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں گناہ پر نادم ہونے اور اس سے کنارہ کش ہو کر رب ذوالجلال سے مغفرت طلب کرنے کو توبہ کہتے ہیں۔

بندہ اپنی کج فہمی جہالت یا حرص و ہوا میں مبتلا ہو کر قصداً یا سہواً گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ لیکن جب اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا ہے اور جہالت اور غفلت کا حجاب اس کی آنکھوں سے ہٹ جاتا ہے تو وہ رب کریم کی طرف لوٹتا ہے اور اپنی خطاؤں اور عصیاں پر نادم ہوتے ہوئے سچے دل سے مغفرت کا طلبگار ہوتا ہے تو رب کریم کے دروازے کھلے پاتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ (بے شک میرا رب مہربان اور پیار کرنے والا ہے۔ سورۃ ہود) رحیم اور ودود دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں رحیم کے معنی بہت زیادہ مہربان اور ودودؔ کے معنی انتہائی محبت اور پیار کرنے والا ہے جب بندہ اپنے سابقہ گناہوں اور برائیوں سے تائب ہو کر اور اظہار ندامت کرتے ہوئے بخشش کا طلب گار ہوتا ہے تو رب کریم جو رحیم اور ودود ہے وہ اس کو اپنے دامن رحمت میں چھپا لیتا ہے اور اس کے سحاب رحمت کے چھینٹے اس کی سیاہ کاریوں کو دھو ڈالتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی احادیث اس پر شاہد ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا "اگر تم میں سے کسی شخص کا اونٹ بے آب و گیاہ میدان میں کھو جائے اور اس کا کھانے پینے کا سامان بھی اسی اونٹ پر ہو اور وہ اس کی تلاش کر کے مایوس ہو چکا ہو یہاں تک کہ زندگی سے بے آس ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ جائے اور عین اسی حالت میں دیکھے کہ اس کا اونٹ سامنے کھڑا ہے تو اس وقت جیسی خوشی اس شخص کو ہو گی اس

Marfat.com

سے کہیں زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو اپنے بھٹکے ہوئے بندے کے لوٹ آنے سے ہوتی ہے"
اس کی رحمت تو پکار پکار کے کہتی ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نو میدی نیست
صد بار گر توبہ شکستی باز آ

اللہ کی رحمت پکار پکار کر کہہ رہی ہے اے انسان باز آ جا باز آ جا۔ تو جو کچھ بھی ہے گناہوں سے باز آ۔ تو کافر ہے، آتش پرست ہے یا بت پرست ہے پھر بھی ہماری طرف لوٹ آ۔ ہماری درگاہ ایسی ہے جہاں ناامیدی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو اگر سو بار بھی توبہ توڑ چکا ہے پھر بھی ہماری رحمت کو مائل بہ کرم پائے گا۔

دوسری حدیث مبارکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی گرفتار ہو کر آئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی جس کا شیر خوار بچہ بچھڑ گیا تھا اور وہ ماتا کی ماری ایسی بے چین تھی کہ جو بچہ بھی مل جاتا اس کو چھاتی سے چمٹا کر دودھ پلانے لگتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کا حال دیکھ کر ہم لوگوں سے پوچھا کیا تم لوگ یہ توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں سے آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے عرض کیا ہرگز نہیں خود پھینکنا تو درکنار وہ خود گرتا ہو تو یہ اپنی حد تک تو اس کو بچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گی آپ نے فرمایا اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا یعنی اللہ کا رحم اپنے بندوں پر اس سے بہت زیادہ ہے جو یہ عورت اپنے بچے کیلئے رکھتی ہے۔

مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار ہی کی وجہ ہے کہ اس نے بچوں کی پرورش

Marfat.com

کیلئے ماں باپ کے دل میں اولاد کی محبت پیدا کی اب اندازہ لگائیں جو مخلوق کیلئے محبت اور پیار کے اسباب پیدا کرتا ہے وہ خود مخلوق کیلئے کتنا شفیق ہو گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بندہ اس کی طرف سچے دل سے رجوع کر کے تو دیکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط	اے ایمان والو اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ کرو۔

اس آیت مبارکہ میں مومنین کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر بشری کمزوری کی وجہ سے ان سے غلطی سرزد ہو جائے تو اس کے حضور صدق دل سے رجوع کریں تاکہ وہ انہیں اپنے دامن رحمت میں چھپا لے۔

اس آیت مبارکہ میں نصوح مبالغہ کا صیغہ ہے جو نصح اور نصاحت سے مشتق ہے۔ نصاحت کے معنی سینا (پھٹے ہوئے کپڑے کا) مرمت کرنا یا نصح کے معنی خلوص، خالص شہد یا خالص توجہ کے ہیں۔ پس توبۃ النصوح سے مقصد یہ ہے کہ مخلص ہو کر دل کو اللہ سے جوڑے۔

بغوی نے عمرو کے حوالے سے لکھا ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ ایسی توبہ کرے کہ پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسے دودھ دوبارہ لوٹ کر تھنوں میں نہیں جا سکتا۔

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ پچھلے گناہوں پر پشیمان ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کر لے۔

اپنے کئے ہوئے گناہ پر پشیمان اور نادم ہونا ہی درحقیقت توبہ کی طرف پہلا قدم ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ	گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو

سچی توبہ کے تین ارکان ہیں پہلا رکن یہ ہے کہ اپنے کئے ہوئے گناہ پر نادم اور شرمسار ہو توبہ کا دوسرا رکن یہ ہے کہ جس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس کو فوری طور پر چھوڑ دے اور

Marfat.com

آئندہ کیلئے اس سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کرے۔ تیسرا رکن یہ ہے کہ تلافی مافات کرے یعنی جو گناہ سرزد ہو چکا ہے حسب قدر استطاعت اس کا تدارک کرے فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی قضا کرے۔ کسی انسان کا حق مارا ہے تو اس کو ادا کرے سابقہ دور کی زکوۃ واجب الادا ہے تو اس کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔

بیضاوی نے لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ توبہ چھ چیزوں کا مجموعہ ہے ۱. گذشتہ گناہوں پر ندامت ۲. ترک شدہ فرائض کو دوبارہ ادا کرنا ۳. حقوق لوٹانا ۴. دعویداروں کو راضی کرنا ۵. دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔ ۶. اللہ کی اطاعت پر قائم رہ کر نفس کو پاک کرنا۔

مگر یاد رہے کہ توبہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ توبہ کی امید پر گناہ کا ارتکاب کرے یا تمام عمر گناہ کرتا چلا جائے اور آخری وقت آپہنچے اور موت کا فرشتہ سامنے کھڑا ہو تو توبہ کرنے بیٹھ جائے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس پر غرغرہ طاری نہ ہو جائے یعنی وقت نزع اور آثار موت شروع نہ ہوں۔

ہمارا ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو وہ گناہ ہے اور ایسے ہر عمل سے توبہ کرنا ہی عذابِ آخرت سے بچنے کا ذریعہ ہے گناہ کا احساس پیدا ہو جائے تو گناہ سے نفرت ضرور پیدا ہو گی نفرت پیدا ہو جائے تو دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم پیدا ہو گا اور گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہی حقیقی توبہ ہے اور سچے دل سے کی ہوئی توبہ ضرور قبول ہوتی ہے اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو کہ باعث عبرت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ ایک جوان سامنے آیا اس نے کپڑوں کے نیچے شراب کی ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا نوجوان! کپڑوں کے نیچے کیا چھپا رکھا ہے۔ نوجوان نے دل میں دعا کی "یا اللہ مجھے حضرت عمر کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ کرنا ان کے ہاں میری پردہ پوشی

Marfat.com

فرماتا میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔" اس نے عمر کو جواب دیا امیر المؤمنین! یہ سرکہ کی بوتل ہے آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ جب نوجوان نے بوتل نکال کر سامنے کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو واقعی سرکہ تھا۔

مقام غور و فکر ہے کہ جب مخلوق کے خوف سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے شراب کو سرکہ بنادیا اور اگر انسان اس کریم اور رحیم کے در پر دل کو جھکا کر سچے دل سے توبہ کرے تو اس کی بے پایاں رحمت کے سامنے گناہوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا کسی کو توبہ کی توفیق عطا کرنا ہی اس کے فضل و کرم کی نشانی ہے۔

Marfat.com

باب ۱۵ تزکیہ نفس

تزکیہ نفس روحانی بالیدگی کیلئے سلسلہ سلوک وطریقت کی ایک اہم کڑی ہے جب تک بندہ اپنی برائیوں، ظلمتوں اور خبائث سے اپنے نفس کو پاک نہیں کر لیتا اس کا باطن روشن نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے قلب کی جلا ممکن ہے اس کا نفس امور خیر کو قبول کرنے سے گریزاں رہتا ہے اور وہ اخروی فلاح سے محروم رہتا ہے۔ سورۃ الشمس میں ارشاد ہے:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ اور قسم ہے نفس کی اور اس کو درست کرنیوالے کی

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ پھر اس کے دل میں الہام کر دیا اس کی نافرمانی اور پارسائی کو

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وہ یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے دبا دیا۔

انسان کی فلاح اور بھلائی قرآن پاک نے اس بات سے واضح کر دی ہے کہ رب کریم نے نفس کی قسم کھا کر فرمایا ہے۔ کہ ہم نے انسان کے دل میں نافرمانی اور تقویٰ دونوں باتیں الہام کر دی ہیں ہر شخص کو نیک و بد، حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے کا شعور عطا فرمایا ہے یعنی نیکی اور بدی دونوں کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اب اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ نیکی کو اختیار کرتا ہے یا برائی کو پسند کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور پھر یہ دعا کی:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَ زَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا

الٰہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر تو بہترین پاک کرنیوالا ہے تو ہی اس کا مالک اور مددگار ہے۔

مختصر یہ کہ تزکیہ نفس وہ حقیقت ہے جس کی وضاحت کیلئے سورۃ الشمس میں متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جس نے نفس کا تزکیہ کر لیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو گیا۔

تزکیہ کے لفظی معنی پاک کرنا اور نشو و نما دینا ہے مقصود یہ ہے کہ نفس کو غلط انداز فکر، فسق و فجور اور حب ماسویٰ سے پاک کیا جائے اور خشیت الٰہی اور تقویٰ کی بلندیوں تک پہنچایا جائے اس امر کے مقابلے میں مندرجہ آخری آیت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ شخص نامراد ہوا جس نے اسے دبا دیا۔ مراد یہ ہے کہ نفس اور ضمیر میں جو نیکی کرنے کی آواز پیدا ہوتی ہے اگر اس کو دبا کر برائی اور شر کے پردوں میں چھپا دیا جائے تو وہ شخص نامراد اور ناکام ہو گا۔

اس آیت مبارکہ میں نفس کے تزکیہ اور اصلاح پر زور دیا گیا ہے اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں ایسی متعدد آیات موجود ہیں جن میں تزکیہ کا حکم اور ترغیب دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمایا ہے "بے شک اللہ نے مومنین پر احسان کیا جب ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو کہ اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے (یعنی انہیں پاک کرتا ہے) اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اس آیت مبارک میں بھی اصلاح امت کیلئے کتاب و حکمت کی تعلیم دینے سے قبل تزکیہ باطن کو ضروری قرار دیا گیا ہے کیونکہ طہارت و پاکیزگی اور روحانیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے حضرت ابو بکر صیدلانیؒ کا ارشاد ہے "نفس ہی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے۔" پس قد اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وہ کامیاب ہو گیا جس نے تزکیہ کر لیا۔

(القرآن)

Marfat.com

نفس تو ہمیشہ برائی پر اکساتا ہے

نفس انسان کا ایک ایسا ساتھی ہے کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی بھلائی اور ملاطفت کے باوجود فطرتاً یہ برائی کی طرف ہی راغب کرتا ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ بے شک نفس تو ضرور برائی کا حکم دیتا ہے

رسول مقبول ﷺ نے اس سلسلے میں صحابہ کرام سے استفسار کیا "ایسے رفیق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا حال یہ ہو کہ اگر تم اس کا اعزاز و اکرام کرو، کھانا کھلاؤ، کپڑے پہناؤ تو وہ تمہیں بلا و مصیبت میں ڈال دے اور اگر تم اس کی توہین کرو بھوکا ننگا رکھو تو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اس سے زیادہ برا ساتھی تو دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا" آپ ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارا نفس جو تمہارے پہلو میں ہے وہ ایسا ہی ساتھی ہے" (قرطبی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن خود تمہارا نفس ہے جو تمہیں برے کاموں میں مبتلا کر کے ذلیل خوار بھی کرتا ہے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار کر دیتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے نفس سے اس قدر مخالفت ہو گئی تھی کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اگلے جہان میں فرمائے کہ کوئی آرزو ہے تو بیان کرو تو میں عرض کروں گا اے پالنے والے! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں دوزخ میں جاؤں اور اس نفس کو آگ میں ایک غوطہ دے آؤں کیونکہ اسی کی وجہ سے مجھے دنیا میں بہت سی مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔"

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دنیا میں نفس سے زیادہ بری چیز اور کوئی نہیں۔"

Marfat.com

نفس کی تعریف واقسام

علامہ ثناءاللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس سے مراد ایک جسم لطیف ہے جو جسد کثیف کے اندر سمایا ہوا ہے یہ روح اور جسم کے درمیان ایک پل کا کام دیتا ہے یہ ایک روح حیوانی ہے اور اس کا طبعی میلان حیوانی خواہشات اور اخلاق رذیلہ کی جانب ہے۔

نفس کی اقسام تو بہت سی بیان کی جاتی ہیں لیکن عام طور پر جو قرآن پاک میں مذکورہ ہیں وہ تین ہیں۔

۱۔ نفس امّارہ ۲۔ نفس لوامہ ۳۔ نفس مطمئنہ

ہر انسان کا نفس بنیادی طور پر فی ذاتہٖ نفس امارہ ہی ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں سورۃ یوسف میں آتا ہے۔ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّا رَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ بے شک نفس تو لازماً برائی کا حکم دیتا ہے۔ گویا بنیادی طور پر انسان کے خمیر میں ودیعت کردہ نفس امارہ اور اس مادہ سے تیار کیا گیا ہے جو اسے گناہ نافرمانی اور فسق وفجور کی طرف راغب اور آمادہ کرتا ہے لیکن اللہ کے برگزیدہ بندے اس سے مستثنٰی ہیں۔ ان کا نفس مسلسل مجاہدہ، عبادت، ریاضت، یاد الٰہی اور تقوی کی بدولت نفس کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو نفس امارہ نفس لوامہ میں بدل جاتا ہے یعنی برے کاموں پر ملامت کرنے والا اور ان سے توبہ کرنے والا۔ نفس لوامہ کا ذکر سورۃ القیامۃ میں ان الفاظ میں ملتا ہے۔ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ (اور میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی) نفس امارہ جب تہذیب کے ذریعہ نفس لوامہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو اس حال میں اگر انسان سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس کا ضمیر ضرور اسے ملامت کرتا ہے اور وہ تائب ہو کر اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔

پھر ان میں سے وہ نفوس قدسیہ جو مسلسل ریاضت دوام ذکر اور یاد الٰہی سے نفسانی آلائیشوں اور علائقِ دنیا کے رذائل سے پاک ہو جاتے ہیں اور ارتقائی منازل طے کر کے نفسِ کاملہ اور مطمئنہ پر فائز ہو جاتے ہیں ان کا نفس کامل طور پر مطیع فرمان الٰہی ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اس منزل یعنی نفس مطمئنہ کے حامل نہ صرف مومن صادق بلکہ ولی کامل کہلاتے ہیں لیکن اس درجے کے حصول کیلئے وَجَاهِدُوا فِيْ سَبِيْلِهِ حَقَّ جِهَادِهِ کے مصداق سر دھڑ کی بازی لگا کر شیطان اور نفسانی خواہشات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا، مشکلات و مصائب میں ثابت قدم رہنا صبر و شکر کا دامن تھامے رکھنا اس منزل کے حصول کیلئے نہایت ضروری ہے۔

صوفی کامل علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مچھلی کو پانی میں سکون اور قرار ملتا ہے اسی طرح جس شخص کو اللہ کی یاد میں سکون و قرار ملتا ہو اس کے نفس کو نفس مطمئنہ کہا جاتا ہے وہ مزید فرماتے ہیں کہ ایسے اطمینان کا اس وقت تک تصور نہیں کیا جا سکتا جب تک انسان سے صفات رذیلہ دور نہ ہو جائیں اور یہ اس وقت تک دور نہیں ہوتیں جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کی تجلیات سے بہرہ ور نہ ہو وہ ان میں فنا ہو جائے اور ان کے ساتھ اس کو بقا نصیب ہو۔ ایسی صورت میں انسان کو ایمان حقیقی نصیب ہوتا ہے اور اطمینان کی دولت میسر آتی ہے۔

انہی نفوس قدسیہ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اے نفس مطمئن

ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ واپس چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے۔

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ داخل ہو جا مرے بندوں میں داخل ہو جا میری جنت میں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نفس کو سکون اس وقت میسر آتا ہے جب وہ یقین، معرفت اور شہود کی اعلیٰ منازل پر فائز ہو جائے اور یہ مقام ذکر الٰہی کی کثرت اور دوام سے حاصل ہوتا ہے۔

علامہ شریف جرجانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس مطمئنہ وہ ہے جو نور قلب سے

Marfat.com

منور ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی مذموم صفات فنا ہو جاتی ہیں۔ اور اخلاق حمیدہ سے مزین اور آراستہ ہو جاتا ہے۔

ایک عجیب واقعہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال طائف میں ہو گیا جنازہ تیار ہونے کے بعد ایک عجیب و غریب پرندہ جس کی مثال پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی آیا اور جنازہ کی نعش میں داخل ہو گیا اور پھر کسی نے اس کو نکلتے نہیں دیکھا جس وقت نعش قبر میں رکھی جانے لگی تو قبر کے کنارے ایک غیبی آواز نے یہ آیت پڑھی: یَآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ........ سب نے تلاش کیا کہ کون پڑھ رہا ہے لیکن کسی کو معلوم نہ ہو سکا (ابن کثیر)

نفس کے مکائد (مکر و فریب)

ایسے کام جو صریح طور پر گناہ ہیں ان میں اگر کوئی شخص نفس کی مخالفت کی کوشش کرے جیسے چوری، ڈاکہ، زنا، شراب خوری، بددیانتی، چغلی، گالی وغیرہ تو ممکن ہے وہ کامیاب ہو جائے لیکن کچھ ایسے ہیں جن میں ہوائے نفس عبادات میں شامل ہو جاتی ہے نفس نیکیوں کی شکل میں انسان کو گمراہ کر دیتا ہے اور اس کے اعمال ضائع کر دیتا ہے مثال کے طور نماز اور سخاوت میں دکھاوے اور ریاکاری کا دخل ہوتا ہے۔ صدقات و خیرات میں کسی پر احسان کی نیت اور خود نمائی اور برتری کا احساس اپنی عبادت میں نیکیوں پر غرور اور فخر وغیرہ ریا، نمود، خود پسندی، اور جاہ طلبی ایسے نہ نظر آنے والے گناہ ہیں جن میں انسان اکثر خود دھوکا کھا جاتا ہے اپنے عمل کو درست اور صحیح سمجھتا رہتا ہے اور یہی وہ ہوائے نفس ہے جس کی مخالفت سب سے پہلے اور سب سے ضروری ہے مگر اس سے بچنے کا صحیح علاج اور صحیح نسخہ اس کے سوا نہیں کہ انسان کوئی ایسا کامل شخص تلاش کرے جو مجاہدات کی بھٹی سے کندن بن کر نکل چکا ہو اور نفس کی مکاریوں اور ریشہ دوانیوں کے علاج سے بخوبی واقف ہو اپنے آپ کو ایسے شیخ کامل کے سپرد کر دے اور اس کے مشورہ پر عمل کرے۔

Marfat.com

شیخ کامل حضرت یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ابتدائی عمر میں نجار تھا یعنی لکڑی کا کام کرتا تھا اپنے نفس میں سستی اور باطن میں ایک قسم کی ظلمت محسوس کر کے ارادہ کیا کہ چند روز روزے رکھوں تاکہ یہ ظلمت اور سستی دور ہو جائے۔ اتفاقاً اسی روزے کی حالت میں ایک روز شیخ اجل حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ نے مہمانوں کیلئے کھانا منگوایا اور مجھے بھی کھانے کا حکم دیا اور فرمایا وہ بہت برا بندہ ہے جو اپنی ہوائے نفسانی کا بندہ ہو جو اس کو گمراہ کرے اور فرمایا کہ کھانا کھالینا اس روزے سے بہتر ہے جو ہوائے نفسانی کے ساتھ ہو اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرا نفس عُجب اور خود پسندی کا شکار ہو رہا تھا جس کو شیخ نے محسوس کیا اور مجھے ثابت ہو گیا کہ ذکر و شغل اور نفلی عبادات میں کسی شیخ کامل کی اجازت اور ہدایت درکار ہے کیونکہ وہ نفس کی مکاریوں سے واقف ہوتا ہے جس نفلی عمل میں نفس کا کوئی کید (مکر) ہو گا وہ روک دے گا۔ اس وقت میں نے حضرت نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر ایسا شیخ جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو اگر کسی شخص کو میسر نہ آئے تو وہ کیا کرے شیخ نے فرمایا کہ اس کو چاہئے استغفار کی کثرت کرے اور ہر نماز کے بعد بیس مرتبہ استغفار کرنے کی پابندی کرے تاکہ پانچ اوقات میں سو مرتبہ استغفار ہو جائے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض اوقات میں اپنے قلب میں کدورت محسوس کرتا ہوں اور میں ہر روز سو مرتبہ (1) استغفار کرتا ہوں یعنی مغفرت طلب کرتا ہوں۔

نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت اویس سے عرض کیا کہ ایک شخص تیس سال سے قبر کے کنارے پاؤں لٹکائے اور کفن گلے میں ڈالے ہوئے مسلسل روتا رہتا ہے حضرت اویس نے فرمایا ہمیں وہاں لے چلو۔ چنانچہ سب وہاں پہنچے اور اس شخص کی کیفیت دیکھی تو آپ نے فرمایا "اے بندہ خدا تیس برس سے تجھے اس قبر اور کفن نے خداتعالی سے پھیر کر اپنی جانب مشغول کر لیا ہے یہ دونو تیری راہ کے بت اور تیرے اور خدا کے درمیان حجاب بنے ہوئے

1۔ ایک اور حدیث میں ستر دفعہ استغفار کا ذکر ہے۔

Marfat.com

ہیں وہ شخص اس بات کی تہ کو پہنچا ایک نعرہ لگایا اور جان دیدی اور قبر میں گر پڑا ان معاملات کو کوئی باریک بین اہل نظر ہی جان سکتا ہے۔ عام لوگوں کے ساتھ تو نفس کا معاملہ کھلی معاندت کا ہوتا ہے خدا کی پناہ نفس انسان کو ایسے ایسے دھوکوں میں مبتلا کر دیتا ہے کہ وہ ان سے قطعی لاعلم ہوتے ہیں انسان کو بہلا پھسلا کر غلط راہوں پر ڈال دیتا ہے جہاں بڑے بڑے شرفاء کی شرافت کے جامے تار تار ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے بزرگوں کی پگڑیاں اچھال کر انہیں ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

خواہشات نفس کی پیروی

انسان لاشعوری طور پر خواہشات نفس کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے اور اسے احساس نہیں ہوتا کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے، معصیت اور اللہ کی نافرمانی کا معاملہ ہے سورۃ جاثیہ میں ارشاد خداوندی ہے ”کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا ہے اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ کے بعد اب کون ہے جو اسے ہدایت دے کیا تم لوگ غور نہیں کرتے“ (ترجمہ الجاثیہ ۲۳)

اس آیت مبارکہ میں اپنی خواہش نفس کو خدا بنانے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں اس حد تک آگے نکل جائے کہ احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دے اور جس کام کو اس کا جی چاہے اسے کر گزرے۔ خواہ خدا نے اسے حرام ہی کیوں نہ قرار دیا ہو۔ جس کام کو اس کا دل نہ چاہتا ہو اسے نہ کرے خواہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ فرض کر دیا گیا ہو اس طرح اپنے نفس کی اطاعت کرنے کے معنی یہ ہوئے گویا اس کا معبود خدا نہیں بلکہ اس کا نفس ہے خواہ زبان سے اس کو اپنا معبود کہتا ہو نہ کہتا ہو عام الفاظ میں اسے بندۂ نفس کہا جاتا ہے۔

جب انسان خواہش نفس کا اس حد تک فرمانبردار بن جاتا ہے کہ جدھر نفس کی خواہش

Marfat.com

ہوتی ہے وہ چل پڑتا ہے تو اس کیفیت کے بارے میں رب کریم فرماتے ہیں کہ "وہ عالم ہونے کے باوجود گمراہی میں پھینکا گیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ اب اسے اللہ کے سوا کون ہدایت دے سکتا ہے"

یہ آیت مبارکہ دعوت غور و فکر دیتی ہے کہ انسان کی اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے کی وجہ سے رب کریم کی ہدایت سے محروم کر دیا جائے دلوں سے عرفان صداقت ختم ہو جائے اور نور حق دیکھنے والی بینائی ختم کر دی جائے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ زیر آسمان دنیا میں جتنے معبودوں کی عبادت کی گئی ہے ان میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ کے نزدیک ہوا ہے یعنی خواہش نفس۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دانشمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور مابعد الموت کے واسطے عمل کرے اور فاجر وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہش کے پیچھے چھوڑ دے اور اس کے باوجود اللہ سے آخرت کی بھلائی کی توقع کرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہاری بیماری تمہاری نفسانی خواہشات ہیں۔ ہاں اگر تم ان کی مخالفت کرو تو یہ بیماری میں تمہاری دوا بھی ہے۔

نفسانی خواہشات ہر بیماری کی جڑ اور جملہ مصائب کا منبع ہیں۔ ہوا کے معنی پستی کی طرف اترنا اور بلندی سے پستی میں گرنا ہے جب انسان ہوائے نفس کی پیروی شروع کر دیتا ہے تو انتہائی گہرائیوں میں گرتا چلا جاتا ہے اور آخر کار یہ راستہ اسے ہاویہ (جہنم) میں لے گرتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "سب سے زیادہ خوفناک وہ چیز ہے جس کے باعث میں اپنی امت کیلئے ڈرتا ہوں اور وہ نفس کی خواہش کی پیروی ہے اور لمبی تمنا ہے۔"

انسان اپنے ظاہری دشمنوں سے تو بچاؤ کی تدابیر اختیار کر لیتا ہے لیکن اس کے باطنی دشمن اس کا کام تمام کر دیتے ہیں اور اس کو خبر تک نہیں ہونے دیتے ظاہری دشمن تو صرف

Marfat.com

اس کی جان کے دشمن ہوتے ہیں لیکن باطنی دشمن اس کا ایمان تک برباد کر دیتے ہیں جو جان سے کہیں زیادہ عزیز تر ہے باطنی دشمن دو ہیں ایک شیطان اور دوسرا نفس امارہ

شیطان سے تو لاحول پڑھنے سے خلاصی مل جاتی ہے لیکن اندرونی دشمن نفس امارہ یہ احساس تک نہیں ہونے دیتا۔ فرشتوں میں سب سے زیادہ برگزیدہ شخصیت عزازیل کی تھی۔ لیکن اندرونی دشمن یعنی اس کے نفس نے اس کو عزازیل سے ابلیس اور شیطان بنا دیا اور وہ راندہ درگاہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں اس طرح ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صورت بنائی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اس کو سجدہ کریں۔ سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ سجدہ کرنے سے تجھ کو کونسا امر مانع ہوا۔ ابلیس نے جواب دیا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔" اندازہ لگائیں کہ شیطان میں یہ برتری کا احساس یہ تکبر اور غرور کس نے پیدا کیا اللہ رب العزت کے حکم کی تعمیل سے انکار پر کس نے اکسایا۔ اس وقت تو شیطان کا وجود موجود نہ تھا؟ یہ صرف اس کا اندرونی دشمن اس کا اپنا نفس تھا۔ جس نے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ تو تو آدم سے بدرجہا بہتر ہے۔ وہ حقیر گارے سے بنایا گیا اور تو آگ سے۔ چنانچہ اس نے اپنے خالق و مالک کے حکم کی نافرمانی کی اور ہمیشہ کیلئے راندہ درگاہ قرار دے دیا گیا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ نفس حب جاہ و ریاست پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا مقصود اور تمام تر خواہش اپنے ہمعصروں پر فوقیت حاصل کرنا ہے اور وہ بالذات اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوق اس کی محتاج اور اس کے امر و نہی کی تابع ہو جائے اور وہ خود کسی کا محتاج اور محکوم نہ ہو۔ اس کا یہ دعویٰ خدائے بے مثل کے ساتھ الوہیت اور شرکت کا ہے۔ بلکہ وہ بے سعادت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے۔ چاہتا ہے کہ صرف وہی حاکم ہو اور سب اس کے محکوم ہوں۔ حدیث قدسی ہے۔

عَادِ نَفْسَكَ فَاِنَّهَا اِنْتَصَبَتْ بِمَعَادَاتِیْ یعنی اپنے نفس کو دشمن رکھ کیونکہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے۔ پس نفس کی مرادوں یعنی جاہ و عزت، بلندی و تکبر وغیرہ کے حاصل

Marfat.com

کرنے کے ذریعہ نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں اس کو خدا تعالیٰ کی دشمنی میں مدد دینا اور تقویت دینا ہے اس امر کی برائی کو اچھی طرح معلوم کر لینا چاہئے (مکتوب ۵۶ دفتر اوّل)

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تین چیزیں انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ اول خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے دوم بخل اور کنجوسی جس کی اطاعت کی جائے اور سوم خود بینی اور یہ سب سے بری ہے۔"

مخالفت نفس برائے تزکیہ

رب کریم کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

اور جو ڈرتا رہا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور اپنے نفس کو ہر (بری) خواہش سے روکتا رہا تو اس کا ٹھکانا یقیناً جنت ہو گا۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں خشیتِ رب ذوالجلال کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا اجر کیا ہے یعنی جو شخص روز حشر اللہ کے حضور کھڑا ہونے اور اپنے اعمال کیلئے جوابدہ ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو ناپسندیدہ خواہشات کی تکمیل سے روکتا رہا وہ یقیناً جنت میں داخل ہو گا۔ ھوا کے معنی ہیں دل کا ایسی چیز کی خواہش کرنا جو ناجائز ہو۔ اگر مذکورہ آیات کو ان سے متصل سابقہ آیات کی روشنی میں جانچا جائے تو نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى سے مراد ہی دنیوی زندگی کی خواہشات ہیں۔

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ ھویٰ سے مراد بلندی سے پستی میں گرنا ہے اور اس کو ھویٰ اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان کو دنیا میں ہر مصیبت میں گرفتار کرا دیتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہوائے نفس کے ترک کرنے کے کئی درجے ہیں۔ سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی مخالفت سے اجتناب کیا جائے۔ اور بزرگان سلف کے متفق علیہ عقائد کی مخالفت سے بچا جائے۔

Marfat.com

مخالفت نفس کا متوسط درجہ یہ ہے کہ انسان کسی گناہ یا معصیت کے ارتکاب کا ارادہ کرے اور پھر خوف خدا کی وجہ سے اس سے باز رہے اور اس درجہ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ آدمی ان مشتبہ چیزوں سے بھی پرہیز کرے جن میں مشغول ہو کر کسی حرام یا ناجائز کام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اس جائز کام کو بھی ترک کر دے جیسا کہ نعمانؓ بن بشیر کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے مشتبہ چیزوں سے پرہیز کر لیا اس نے اپنی آبرو اور دین کو بچا لیا اور جو شخص مشتبہات میں مبتلا ہو گیا وہ بالآخر حرام چیزوں میں مبتلا ہو جائیگا۔"
مثلاً ایک شخص بیمار ہے وہ وضو کرنے پر قادر تو ہے اور اس کا یقین پورا نہیں کہ میرا اس حالت میں وضو کرنا مضر ہی ہے تو تیمم کا جواز اور عدم جواز مشتبہ ہو گیا اسی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھ تو سکتا ہے مگر مشقت بہت زیادہ ہے۔ اس طرح وہ شبہ میں پڑ گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا میرے لئے درست ہے کہ نہیں۔ ایسے مواقع میں مشتبہ چیزوں کو چھوڑ کر یقینی جواز کو اختیار کرنا تقوی ہے اور آدمی ہوائے نفس سے بچ جاتا ہے اور مخالفت نفس کا متوسط درجہ یہی ہے۔

مخالفت نفس کا تیسرا درجہ جو کہ سب سے اعلی ہے وہ یہ ہے کہ کثرت ذکر، مجاہدات اور ریاضات کے ذریعہ اپنے نفس کا ایسا تزکیہ کرے اور اس طرح نفس کو خباثت سے پاک کرے کہ وہ ہوائے نفس سے کلی طور پر پاک ہو جائے جو کہ شر کی طرف کھینچتی ہے۔ یہ مقام ولایت خاصہ کا مقام ہے۔ اور اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کو صوفیہ کی اصطلاح میں فانی فی اللہ اور باقی باللہ کہا جاتا ہے اور یہی لوگ قرآن کی اس آیت کے مصداق ہیں جو شیطان کو مخاطب کر کے کہی گئی ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَابِعًا لِّمَاجِئْتُ بِهٖ یعنی "تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی ہوائے نفسانی میری تعلیمات کے تابع نہ ہو جائیں" اس تیسرے درجے میں انسان دونوں روحانی دشمنوں شیطان اور نفس کے شرور سے محفوظ ہو جاتا ہے

Marfat.com

(اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَاهُ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ)

شیخ اجل حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے قریب راستہ یہ ہے کہ نفس کی مخالفت کرتا رہے کیونکہ نفس ہمیشہ برائی کی طرف ابھارتا ہے۔"

نفس کے خلاف جہاد

لفظ جہاد اور مجاہدہ کسی مقصد کی تکمیل میں اپنی پوری طاقت صرف کرنے اور اس کیلئے مشقت برداشت کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ اور اس میں پورا اخلاص اللہ کیلئے ہو اور نمود ونمائش کا شائبہ تک نہ ہو۔ نفس امارہ جو ہر وقت انسان کو برائی کا حکم دیتا ہے اور خدا کے خلاف بغاوت کرنے کیلئے زور لگاتا رہتا ہے اور انسان کو ایمان اور طاعت کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے جب تک اس کو رام نہ کرلیا جائے اس وقت تک کسی دوسرے مجاہدہ کے نتائج وفوائد یقینی نہیں ہیں۔ اس لئے جنگ سے واپس آنے والے مجاہدین کیلئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ	خوش آمدید تم ایک چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آگئے ہو

عرض کیا گیا کہ وہ بڑا جہاد کیا ہے آپ نے فرمایا۔

مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ بندے کا مجاہدہ خواہش نفس کے خلاف شیطانی قوتیں روحانی قوتوں کی دشمن ہیں اور انسان کے اعلیٰ اوصاف کو ہر وقت نقصان پہنچانے کے درپے رہتی ہیں اور خیر وشر کی کشمکش جاری رہتی ہے۔ اگر شر خیر پر غالب آنے کی کوشش کرے اور روحانی قوت اسے شکست دینے کی جدوجہد کرے تو اسی جدوجہد کو نفس کے خلاف جہاد کہتے ہیں اس لئے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ	مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے

Marfat.com

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کیا "تم پہلوان کسے کہتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا "جس کو لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے"

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

جَاهِدُوْا اَهْوَاءَ كُمْ كَمَا تُجَاهِدُوْنَ اَعْدَآءَ كُمْ

اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے ہو۔

نفس اور شیطان دونوں ہمہ وقت اس بات کے درپے رہتے ہیں کہ انسان کو نیک کاموں سے روکا جائے اور برائی کی طرف راغب کیا جائے لیکن ایک سچا مومن ہمیشہ کمر ہمت باندھ کر حق و باطل، خیر و شر اور نیکی و بدی میں تمیز کرتے ہوئے صراط مستقیم اختیار کرنے کی جدو جہد کرتا رہتا ہے۔ اور جب وہ ان کٹھن منازل کو طے کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ لیتا ہے تو اسے تائید ایزدی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور رب کریم اپنے بندے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِ يَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیتے ہیں۔

اللہ اکبر کس قدر کرم ہے رب ذوالجلال کا کہ وہ اپنے قرب کے متلاشی کی خود راہنمائی کرتا ہے اور پھر اس کی خامیاں اور عیب اس پر واضح کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اِذَا اَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا بَصَّرَهٗ بِعُيُوْبِ نَفْسِهٖ

جب اللہ اپنے بندے کی بھلائی اور خیر چاہتا ہے تو اس کے نفس کے عیوب اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔

بزرگان کرام اور اولیائے عظام نے نفس کی مخالفت میں بڑے بڑے مجاہدے کیے اور

Marfat.com

نفس کا تزکیہ کر کے قرب الٰہی کی منازل طے کرتے گئے کیونکہ نفس ہی راہ سلوک میں انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جس نے اس کو رام کر لیا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ”میں نے جو مجاہدات کئے ہیں اگر بیان کروں تو ان کو سننے کی تاب نہ لا سکو گے۔ بہر حال ایک معمولی سا مجاہدہ بیان کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک رات آدھی رات کو میرے دل میں آیا کہ باقی رات یاد الٰہی میں گزاروں گا۔ میرے نفس نے مخالفت کی اس پر میں نے قسم کھائی کہ اے نفس تو نے مجھے دھوکا دیا اور عبادت میں میرا ساتھی نہیں بنا تیری سزا یہ ہے کہ تجھے ایک سال تک پانی نہ دوں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور سال بھر پانی نہ پیا۔

(رسالہ قشیریہ - افضل الفوائد)

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام محققوں نے مجاہدے کو ثابت کیا ہے۔ اور اس کو مشاہدہ کا سبب گردانا ہے اور طالب کو خدا کا راستہ پالینے میں مجاہدہ بڑی تاثیر رکھتا ہے خدا تک پہنچنا بغیر مجاہدوں اور ان کی ترکیب کے درست نہیں آتا اور جو کوئی دعوی کرے وہ خطا کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس امر کے کہ آپ کو قرب الٰہی حاصل تھا۔ نیز عاقبت کا امن اور مقصد انہیں حاصل تھا اور گناہوں سے ان کا معصوم ہونا ثابت ہے پھر بھی اتنا مجاہدہ کیا کہ بہت عرصہ تک بھوکے رہتے۔ راتوں کو بیدار رہتے۔ اور وصال کے روزے رکھتے۔ راتوں کو طویل قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔

امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں

النفس کالطفل ان تہمل شب علیٰ

حُبَّ الرضاع وان تُفطمہ ینفطم

Marfat.com

نفس ایک بچے کی مانند ہے۔ اگر تم اس کا دودھ نہ چھڑاؤ تو وہ جوان ہونے تک ماں کا دودھ پیتا رہے گا اور اگر اس کا دودھ چھڑا دو تو چند روز شور مچانے کے بعد خود ہی ماں کا دودھ چھوڑ دے گا۔

نفس امارہ کا تدارک:

نفس کے خبائث سے بچنے اس کے تدارک اور علاج کیلئے اب چند ایسے امور کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن سے نفس کی اصلاح اور تربیت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اطاعت شعار ہو جاتا ہے۔

صوفیا کے نزدیک شکم پروری نفس پروری ہے۔ چنانچہ بزرگوں نے کم کھانا کھانے بلکہ بھوکے رہنے اور پھٹے کپڑے پہننے کو اپنا شعار بنایا۔

بھوکے رہنے اور ذکر الٰہی سے انسان بہیمیت سے بلند ہو جاتا ہے اور اس میں ملکوتی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا "پیٹ سے بھوکا رہنے والا اللہ کے نزدیک ستر عقلمندوں سے زیادہ محبوب تر ہے۔"

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے معرفت کس چیز کے ذریعے حاصل کی۔ آپ۔ نے جواباً ارشاد فرمایا" بِبَطْنٍ جَائِعٍ وَ بَدْنٍ عَارٍ "(رسالہ قشیریہ) بھوکے پیٹ اور ننگے بدن یعنی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بدن سے۔

بھوکے رہنے ہی کی دوسری شکل یعنی روزہ عبادت میں شامل ہے اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں تمام حواس کے امساک سے نفس کی تربیت ہوتی ہے کھانے، پینے، بری باتوں کے کرنے، سننے اور دیکھنے سے اجتناب نفس کے خلاف ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

Marfat.com

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً — بے شک رات کا قیام نفس کو سختی سے روندتا
وَّ اَقْوَمُ قِیْلاً ط — ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔

ناشئۃ الّیل سے مراد ہے قیام اللیل بعد از نوم یعنی سونے کے بعد رات کو اٹھنا۔ رات کو میٹھی نیند کو خیر باد کہتے ہوئے نرم اور گرم بستر کو چھوڑنا سردیاں میں پانی سے وضو کرنا، نماز کیلئے اللہ کے حضور کھڑے ہونا اور ذکر و اذکار کرنا نفس کو بہت ناگوار گزرتا ہے اس لئے جو شخص شب بیداری اور سحر خیزی کی عادت اپنا لیتا ہے گویا وہ نفس کی سرکشی کو رام کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ گویا وہ ایسا ہے جیسے نفس کو اپنے پاؤں تلے روند رہا ہو۔

اس طرح پابندی شریعت اور اتباع سنت نفس پر بہت گراں گزرتے ہیں۔ یہ نفس کشی کا بہترین ذریعہ اور اس کے خلاف بہت بڑا مجاہدہ ہیں۔

ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم سے قلب روشن ہو جاتا ہے اور نفس کا تزکیہ اور اصلاح ہو جاتی ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ جو انفسی اور آفاقی معبودوں کی نفی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ نفس کے تزکیہ اور صفائی کیلئے بہت ہی فائدہ مند اور مناسب ہے۔ طریقت کے اکابرین قدس سرہم نے تزکیہ نفس کے لئے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۵۲)

مزید یہ کہ نفس کے علاج کیلئے اور اس کی مخالفت میں شریعت کی پابندی کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ دفتر اول کے مکتوب ۴۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "شریعت کے احکام بجالانے میں نفس کی پوری پوری مخالفت ہے کیونکہ شریعت نفس کے خلاف وارد ہوئی ہے۔"

مخالفتِ نفس کا صِلہ

سورۃ النّٰزِعٰت میں ارشاد خداوندی ہے "اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو بری خواہش سے باز رکھا یقیناً اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔" اس آیت

Marfat.com

مبارکہ کا ذکر اسی باب میں اس سے پہلے بھی آ چکا ہے۔ دوبارہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خوف خداوندی اور نفس کی خواہشاتِ بد کا روکنا گویا انسان کے ہاتھ میں جنت کا پروانہ ہے۔ یہ تو رہی آخرت کی بات۔ یہی نہیں بلکہ اس جہان رنگ دبو میں بھی ایسے نیک عمل کی جزا مل جاتی ہے۔ اور رب کریم دنیا میں بھی جزا دینے پر قادر ہیں۔

ایک حدیث مبارکہ میں جو کہ حدیث غار کے نام سے بھی موسوم ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا "اگلے زمانے میں تین شخص کہیں جا رہے تھے۔ سونے کے وقت آرام کرنے کیلئے ایک غار میں داخل ہوئے۔ پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری اور غار کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اب اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ تم نے جو کوئی نیک کام کیا ہو اس کے ذریعہ سے اللہ سے دعا کرو۔

ایک نے کہا اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے۔ جب میں جنگل سے بکریاں چرا کر لاتا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے ان کو پلاتا ان سے پہلے نہ اپنے بال بچوں کو پلاتا نہ لونڈی غلام کو دیتا۔ ایک دن جنگل میں دور چلا گیا اور رات کو جانوروں کو لے کر ایسے وقت میں آیا جبکہ والدین سو چکے تھے۔ میں دودھ لے کر ان کے پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ بچے بھوک سے چلا رہے تھے مگر میں نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا۔ اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ ان کو جگا دوں۔ دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اب وہ جاگے اور دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کیلئے کیا ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے۔ اس کا کہنا تھا کہ چٹان سرک گئی مگر اتنی نہ ہٹی کہ یہ لوگ غار سے نکل جائیں۔

دوسرے نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی لڑکی تھی۔ جسے میں بہت پسند کرتا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ برے کام کا ارادہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ قحط پڑ گیا وہ میرے پاس کچھ مانگنے کو آئی میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں دیں کہ میرے ساتھ خلوت

Marfat.com

کرے۔ وہ راضی ہو گئی۔ جب مجھے اس پر قابو ملا تو اس نے کہا کہ ناجائز طور پر اس مہر کو توڑنا تجھ پر حلال نہیں کرتی۔ اس کام کو گناہ سمجھ کر میں پیچھے ہٹ گیا اور اشرفیاں جو دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیں۔ بار الٰہ میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے۔ اس کے کہتے ہی چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں کہ نکل سکیں۔

تیسرے نے کہا اے اللہ! میں نے چند شخصوں کو مزدوری پر رکھا تھا۔ ان سب کو مزدوریاں دے دیں۔ ایک شخص مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو بڑھایا۔ وہ ایک زمانہ کے بعد آیا کہنے لگا اے خدا کے بندے میری مزدوری مجھے دے دے۔ میں نے کہا یہ جو کچھ اونٹ گائے بکریاں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری کا ہے سب کچھ لے جا وہ بولا اے بندہ خدا! مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا مذاق نہیں کرتا۔ یہ سب کچھ تیرا ہی ہے۔ وہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔ الٰہی یہ کام اگر میں نے تیری رضا کیلئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے وہ پتھر ہٹ گیا اور تینوں غار سے نکل کر چلے گئے۔

اس لمبی حدیث مبارکہ میں دوسرے شخص کا واقعہ ہوائے نفس کی مخالفت کے سلسلے میں ہے کہ خوف خداوندی کے پیش نظر اس نے لذت نفس سے کنارہ کش ہوتے ہوئے ہوائے نفسانی کی مخالفت کی اور رب کریم نے اس کو اس دنیا میں بھی اپنے کرم سے نوازا اور غار کی قید سے رہائی عطا کی۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق خدا کے قرب کا قریب ترین راستہ ہوائے نفس پر قابو پانا اور اس کی مخالفت ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا "وصل کیا ہے؟ فرمایا: خواہش نفس کے ارتکاب کا چھوڑنا اور جو شخص خدا کے وصل سے مشرف ہونا چاہتا ہے اس کو کہو کہ بدن کی ہوا کے خلاف کرے اس لئے کہ بندہ کسی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا تقرب اس قدر بہتر طور پر نہیں کر سکتا جیسا بہتر نفس کی ہوا کی مخالفت سے کر سکتا ہے۔ کیونکہ پہاڑ کو ناخنوں سے کاٹنا آدمی پر زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہوا کی مخالفت کی جائے۔ گویا ہوائے نفس کی مخالفت مشکل ہے۔

Marfat.com

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا آپ کو یہ مرتبہ کس عمل سے حاصل ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی خواہش کو پامال کیا تب مجھے یہ رتبہ ملا۔ یعنی ہوا کو ترک کرنے سے ہوا کی پرواز حاصل ہوئی۔ (کشف المحجوب)

حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے بارگاہ خداوندی میں مناجات کی اور عرض کیا: کَیفَ الوصولُ اِلیكَ؟ آپ تک کیسے پہنچوں ندا آئی اے بایزید! طَلِّقْ نَفْسَكَ ثَلا ثاً ثُمَّ قُلْ اَللّٰہ (طبقات الکبریٰ) یعنی اپنے نفس کو تین بار طلاق دے دو پھر ہمیں یاد کرو"

امام ربانی کا ارشاد ہے کہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو جائے اور سرداری کے مالیخولیا کی خباثت سے پاک نہ ہو جائے اس وقت تک نجات محال ہے اس مرض کے دور کرنے کی فکر ضروری ہے تاکہ ہمیشہ کی موت تک نہ پہنچ جائے۔

اقوال بزرگان

۱. جس نے لذت نفس کو ختم کر دیا وہی مزے میں رہا۔ (عبداللہ منازل)

۲. نفس سے بد ظن رہنا ہی اساس معرفت ہے۔ (ابو علی جرجانی)

۳. اہل کرامت بننے کی بجائے اہل استقامت بنو کیونکہ کرامت نفس کی خواہش ہے اور استقامت خدا کی خواہش۔ (ابو سلیمان دارائی)

۴. جو نفس کشی کر کے قرب الٰہی حاصل کرتا ہے وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (ابو سلیمان دارائی)

۵. سچا ولی وہ ہوتا ہے جو نفس کا بندہ نہ ہو اور صبر و تحمل کے ساتھ خدا کے اوامر نواہی کی تعمیل کرے۔ (بایزید)

۶. سو بھیڑیے بکریوں کے گلے کو اتنا پریشان نہیں کر

Marfat.com

سکتے جتنا ایک شیطان پوری جماعتوں کو تباہ کر دیتا ہے

اور سو شیطانوں سے زیادہ مکار نفس ہے۔ (شیخ محمد بن علی حکیم ترمذی)

۷. تمام نفسانی لذتوں کو ترک کرنے کا نام تصوف ہے۔ (ابوالحسن نوری)

۸. نفس ہی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سب سے

بڑا حجاب ہے۔ (ابو بکر سید لانی)

نفس اور قلب

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قلب فی ذاتہ پاکیزہ اور نورانی ہے۔ اور نفس فی ذاتہٖ خبیث ہے۔ ظلمت اس کی ذاتی صفت ہے ظلماتی نفس کی ہم نشینی سے جو زنگار دل پر آجائے تو وہ تھوڑے سے تصفیہ کے ساتھ اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور نورانی ہو جاتا ہے۔ لیکن نفس جب تک قلب کی سیاست سنت کی مطابقت اور شریعت کے اتباع بلکہ فضل خداوندی سے پاک وصاف نہ ہو جائے اور اس کا ذاتی خبث دور نہ ہو جائے تب تک اس کی نجات اور بہتری متصور نہیں۔ (مکتوب ۳۱۳ دفتر اول)

Marfat.com

باب ١٦ ذِکرِ الٰہی

افراتفری، نفسا نفسی اور پریشانی کے اس دور میں امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت ہر فرد و بشر پریشان و پراگندہ حال نظر آتا ہے۔ نہ حکومت و سلطنت کا اعلیٰ عہدہ اس کی پریشانیوں کو دور کرتا ہے نہ دنیاوی مال و منال و جاہ و جلال کوئی نفع دیتا ہے اور نہ ہی اس کے اہل اور اولاد اس کی تسکین کا باعث بنتی ہے۔ بلکہ یہ سب اس کی پریشانیوں میں مزید اضافے کا سبب بنتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے مال اور اولاد کو آزمائش اور فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ پریشانیوں اور تفکرات سے ہر شخص کا چین اور سکون تباہ اور راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ انسان پریشانیوں کے دفعیہ اور سکون قلب کے حصول کیلئے سکون آور اور نشہ آور ادویات بے تحاشا استعمال کرتا جاتا ہے اور بالآخر ان کا عادی ہو جاتا ہے لیکن بایں ہمہ سکون قلب سے محروم ہے۔ ڈاکٹر حکیم طبیب اور جدید سائنس اس سلسلے میں ناکام ہے۔ صرف ایک ہی طبیب اعلیٰ اور معالج حقیقی ایسا ہے جس کا نسخہ موثر اور کارگر ہے اور وہ ہے خود خالق کائنات اور ربِ ذوالجلال کی ذات پاک جو دکھ درد میں مبتلا بھی کرتا ہے اور نجات بھی عطا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے ہی اطمینان قلب ملتا ہے۔

اللہ کا ذکر ایک ایسا بے بدل نسخہ ہے جو ذہن کیلئے سکون، بدن و اعصاب کے لئے تقویت دل کا اطمینان اور روح کیلئے باعث فرحت و انبساط ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ قرب الٰہی کے حصول اور واصل حق کرنے کا بے خطا نسخہ ہے۔ اور تمام روحانی امراض کا علاج ہے۔ اس پر عمل دنیا و مافیہا کے تفکرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور خواہشات نفسانی اور

Marfat.com

دنیا کی حرص و ہوا سے نجات دے کر بارگاہ خداوندی میں مقبول و منظور بنا دیتا ہے۔ ذکر کی لذت اسے دوجہاں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

ذکر کی مداومت سے جذب و شوق فزوں تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ محبت اور عشق خداوندی کا نور اس کے باطن کو منور کر دیتا ہے۔ حجابات کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے اور عالم امر و خلق کے رازہائے پوشیدہ اس پر عیاں اور منکشف ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

ذکر تصوف کی بنیاد اور صوفیا کے تمام سلسلوں اور طریقوں میں رائج ہے یہ ایک عظیم نعمت ہے جس کیلئے توفیق خداوندی سے ذکر کا دروازہ کھل گیا اور بارگاہ ایزدی میں اس کو رسائی حاصل ہو گئی جو چاہے گا پائے گا۔

مفہوم و تشریح

لغت کے اعتبار سے ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا دہرانا، بار بار یاد کرنا، بیان اور وضاحت وغیرہ۔

قرآن حکیم میں یہ لفظ نماز، دعا، اللہ کی یاد اور نصیحت وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے ذکر کے متضاد نسیان اور غفلت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے مراد ہے منعم حقیقی خالق و مالک اللہ رب العزت کو فراموش کر دینا اور بھلا دینا عربی لغت میں ذکر کے معنی ہیں طرد الغفلة (غفلت کو دور بھگانا) گویا ذکر کا مقصد یہ ہوا کہ انسان رب کریم کی یاد سے لمحہ بھر کیلئے بھی غافل نہ ہو

غافل ز احتیاط ذکر یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس، نفس واپسیں بود

ایک سانس کیلئے بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ شاید یہی سانس تیرا

Marfat.com

آخری سانس ہو۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلاَّ یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لاَّ تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ط	اور کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو (سورۃ بنی اسرائیل)

ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہٗ لا شریکَ لہ گوید

گویا ہر چیز جو بھی جہانِ امکان میں موجود ہے خواہ وہ جاندار ہے یا بے جان رب کائنات کے گیت گا رہی ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سورۃ الحدید الحشر اور جمعہ)

یہ چڑیوں کے چہچہے، کوئل کی کوکو، قمریوں کی غڑغوں، آبشاروں کا شور، بادلوں کی کڑک، ہواؤں کی سرسراہٹ۔ ان سب میں خالق کائنات کی یاد کے نغمے پوشیدہ ہیں جو کہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں کوئی شے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں اور دوسری طرف حضرت انسان ہے جو کہ عقل و شعور بھی رکھتا ہے۔ اسی میں سوچ وبچار کا مادہ بھی موجود اور منعم حقیقی کی ہزارہا نعمتوں سے مالا مال بھی ہے لیکن اللہ رب العزت کی یاد سے سراسر غافل اور جہان فانی کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ کس قدر کوتاہ اندیش احسان ناشناس اور ناشکرا ثابت ہوا ہے حالانکہ رب کریم نے قرآن پاک میں واضح الفاظ میں خبردار کیا ہے کہ

لاَ تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوْا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝	تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پس اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان (فاسق) ہیں

رب کریم ایسی گمراہی سے محفوظ رکھے۔ اس گمراہی اور نسیان کا علاج یہ ہے کہ ہمہ

Marfat.com

وقت اس کی یاد میں گزاریں۔ ذکر الٰہی سے زبان کو تر اور دلوں کو منور کریں۔ اللہ توفیق عطا فرمائے (آمین)

آیات قرآنی

فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ٥ (سورۃ بقرہ)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا میرا شکرادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ٥ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلاً (احزاب)

اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (سورۃ مومن)

پس پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ط (سورہ اعراف)

تم لوگ پکارتے رہو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً ٥ (سورۃ مزمل)

اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیں اور سب سے تعلقات منقطع کر کے اس کے ہو رہیں۔

احادیث نبوی

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس وقت تک بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا "یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ شریعت کے احکام تو بہت سے ہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس کو میں دستور العمل بنالوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا لَا یَزَ اَلُ لِسَا نُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور نہ کرنے والا گویا مردہ ہے۔ (بخاری)

عبادت کا مقصود منتہیٰ ذکر خداوندی ہے۔ صبح و شام، رات دن اٹھتے، بیٹھتے، لیٹے ہوئے، کام کاج کرتے، تجارت اور کاروبار کرتے ہوئے گویا انسان ہمہ وقت اللہ کی یاد کیلئے مکلف ہے کسی قسم کا مال، اولاد اور کاروبار اللہ کے ذکر میں حائل نہیں ہونے چاہیں۔ ارشاد خداوندی اس پر شاہد ہے۔

"اے ایمان والو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے اور اس کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں۔" (سورۃ منافقون)

"وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت۔" (سورۃ نور)

اور ذکر بھی اسی طرح کیا جائے جیسا کہ کرنے کا حق ہے۔ اس سعادت عظمیٰ کو وہی پاتا ہے جو اس جہان فانی سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اللہ کی انس و محبت اس پر غالب آتی ہے اور اس کی انس و محبت کا غلبہ ذکر دوام کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

عبادات کی روح : ذکر اللہ

مسلمان کی بنیاد حکم لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه ہے اور یہی عین ذکر خداوندی ہے۔ اور دوسری تمام عبادتیں اسی ذکر کی تائید میں کی جاتی ہے۔ نماز کی روح ذکر الٰہی کو تازہ کرنے کا ہی نام ہے۔ تاکہ ذکر الٰہی دل پر وارد ہو جس سے اللہ کی عظمت اور ہیبت بیٹھ جائے روزہ سے مقصد

Marfat.com

یہ ہے کہ خواہش نفسانی میں کمی واقع ہو جائے۔ جب دل خواہشات کے اثرات سے فارغ ہو تو صاف ہو جائیگا اور ذکر الٰہی کی قرار گاہ بن جائیگا۔ حج سے بھی مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا ذکر بلند کیا جائے۔ الغرض اس کے لئے ذوق و شوق کا اظہار۔ اس کے دیدار کی تمنا، دنیا کا ترک کرنا، دنیاوی خواہشات سے دستبردار ہونا اور گناہوں سے کنارہ کشی کرنا صرف اس لئے ہے کہ انسان ذکر خداوندی کے لئے فارغ ہو۔ اوامر و نواہی سے مقصود بھی ذکر الٰہی ہے۔

ذکر کی حقیقت

ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے دل کو توڑ لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں آکر کسی طرف التفات نہ کیا جائے تاکہ دوسرا کوئی معبود تصور میں بھی نہ آسکے۔ صرف اسی کی اطاعت کی جائے۔ ذکر کی حقیقت کی علامت یہ ہے۔ امر و نہی کے وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کو فراموش نہ کیا جائے۔ تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے ذکر کی نسبت اتنی مضبوط ہونی چاہئے کہ اس کی مخالفت کا ذرہ بھر اثر ظاہر نہ ہونا چاہئے۔

ذکر کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان طلب حق میں صادق رہے۔ طلب کا درد ہو، راہِ سلوک میں اسے کوئی مانع نہ آئے۔ اور کوئی چیز ذکر خداوندی میں رکاوٹ نہ بنے۔ یہاں تک کہ اسے اپنے وجود سے بھی گریزاں ہونا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے تمام ماسویٰ اللہ سے روگردانی کرے اور ذکر خداوندی میں مستغرق ہو جائے۔

تو زخود گم شد کمال اینست و بس
تو مماں اصلاً وصال اینست و بس

تو اپنے آپ کو بھی فراموش کر دے کمال یہی ہے اور بس۔ تو اپنی ہستی کو مٹا دے تو یہی وصال ہے۔

ذکر سے مکمل فائدہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب شیخ کامل صاحب تصرف سے

Marfat.com

اجازت حاصل کر لی جائے تاکہ اس ذکر حقیقی کے بیج سے جو طالب کے مستعد دل کی زمین میں ایک صاحب ولایت کی تلقین اور تصرف سے بویا گیا تھا اس سے پوری طرح ثمرہ ولایت حاصل ہو۔ کلمہ کی نورانیت دل کی نورانیت کی مناسبت سے حاصل ہوتی ہے۔ سب سے پہلا کام تو یہ ہوتا ہے کہ صفات مذمومہ کو اپنے باطن سے حتی الامکان دور کیا جائے۔ جب دل کی زمین طبیعت کے خار و خاشاک سے پاک ہو جائے اور اس کام کے قابل ہو جائے تو ذکر کا بیج اسی میں بکھیرا جائے۔ اس دوران اگر کسی صفت ذمیمہ میں مبتلا ہو جائے تو اسے رفع کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ سب سے پہلے دل کے تصفیہ کی کوشش کرنی چاہئے جب توجہ حاصل ہو جائے تو مراقبہ میں وقت گزارنا چاہئے تاکہ تصفیہ قلب حاصل ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و فیضان سے دل کی وہ صفات میسر آنا شروع ہو جائیں گی جو عمر بھر کے مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتیں راستے میں جو رکاوٹ بھی آئے اسے دور کرتا جائے کیونکہ دل کی فراغت کے بغیر یہ رستہ طے نہیں ہوگا۔ جب یہ تمام امور مکمل ہو جائیں تو وہ شخص اس طرح ہو جائے گا۔ جیسے اس نے طہارت کر لی ہے۔ (رسالہ قدسیہ)

وقوف قلبی

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ ذکر کے معاملہ میں نفس کو دور رکھنے کو ضروری خیال نہیں کرتے تھے۔ ایسے ہی وہ عدد کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن وقوف قلبی کو لازماً ملحوظ رکھتے تھے اس کا بڑا اہتمام کرتے تھے غرض یہ کہ ذکر سے مقصود تو وقوف قلبی ہوتا ہے اور فنا کی نظر سے تمام مکونات (1) کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے اور بقا کی نظر سے وجود قدیم حق سبحانہٗ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

اس بات پر قائم رہنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قائم ہوتی ہے اور اس کی چشم بصیرت کھلتی ہے۔ اسے شرع، عقل اور توحید کے درمیان کوئی تناقض پیدا نہیں ہوتا۔ اس مقام پر ذکر دل کی لازمی صفت بن جاتا ہے اس کے بعد اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ ذکر کی

1۔ عدم سے وجود میں آنے والی ہر شے۔ جملہ مخلوقات

Marfat.com

حقیقت دل کی گہرائی کے جوہر کے ساتھ یک جان ہو جاتی ہے اور غیر حق کا کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔ ذاکر ذکر میں اور ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے اور دل کی بارگاہ اغیار کی زحمت سے خالی ہو جاتی ہے۔ اور لَاَ یَسعُنِیُ اَرضِی وَلاَ سَمَائِیُ وَلٰکِنْ یَّسعُنِیُ قَلْبُ عَبدِیَ الْمُؤمِن (1) کی حدیث کی روشنی میں اِلاَّ اللّٰہ کے بادشاہ کا جمال اپنی تجلی دکھاتا ہے اُذکُرُ کُمْ (2) کے وعدہ کے ساتھ حرف اور صوت کے لباس سے مجرد ہو جاتا ہے۔ اور کُلُّ شَئٍ ھَالِکٌ اِلاَّ وَجْھَہٗ (3) کی خاصیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ روح کا ذکر ذاکر کے روح اور وجود کے ساتھ اُذکُرُ کُمْ کے بحر ناپیدا کنار میں غرق ہو جاتا ہے۔ (رسالہ قدسیہ)

ذکر گو ذکر تا ترا جان است
پاکیِ دل ز ذکر یزدان است
چوں تو فانی شوی ز ذکر بہ ذکر
ذکر خفیہ کہ گفتہ اند آں است

جب تک جسم میں جان ہے اللہ کا ذکر کرتا رہ۔ دل کی پاکیزگی اللہ کے ذکر ہی سے ہے۔

جب تو ذکر کے ساتھ ذکر سے فانی ہو جائیگا تو سمجھ لے کہ جس کو خفیہ ذکر کہتے ہیں وہ یہی ہے۔

اقسام ذکر

ذکر الٰہی کی دو بڑی اقسام ہیں جلی اور خفی ہیں۔

ذکر جلی: ذکر جلی سے مراد وہ ذکر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو بالجہر (بلند آوزا سے) یاد کیا

1۔ میں نہ زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان میں لیکن میں اپنے بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

2۔ آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے فَاذْکُرُوْنِیُ اُذکُرُ کُمْ (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا)۔

3۔ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے۔

Marfat.com

جائے۔اس میں سامعین بھی شریک ہو سکتے ہیں۔اسے لسانی یا زبانی ذکر بھی کہتے ہیں۔ذکر لسانی کی پھر دو اقسام ہیں

۱. انفرادی ۲. اجتماعی

اجتماعی ذکر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔اس سے اللہ تعالیٰ کی یاد کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے دوسروں کو ذکر الٰہی کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور اس کے شوق اور رجحان میں اضافہ ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اجتماعی ذکر کو بہت پسند فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" جو لوگ اللہ کے ذکر کیلئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے ہو اور برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئیں۔"

جو بزرگان ذکر جلی کے حق میں ہیں وہ اس کی تائید میں یہ حدیث پاک پیش کرتے ہیں"

حضرب ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے جو آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے جو بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ پس جب دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تیرے پاس سے گزرا تیری آواز نماز میں پست تھی۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جس سے میری مناجات تھی میں نے اسے اپنی بات سنا دی۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ میں تمہارے پاس سے گزرا تو تمہاری آواز بہت بلند تھی۔انہوں نے عرض کیا کہ میں سوتوں کو جگا رہا تھا۔اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنی آواز کو قدرے بلند کرو اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنی آواز کو کچھ پست کرو۔"

اس حدیث پاک میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سِر سے جہر کی طرف راجع فرمانا اور جہر کو برقرار رکھنا ذکر جہر کی تائید بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

مجالس ذکر کی اہمیت

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب کھایا پیا کرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے" (ذکر کی محفلیں)

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے شک اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں پھرتی رہتی ہے۔ سو جب (کسی جگہ) ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف۔ چنانچہ (وہ سب) اپنے پروں سے اہل مجلس کو آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ (مجلس برخاست ہونے پر جب فرشتے آسمان پر پہنچتے ہیں) تو ان کا رب سوال کرتا ہے (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ آپ کی تسبیح و تکبیر میں مشغول تھے۔

آپ کی حمد و بزرگی بیان کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟

فرشتے: خدا کی قسم انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

فرشتے: اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ کی بہت زیادہ عبادت کرتے اور آپ کی بزرگی بہت زیادہ بیان کرتے اور آپ کی تسبیح میں بہت زیادہ مشغول رہتے۔

اللہ تعالیٰ: (میرے بندے) کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟

فرشتے: آپ سے جنت مانگ رہے تھے؟

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟

فرشتے: اے پروردگار! خدا کی قسم جنت انہوں نے نہیں دیکھی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

فرشتے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی تحصیل میں بہت زیاد حرص کرتے اور اس کی طلب میں خوب ہی لگتے۔ اور اس میں داخل ہونے میں بہت رغبت کرتے۔

اللہ تعالیٰ: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟

فرشتے: دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟

فرشتے: اے ہمارے پروردگار! خدا کی قسم انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔

فرشتے: وہ دوزخ سے بہت زیادہ بھاگتے اور خوب ہی ڈرتے۔

اس گفتگو کے بعد خداوند عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ اس پر ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس جماعت میں فلاں شخص بھی تھا جو کسی دنیاوی غرض سے آیا تھا اور اس جماعت کے کام میں شریک نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (ہم نے سب کو بخش دیا) وہ ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہو سکتا۔

ذکر خفی

ذکر خفی سے مراد وہ ذکر ہے جو مخفی اور پوشیدہ ہو۔ اس ذکر میں زبان بالکل خاموش اور ساکت رہتی ہے اور صرف دل کی گہرائیوں سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے ذکر قلبی بھی کہا جاتا ہے لیکن ذکر اس وقت تک فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا جب تک دل کو غیر اللہ کے علائق سے پاک نہ کیا جائے۔ اور دل مکمل طور پر کدورتوں سے پاک نہ ہو جائے۔ تصفیہ کے بعد جب دل کو مالک حقیقی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ تو دل کو روحانی زندگی میسر آ جاتی ہے۔

Marfat.com

دل چوں ماہی و ذکر چوں آب است

زندگیِ دل بہ ذکر وہاب است

اگر دل کو مچھلی تصور کر لیا جائے تو ذکر کی حیثیت اس کے لئے پانی کی سی ہے۔ جس طرح پانی کے بغیر مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح دل کی روحانی زندگی بھی اللہ کے ذکر سے قائم ہے۔

ذکر خفی کے سلسلے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً اپنے رب کا ذکر کر دل میں زاری اور خوف کے ساتھ۔

آیت مبارکہ میں رب کریم خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے دل میں یاد کرو نہایت عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ خَیْرَ الذِّكْرِ الْخَفِیُّ وَخَیْرَ الرِّزْقِ مَا یَكْفِیْ یعنی بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے (ضرورت سے نہ گھٹے اور نہ بڑھے)۔ (قرطبی)

اس کے ساتھ ساتھ بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ دل کو ہر قسم کے دنیاوی خیالات سے پاک رکھا جائے تو کمالات ذکر کی تجلیات کا مشاہدہ بہت جلد شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر دل بجائے خالق کے مخلوق کے خیالات میں ملوث ہے تو ذکر کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

برزباں تسبیح و دردل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

زبان پر تو تسبیح ہو لیکن دل میں گائے اور گدھے (یعنی دنیاوی خیال) بسے ہوئے ہوں تو ایسی تسبیح کا اثر کیا ہو گا۔

مسند ابو یعلی میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا یہ کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے نہ سن سکیں (دوسرے ذکر) پر ستر درجے فضیلت رکھتا ہے۔

Marfat.com

شہنشاہ نقشبند حضرت بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ کاارشاد ہے کہ

اَلذِّکْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا	ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں جب
رُفِعَتِ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاکِرٌ	غفلت دور ہو جائے تو تُو ذاکر ہے خواہ
وَاِنْ سَکَتَّ	خاموش رہو

آپ فرماتے ہیں کہ دل کی نگہداشت ہر حالت میں رکھے کھانے، پینے، کہنے، سننے، چلنے پھرنے، خریدنے، بیچنے، عبادت کرنے، نماز پڑھنے، قرآن پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے اور وعظ کرنے وغیرہ میں چاہئے کہ پلک جھپکنے میں بھی خدا تعالیٰ سے غافل نہ ہو تاکہ مقصود کو پہنچے۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ایک مرتبہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اپنے محبوب کی یاد سے غافل نہ
رہ ایسا نہ ہو کہ وہ نگاہ لطف سے نوازے اور تجھے خبر نہ ہو۔

تیرا کوئی سانس بھی اس کی یاد کے بغیر نہیں جانا چاہئے کیونکہ ہمہ وقت اس کے ذکر میں مشغولیت کا حکم ہے اولیائے عظام کا ارشاد ہے کہ اگر ایک سانس بھی غفلت میں گزر گیا تو وہ گناہ میں گزرا:

صرف عصیاں ہوا وہ لحظہ عمر
تری یاد میں جو صرف نہ ہوا

حقیقت ذکر خفیہ

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ جب تک وجود روحانیت باقی ہے اور وہ مرتبہ فنا تک نہیں پہنچتا اس وقت تک حقیقی طور پر خفیہ ذکر نہیں ہو سکتا۔ اور جب فنا کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے اس وقت اس کا باطن نفی میں کامل ہو جاتا ہے۔ اور اثبات کے بغیر کوئی چیز نہیں رہتی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہمارے خواجہ اس سلسلے میں فرمایا کرتے تھے۔

حَقِیْقَۃُ الذِّکْرِ اَلْخُرُوْجُ عَنْ مَیْدَانِ الْغَفْلَۃِ اِلٰی فِضَاءِ الْمُشَاھَدَۃِ — ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ میدان غفلت سے نکل کر فضائے مشاہدہ میں پرواز کی جائے۔

مشاہدہ تجلی ذات میں ہوتا ہے اور مکاشفہ تجلی صفات میں اور محاضرہ تجلی افعال میں ہوتا ہے۔ لسانی ذکر سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمام روحانی اور جسمانی قویٰ کی توجہ مبذول ہو۔ اور جمعیت خاطر میسر ہو۔ اسی مکمل توجہ اور ذکر لسانی پر مداومت سے ذکر دل میں اتر جاتا ہے اور زبان کے الفاظ دل میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور ذکر قلبی کی ہیشگی سے انوار الٰہیہ سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے جو انسان کے باطن کو تجلیات صفاتی اور اسمائی کا مظہر بنا دیتا ہے اور پھر اسے تجلیات ذات کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

ذکر کے مراتب کا کمال یہ ہے کہ مذکور دل پر طاری ہو جائے اور مذکور ہی رہ جائے اور بس اور دل کے ساتھ آشنائی اور دوستی ہو جائے جسے دل کی دوستی میسر آجاتی ہے اسے محبت مفرط[1] کا نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اسی کیفیت کا نام عشق ہے۔ عاشق گرم رو ہوتا ہے اور اس کی دوستی معشوق پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ معشوق میں محویت کی وجہ سے معشوق کا نام بھی فراموش ہو جاتا ہے جب یہ مقام استغراق آجائے تو اپنے وجود کو اور دوسری اشیاء کو جز یاد خداوندی کے فراموش کر دیتا ہے پھر وہ اس معنی کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے۔ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ یعنی اِذَا نَسِیْتَ غَیْرَہٗ وَ نَسِیْتَ نَفْسَکَ لِاَنَّ تَحَقُّقِ الْمَذْکُوْرِ وَشُھُوْدَہٗ (2) جب وہ اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ اپنے آپ کو اور دوسری تمام چیزوں کو بھول جاتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہ جاتی ہے۔ اسی حالت کو فنا اور نیستی کہا جاتا ہے۔ اور یہی سیر الی اللہ کا انتہائی درجہ ہو گا۔ اب وہ

1۔ شدید محبت

2۔ اور اپنے رب کا ذکر کر جب تو بھول جائے یعنی جب تو غیر اللہ کو بھلا دے اور اپنے نفس کو بھی بھلا دے تاکہ مذکور کا شہود اور حقیقت واضح ہو جائے

Marfat.com

تصوف کی پہلی منزل عالم توحید اور واحدانیت کا پہلا قدم اور درجات خاصہ کا آغاز ہوگا اسی لئے فرمایا گیا ہے۔

چیست معراجِ فلک ایں نیستی
عاشقاں را مذہب و دیں نیستی
ہیچکس را تا نگردد او فنا
نیست راہ در بارگاہِ کبریا

آسمان کی معراج کیا ہے وہ یہی ہے کہ اپنی ہستی سے گزر جائے۔
عاشقوں کیلئے مذہب اور دین یہی فنائے نفس ہے۔ جب تک فنا فی اللہ کے مقام تر رسائی حاصل نہیں کرتا اس وقت تک کوئی شخص بھی بارگاہ کبریا میں راہ نہیں پا سکتا۔

اس وقت عالم ملکوت کی صورت اس پر ظاہر ہوتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اور ملائکہ کے جواہر پاکیزہ صورتوں میں نظر آنے لگتے ہیں۔ احوال عظیم ظہور میں آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ ان کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ ہر مقام پر ایک نئی چیز ظاہر ہونے لگتی ہے یہ کیفیات بیان نہیں کی جا سکتیں۔ یہ راستہ چلنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کہنے کیلئے نہیں۔

اہل اللہ اس قسم کی باتوں کو تشریح اور تفصیل سے بیان کرنے سے یہ مقصد لیتے ہیں کہ سالک کو انتباہ اور شوق و ذوق کا سامان مہیا کیا جائے۔ اگر کوئی شخص ذکر کے اس مقام یا درجہ کو نہ پہنچ سکے تو اس کے احوال و مکاشفات ظاہر نہیں ہوتے لیکن اس پر ذکر کا غلبہ رہتا ہے اور اس کے دل میں جانشیں ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اکثر آدمی قلبی ذکر کو ذکر خفیہ کہتے ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ خفیہ کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔ ذکر قلبی اگرچہ غیر سے پوشیدہ ہے لیکن ملائکہ اور شیطان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پس خفا حقیقی اس میں نہ پایا گیا۔ دراصل ذکر خفیہ یہ ہے کہ ذاکر مذکور میں گم ہو جائے یعنی اس کو اپنی اور ذکر کی کوئی خبر نہ ہو۔

Marfat.com

باب ۱۷ کلمہ طیّبہ

کلمہ توحید عبودیت کی روح رواں اور اسلام کی جان ہے دین اسلام کی پوری عمارت اسی کلمہ کی بنیاد پر قائم ہے اس کو کلمہ توحید بھی کہتے ہیں۔ جملہ انبیاء کرام اسی توحید کی تعلیم کیلئے مبعوث کئے گئے۔ صوفیائے کرام، عارفین اور بزرگان دین طریقت اسی کلمہ کا اہتمام کرتے اور تمام اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

مشائخ طریقت قدس سر ھم نے اس کلمہ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کے ذکر کو اختیار فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور دعاؤں میں افضل الحمد للہ ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ تعلیم فرما دیجئے جس سے میں آپ کو یاد کروں اور آپ کو پکاروں ارشاد خداوندی ہوا کہ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کہا کرو عرض کیا میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو صرف میرے لئے ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے میں لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه رکھ دیا جائے تو لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه والا پلڑا جھک جائے گا۔ (نسائی، حاکم)

اس کلمہ پاک کی صورت نفی، اثبات سے مرکب ہے جو حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور پھر حق سبحانہٗ کی راہ دکھاتی ہے یہ راہنمائی اسی کلمے سے ملتی ہے اس راہ پر چلنے والوں کیلئے پردہ ان کی بھول اور نسیان کا نتیجہ ہے اور دل میں مخلوق کی صورتوں کا نقش ان

Marfat.com

کیلئے حجاب بن جاتا ہے اس نقش میں حق کی نفی اور غیر کے اثبات نمایاں ہوتے ہیں۔ اور جس طرح علاج بالضد ایک مفید طریقہ علاج ہے اسی طرح کلمہ توحید نفی ماسوی اللہ کیلئے ضروری ہے اور حق سبحانہ کا اثبات اسی نفی سے واضح ہوتا ہے۔ شرک خفی سے نجات اس کلمہ پر مداومت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ذکر ایسا ہونا چاہئے جو وجود کی نفی اور جملہ محد ثات کو فنا اور ناخواستن کی نگاہ سے مطالعہ کرے اور ذکر کی حقیقت پر غور کرے اور نفی خواطر کرے اثبات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے وجود قدیم کو بقا کی نظر سے اپنا مقصود، مطلوب اور محبوب جانے ہر ذکر میں اوّل و آخر حاضر رہے اور جس چیز کے ساتھ دل کو دلچسپی پیدا ہو اس کی نفی کرے اور نفی سے ہی اس دلچسپی اور تعلق کو باطل کرے اور اثبات محبت سے حق کو اس محبت کے قائم مقام رکھے تاکہ آہستہ آہستہ دل تمام مرغوب اور محبوب چیزوں سے فارغ ہو جائے۔ اور ذاکر کی ہستی ذکر کے نور میں تحلیل ہوتی جائے اور بشریت کے وجود کے تمام علائق اٹھ جائیں۔

خواجگان رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت نفس کو دور رکھنا آثار لطیفہ کے ظہور کی علامت ہوتی ہے۔ یہ بات شرح صدر کیلئے مفید اور اطمینان قلب کی دولت بخشتی ہے اور حلاوت عظیم کے وجدان کا سبب ہے۔

کلمہ توحید کی حقیقت

کلمہ توحید ایک سِرّ عظیم ہے۔ جب دل ذکر کے نور سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اسے کمال سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسی سعادت جو اس جہان میں میسر نہیں ہو سکتی ہے۔ صرف اسی جہان میں حاصل ہوتی ہے جب دل دنیا کے وسواس کے کانٹوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ ذکر کا بیج اس میں امانت رکھا جاتا ہے۔ اب ایسی کوئی طاقت نہیں رہتی جو اختیار سے تعلق رکھ سکے اختیار کی حدیں تو یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس مقام پر انتظار کرنا چاہئے کہ کیا ظہور میں آتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسا بیج کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْلَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ہمیشہ ذکر کرنا عجائبات ملکوت کی کنجی

Marfat.com

ہے۔اس سے قرب الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں۔ ہمیشہ ذکر سے مراد یہی نہیں ہے جو زبان یا دل پر جاری رہے بلکہ یوں ہمیشہ لازم اور ہر وقت دل نشیں رہے۔ دل کو عداوت خلق سے پاک کر دیا گیا ہو۔ مخلوقات کے ذکر سے فارغ کر دیا گیا ہو ماضی اور مستقبل کے اذکار سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔ محسوسات کے تمام مشاغل غصہ، بداخلاقی، دنیا کی خواہشات دنیا کی طلب غرض یہ کہ ہر چیز سے مبرا کر دیا گیا ہو۔ صرف حق تعالیٰ سے تعلق رہے۔ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے کیونکہ حقیقت ذکر غفلت کو چھوڑ دینے کا نام ہے اور کچھ کہنا بھی نفس کی بات ہوتی ہے جو ذکر کی حقیقت کیلئے حجاب بن کر رہ جاتا ہے۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ روحہ'اس طرح فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہئے کہ شب و روز لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ میں مستغرق رہے خواب و بیداری میں یہی کلمہ کہتا رہے نوافل دوسرے اذکار اور تسبیحات کو بیشک ترک کر دے اور اسی کلمہ پر اکتفا اور اختصار کرے کیونکہ جہاں علم لدنی ہوتا ہے حکمت الٰہی میسر ہوتی ہے ایسے مواقع پر نفل کی زحمت کوئی معنی نہیں رکھتی ہر دن ہر رات بلکہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ یوں محسوس کرے کہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ میں ہی مسلمان کا نور ہے۔ نماز فرض اور سنت کے علاوہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کو ہی ضروری اور لازم جانے۔ اس کے علاوہ تمام چیزوں کو مصیبت اور مشقت سمجھے۔ کائنات کے تمام اندیشوں اور خطرات سے خالی ہو جائے اور صرف ذکر لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ سے ہی تعلق رکھے ہر حالت اور ہر ساعت میں اس کو ورد زبان بنائے۔ مخلوق سے تعلقات منقطع کرنے کیلئے ظاہری اور باطنی اذکار میں سے اتنا کامل تر شافی تر اور موثر ہتھیار کوئی نہیں ہے جتنا کہ ذکر لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ہے۔

حضرت خواجہ امام محمد بن حکیم ترمذی قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ ہمیشہ دولت ایمان میسر رہے اسے چاہئے کہ ہر حالت اور ہر کام میں لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کی عادت ڈال لے۔اس سے شرک خفی کی سیاہیاں اس کلمہ سے دور ہوتی جائیں گی اور نور ایمان

Marfat.com

سے اس کا دل تازہ ہوتا جائیگا حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِلَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ (الحدیث) یعنی اپنے ایمان کو لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه سے تازہ کرو۔

حضرت خواجہ بزرگوار شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں کہ متبدی کو چاہئے کہ فرائض اور سنن کو مختصر کرے اور دوسرے اوقات ذکر الٰہی میں گزارے۔ متوسط کیلئے ضروری ہے کہ فرائض و سنن کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن پاک کرتا رہے۔ وہ خاصیت جو مبتدیوں کو ہمیشہ ذکر سے میسر آتی ہے۔ متوسطین کو تلاوت قرآن پاک سے حاصل ہو جاتی ہے بلکہ اس سے زائد کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کی مختلف المعانی آیات کی تلاوت سے صفات مختلفہ کی تجلیات حاصل ہوتی ہیں۔ دقائق مفہوم اور حقائق علوم نمایاں ہوتے ہیں۔ منتہی حضرات کیلئے جن کیلئے ذکر کا نور ان کی ذاتی صفت بن چکی ہے کامل تر عمل نماز ہے کیونکہ یہ عبادت تامہ اور جامعہ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا یا اللہ! تیرا تقرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا "میرے کلام قرآن پاک سے" میں نے سوال کیا خواہ اس کے معنی سمجھے یا نہ سمجھے؟ فرمایا "خواہ سمجھے یا نہ سمجھے۔" (رسالہ قدسیہ)

قوت سلطان و میر از لا الہ
ہیبتِ مردِ فقیر از لا الہ
تا دو تیغِ لا وَ اِلّا داشتیم
ماسِوَی اللہ رانشاں نگزاشتیم

بادشاہ اور سردار کی قوت لاالٰہ سے ہے۔ مرد فقیر کی ہیبت بھی لاالٰہ سے ہے۔ جب تک ہم لاؔ اور الاؔ کی دو تلواریں رکھتے ہیں ماسوٰی اللہ کا نام و نشان تک مٹا دیں گے۔

Marfat.com

باب ۱۸ طریقہِ نقشبندیہ مجدّدیہ

بیان لطائف: طریقہ مجددیہ کے اشغال و مراقبات کے بارے میں حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم خلق سے۔ جو چیز کہ محض امر کن سے بجز دپیدا ہوگی وہ عالم امر ہے اور جو بتدریج مخلوق ہوئی وہ عالم خلق ہے عالم امر فوق عرش مجید ہے اور عالم خلق تحت عرش ہے۔ جن لطائف کا تعلق عالم امر سے ہے وہ یہ ہیں۔

قلب، روح، سر، خفی، اخفی

اور جن لطائف کا تعلق عالم خلق سے ہے وہ یہ ہیں۔

نفس، خاک، باد، آب، آتش

عالم امر کے لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی) کے اصول عرش مجید پر ہیں اور لامکانیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جواہر مجردہ کو انسانی جسم میں چند مقامات پر امانت رکھا ہے۔ دنیاوی تعلقات و مشغولیت اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول (اصلی مراکز) کو بھول جاتے ہیں۔ اور ظلماتی حجابات کی وجہ سے ان کی اصلیت بالکل نسیاً منسیا ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کسی پر اللہ رب العزت کی رحمت ہوتی ہے اور اس کے فضل و کرم سے کسی شیخ کامل کی توجہ میسر آجاتی ہے تو یہ لطائف اپنے اصول سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ان کا میلان ان کی طرف ہو جاتا ہے۔ موجودہ ظلماتی دور میں کیونکہ طالبین کی ہمتیں نہایت قاصر ہو گئی ہیں اسی لئے حضرات نقشبندیہ بجائے بڑی بڑی ریاضتوں اور کٹھن مشقتوں کے اور سخت مجاہدوں کے، ذکر تعلیم فرماتے ہیں اور اتباع سنت اور اجتناب از بدعت اور اوامر و نواہی کی پابندی کا حکم دیتے ہیں اور خود اپنی خصوصی توجہ اور

Marfat.com

فیض سے سالک کی مدد فرماتے ہیں اور شیخ کی توجہ سے ہزاروں سال کی مسافت لمحوں میں طے ہو جاتی ہے۔ قلب انسانی جو کہ کثرت عصیاں اور تعلقات ماسوئ کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہوتا ہے۔ ذکر اور شیخ کی توجہ سے روشن ہونا شروع ہو جاتا ہے جب تمام قلب منور ہو جاتا ہے تو اس کو اپنا اصلی وطن جس کو وہ اس ظلماتی جسم میں آکر بھول گیا تھا یاد آتا ہے۔ اور اپنی اصل کی جانب جو کہ فوق العرش ہے پرواز کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنی اصل میں جاکر ضم ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت دوسرے لطائف کی ہوتی ہے۔

عالم امر اور عالم خلق دونوں عالم دائرہ امکان میں داخل ہیں

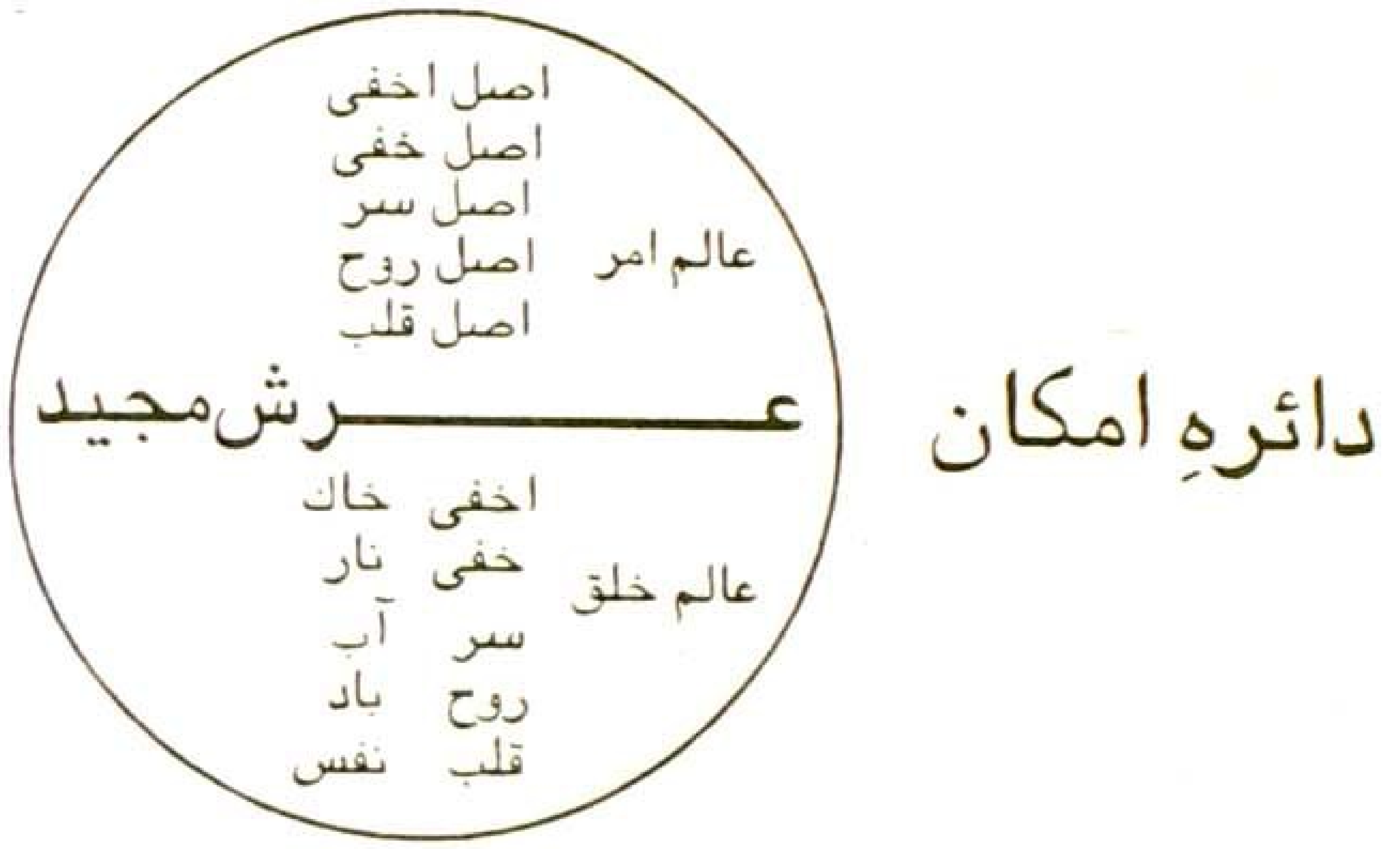

ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کا نور الگ ہے چنانچہ لطیفہ قلب کا نور زرد ہے۔ لطیفہ روح کا نور سرخ ہے۔ لطیفہ سر کا نور سفید لطیفہ خفی کا نور سیاہ اور اخفی کا نور سبز ہے۔ اور تزکیہ کے بعد لطیفہ نفس کا نور بے رنگ ہے۔

ہر لطیفہ کسی نہ کسی اولوالعزم پیغمبر کے زیر قدم واقع ہے یعنی اس لطیفہ کا فیض اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ اس پیغمبر کے پہنچتا ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ روح حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم لطیفہ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ خفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لطیفہ اخفی حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زیر قدم ہے۔

Marfat.com

مقامات: لطیفہ قلب بائیں پستان کے نیچے بقدر دو انگلی واقع ہے اور لطیفہ روح لطیفہ قلب کے بالمقابل دائیں پستان سے دو انگلی نیچے واقع ہے لطیفہ سر بائیں پستان کے دو انگشت اوپر واقع ہے جو کہ ذرا سا وسط سینہ کی طرف مائل ہے۔ لطیفہ خفی دائیں پستان کے دو انگشت اوپر اور لطیفہ اخفی کا مقام وسط سینہ ہے جہاں پر گڑھا سا ہوتا ہے ان کے مقامات کے تعین میں معمولی اختلاف ہو سکتا ہے۔

تین اشغال: اس طریقہ میں تین قسم کے اشغال معمولی ہیں

۱. ذکر (ذکر اسم ذات، ذکر نفی و اثبات) ۲. مراقبہ ۳. رابطہ

۱. ذکر اسم ذات: شغل اول ذکر اسم ذات یا نفی اثبات سے متعلق ہے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ دل کو ہر قسم کے خطرات اور خیالات سے خالی کر کے زبان کو تالو کے ساتھ لگا کر اسم مبارک اللہ کو قلب پر گزاریں اور اس وقت قصداً کسی عضو کو حرکت نہ دیں اور پوری طرح قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں اور اپنی قوت خیالیہ میں قلب کی شکل و صورت کو جگہ نہ دیں اور اس کی طرف التفات نہ کریں کیونکہ مقصود قلب کی طرف توجہ کرنا ہے نہ کہ اس کی صورت کا تصور۔ دل کی زبان سے اللہ اللہ کہیں۔ لفظ مبارک اللہ کے معنی کو بے چونی اور بے چگونی کے ساتھ ملاحظہ کریں اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کیا جائے تاکہ ذات تعالیٰ کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آ جائیں۔ اکثر اوقات اس طرح ذکر پر مداومت کی جائے اور وقوف قلبی کی رعایت رکھے کیونکہ وقوف قلبی اور نگہداشت کے بغیر ذکر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے وقوف عددی کو چنداں ضروری نہیں سمجھا البتہ وقوف قلبی کو واجبات و شرائط ذکر سے قرار دیا ہے وقوف قلبی میں سالک کی توجہ بسوئے دِل اور دل کی توجہ بسوائے ذات الٰہی ہو۔ جب ان شرائط سے قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اور وہ ذاکر ہو جائے تو پھر لطیفہ روح سے اس طرح ذکر شروع کرے اور پھر لطیفہ سر سے پھر خفی اور اخفی سے ذکر کرے۔ اس طرح لطائف خمسہ جاری ہو جائیں گے اس کے

Marfat.com

بعد لطیفہ نفس سے ذکر کرے جس کا مقام پیشانی ہے پھر بدن سے کہ اس کو لطیفہ قالب

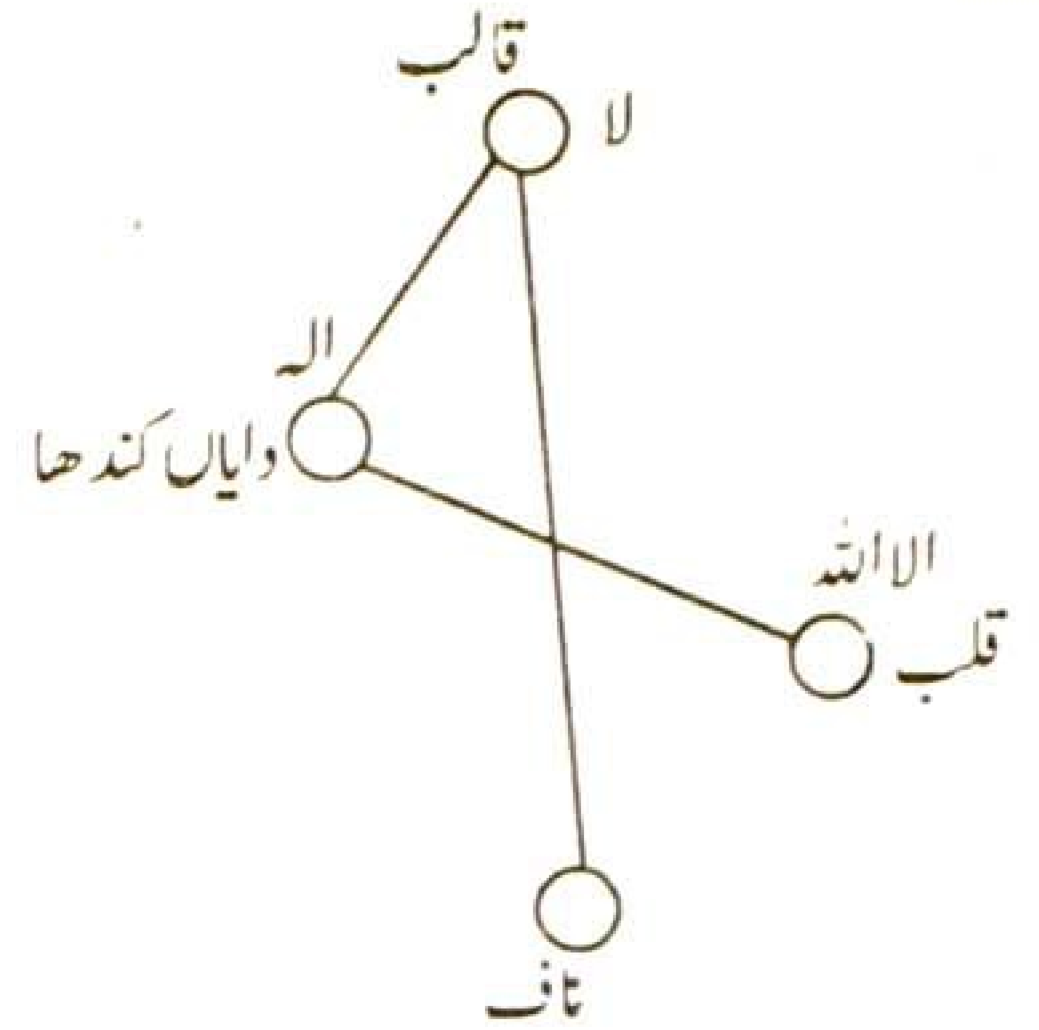

ذکر نفی اثبات سے
الٹی ۹ کی شکل بنتی ہے

کہتے ہیں (اس میں عناصر اربعہ شامل ہیں) اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ اور ہر بن مو سے ذکر جاری ہو جائے اور اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ جب پچیس دفعہ کہہ لے تو زبان سے کہے کہ الٰہی میرا مقصد تو ہے اور تیری رضا۔ اپنی محبت اور معرفت مجھے عطا کر اس کو بازگشت کہتے ہیں۔

ذکر نفی اثبات:۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دوزانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور لا کو ناف سے کھینچ کر کو قالب پر پہنچائے اور پھر وہاں سے الہ کو کھینچ کر دائیں کندھے پر لائے اور الا اللہ کو کندھے سے قلب پر پہنچائے اور اس مجموعہ کا نقش لا معکوس بن جاتا ہے۔ اور سانس چھوڑتے وقت محمد رسول اللہ ﷺ خیال میں کہے۔ ذکر کرتے وقت کسی عضو کو جنبش نہ ہو اور ہر سانس میں طاق عدد کہے۔ اس کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ جب پچیس دفعہ کہہ لے تو زبان سے کہے "الٰہی میرا مقصد تو ہے اور تیری رضا۔ اپنی محبت اور معرفت مجھے عطا کر۔ اگر حبس نفس سے ضرر پہنچے تو حبس نفس نہ کرے۔

لطائف سبعہ:۔ امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے: "یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں۔ انسان کے سات لطیفوں کے مطابق سب سات قدم ہیں دو قدم عالم خلق میں ہیں جن کا تعلق قالب (جسم عنصری) اور نفس کے ساتھ ہیں۔ اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں۔ جو کہ لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے طے کرنے پڑتے ہیں خواہ وہ

Marfat.com

پردے نورانی ہوں یا ظلمانی اِنَّ لِلّٰہِ سَبۡعِیۡنَ اَلۡفَ حِجَابٍ مِّنۡ نُورٍ وَّظُلۡمَۃٍ (بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں)

ہر زمانے روئے جاناں رانقابے دیگراست

ہر حجابے راکہ طے کر دی حجابے دیگراست

ہر گھڑی محبوب کے چہرے پر ایک اور نقاب ہو تا ہے۔ اور جب تو ایک پردہ کو طے کرلیتا ہے تو ایک اور پردہ سے دوچار ہو جاتا ہے۔

اور پہلے قدم میں جو کہ عالم امر میں لگاتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہیں اور دوسرے قدم میں تجلی صفات اور تیسرے قدم میں تجلی ذاتیہ میں سلوک شروع ہو جاتا ہے۔ علی ہذا القیاس درجات کے تفاوت کے لحاظ سے ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جیساکہ اس راستہ کے سالکوں پر مخفی نہیں ہے۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں اپنے آپ سے دور اور حق تعالیٰ کے نزدیک ہو تا جاتا ہے۔ حتی کہ ان قدموں کے پورا ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس وقت فنا ر و بقا سے مشرف ہوتے اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ (دفتر اوّل مکتوب نمبر ۵۷)

۲. مراقبہ: مراقبہ مشتق ہے ترقب سے اور ترقب انتظار کو کہتے ہیں پس مراقبہ گویا انتظار فیض الٰہی ہے۔ ایک عارف نے مراقبہ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ طالب اپنے مطلوب اور طلب مقصود میں اس قدر محو اور مستغرق ہو جائے کہ دنیاو ما فیہا کی اسے خبر نہ رہے گویا۔

بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

مراقبہ رسالتمآب ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ آپ بعثت سے پہلے غار حرا میں تشریف لے جاتے اور طویل عرصہ تک وہاں مراقبہ کرتے۔ اپنے گھر بار، اہل و عیال اور دنیاوی معاملات سے بالکل منقطع ہو کر غار میں سوچ و بچار کرتے اور جستجوئے حق اور غور و فکر میں محو

Marfat.com

رہتے تھے۔ ہفتوں بھر کا راشن اپنے ساتھ لے جاتے اور جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر واپس تشریف لاتے اور سامان خورد و نوش لے کر پھر مراقبہ کیلئے غار حرا میں تشریف لے جاتے رب ذوالجلال نے قرآن پاک میں سینکڑوں مقامات پر انسان کو کائنات میں غور و فکر کی دعوت دی ہے سورۃ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَّذِینَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیَامًاوَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَا طِلاً ۚ

(اولوالالباب یعنی عقل والے) جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ سب بیکار تو پیدا نہیں کیا

اس آیت میں اہل عقل و شعور کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں۔ فکر اور تفکر کے لفظی معنی غور کرنے اور کسی چیز کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرنے کے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح ذکر عبادت ہے اسی طرح فکر بھی عبادت ہے۔ ذکر تو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا مقصود ہے لیکن فکر اس کی مخلوقات میں مقصود ہے۔ غور و فکر معرفت الٰہیہ کا سبب ہونے کی وجہ سے بہت بڑی عبادت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیۡرٌ مِنۡ قِیَا مِ لَیۡلَةٍ (گھڑی بھر کا تفکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے) ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غور و فکر کو افضل عبادت فرمایا ہے۔ اسی غور و فکر کا نام مراقبہ ہے۔

مراقبہ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسانی شعور آہستہ آہستہ لاشعوری کیفیات سے مغلوب ہو جاتا ہے اور روحانی پرواز متحرک ہو جاتی ہے۔ اس میں زمان و مکان کی حدود بھی قائم نہیں رہتیں۔

Marfat.com

مراقبے کا طریقہ کار یہ ہے کہ بغیر ذکر اور بغیر رابطہ شیخ ہر قسم کے خیالات فاسدہ سے دل کو پاک کر کے۔ انتہائی نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہو۔ اور ہر وقت یہ کیفیت پیدا کرے تاکہ توجہ الی اللہ سالک کی عادت ثانیہ بن جائے اس کیفیت کو حضوری بھی کہتے ہیں اور ذکر کا مقصد بھی یہی ہے۔ حضرت چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر دل پر رکھ کر دل کو طرف حق کے متوجہ کر کے غیر حق کی دل سے نفی کر کے واسطے مشغولی کے بیٹھنا چاہئے۔

چشم بند و گوش بند و لب بند
گر نہ بینی سر حق بر من بخند

ماسویٰ اللہ سے آنکھیں۔ کان اور ہونٹ بند کر لو۔ پھر اگر تم پر حق کے
اسرار منکشف نہ ہوں تو مجھ پر ہنس دینا۔

۳. رابطہ: اس طریقہ سلوک میں تیسرا شغل رابطہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ کامل و مکمل کی صحبت سے استفادہ کیا جائے شیخ کی توجہ اور خلوص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہو جاتا ہے جذبہ محبت اور مشاہدہ الٰہی کے انوار کی شمع مرید میں روشن ہو جاتی ہے۔ شیخ کی عدم موجودگی میں اس کا تصور کر کے مرید فیض پاتا ہے مشائخ کا ارشاد ہے کہ یہ طریق مقصد تک آسانی سے پہنچانے والا ہے۔

عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا کہ "ذکر تنہا وبے رابطہ شیخ موصل نہیں ہے البتہ رابطہ تنہا بغیر ذکر کے موصل ہے۔"

لطائف زیر اقدامِ انبیاء:۔ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے جس کسی کو اس لطیفہ کے ذریعہ وصول ہوتا ہے اس کو آدمی لمشرب کہتے ہیں لطیفہ روح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے زیر قدم ہے اس لئے جس کو اس لطیفہ کے ذریعہ وصول ہوتا ہے اسے ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔ لطیفہ سر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام کے زیر قدم ہے اس لئے جو کوئی اس لطیفہ سے واصل الی اللہ ہوتا ہے اس کو موسوی المشرب کہتے ہیں لطیفہ خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس لئے جو کوئی اس لطیفہ سے واصل ہوتا ہے اس کو عیسوی المشرب کہتے ہیں۔ اور لطیفہ اخفی حضور نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر قدم ہے اس لئے جو کوئی اس لطیفہ سے واصل اللہ ہوتا ہے اس کو محمدی المشرب کہتے ہیں۔

عالم امر کے ہر لطیفہ کی عرش پر ایک اصل ہے۔ جب تک وہ اپنی اصل تک نہیں پہنچتا اس کو فنا حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اصل قلب تجلی افعال الٰہی ہے اصل روح صفات ثبوتیہ ہیں اصل سر شیونات ذاتیہ ہیں۔ اصل خفی صفات سلبیہ ہیں۔ اصل اخفی شان جامع ہے لہذا ان اصول کے لحاظ سے مراقبات کرے۔

تفصیل مراقبات

مراقبہ احدیت

جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے طالب کے لطائف عشرہ ذاکر ہو جائیں تو مراقبہ احدیت تعلیم کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ ذات جو جامع جمیع صفات و کمالات اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے اس کا فیض لطیفہ قلب پر آتا ہے اس جگہ حصول نسبت اور جمعیت قلب کیلئے توجہ کی جاتی ہے اور جب نسبت حضور اور جمعیت قلب طالب میں پیدا ہو اس وقت پیر طریقت کو چاہئے کہ توجہ واسطے حصول جذب بجانب فوق کے صرف کرے جب طالب کے قلب میں فوق کی جانب جذب پیدا ہو جائے اور انوار ظاہر ہوں تو یہ علامت اس کی ہے کہ قلب اپنی اصل کی جانب متوجہ ہے جو کہ فوق العرش ہے۔ فوق کی سمت اس لئے تحریر میں آتی ہے کہ خیال بجانب فوق ہوتا ہے ورنہ مطلوب و مقصود جوانب و جہات سے پاک اور مبرا ہے واضح ہو کہ خاطر قلبی کے کم ہونے یا بالکل زائل ہونے کو جمعیت کہتے

Marfat.com

ہیں۔ نصف سافل (زیریں) دائرہ امکان تحت الثریٰ سے عرش تک ہے۔ اور نصف عالی فوق العرش ہے اول سیر لطیفہ قلب کے نصف سافل میں ہوتی ہے۔ مشاہدہ انوار بیرون باطن، کشف عالم ارواح، کشف عالم مثال، کشف کونی یعنی عالم اجسام وغیر اجسام، کشف عالم ملکوت یعنی عالم ملائیکہ وارواح بہشت اور ساتوں آسمانوں کا کشف اسی نصف دائرہ زیریں میں ہوتے ہیں۔ اور اسی کو سیر آفاقی کہتے ہیں یعنی تحت الثری سے عرش مجید تک جو منکشف ہو وہ داخل سیر آفاقی ہے۔

انوار واسرار کا سالک کے باطن میں منکشف ہونا، حصول نسبت کمال جمعیت، کثرت واردات قلب، جذب لطائف عالم امر اور ان کا عروج بجانب اصول خود یہ سب کچھ دائرہ امکان کے نصف دائرہ عالیہ کے حالات ہیں اور اسی کو سیر الفنا کہتے ہیں۔ صاحب کشف سالک تمام حالات اپنے کشف سے دریافت کرے گا۔ لیکن رزق حلال کے مفقود ہونے کی وجہ سے اس دور میں طالبوں میں کشف عیانی ہونے کی خصوصیات ناپید ہیں۔ اکثر اصحاب کشف وجدانی ہوتے ہیں۔ صاحب کشف عیانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنا حالات کا تغیر و تبدیل اور واردات عیاناً دیکھتا ہے۔ صاحب وجدان اگرچہ عیاناً نہیں دیکھتا مگر ادراک سے معلوم کرتا ہے جس طرح کہ ہوا نظر نہیں آتی مگر ادراک سے محسوس ہوتی ہے۔

ولایت صغریٰ: اس کے بعد ولایت صغرا کے دائرہ میں مراقبہ کیا جاتا ہے اس مراقبہ میں آیت مبارکہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے) کے مفہوم اور معانی کے مطابق خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت میرے ساتھ ہے بلکہ کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے اس مقام میں

لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ کا زبانی ذکر اس طرح کہ سالک کی توجہ قلب کی طرف ہو اور قلب کی توجہ اللہ کی طرف معنی کی رعایت کے ساتھ بہت فائدہ دیتا ہے اس مراقبہ میں فیض لطیفہ قلب پر وارد ہوتا ہے۔ دائرہ لایت صغرا دوسرا دائرہ ہے اور اسکو دائرہ ظِل اسماء صفات بھی کہتے ہیں اور دائرہ معیت بھی اس میں تجلیات افعالیہ الٰہیہ میں سیر ہوتی ہے اس مرتبہ توحید وجودی،

Marfat.com

ذوق و شوق، رونا دھونا، معرفت ذات حق میں استغراق و محویت اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ۔ ماسوا کے خیال کا مٹ جانا حاصل ہوتا ہے اور اسی کو فنائے قلبی کہا جاتا ہے۔

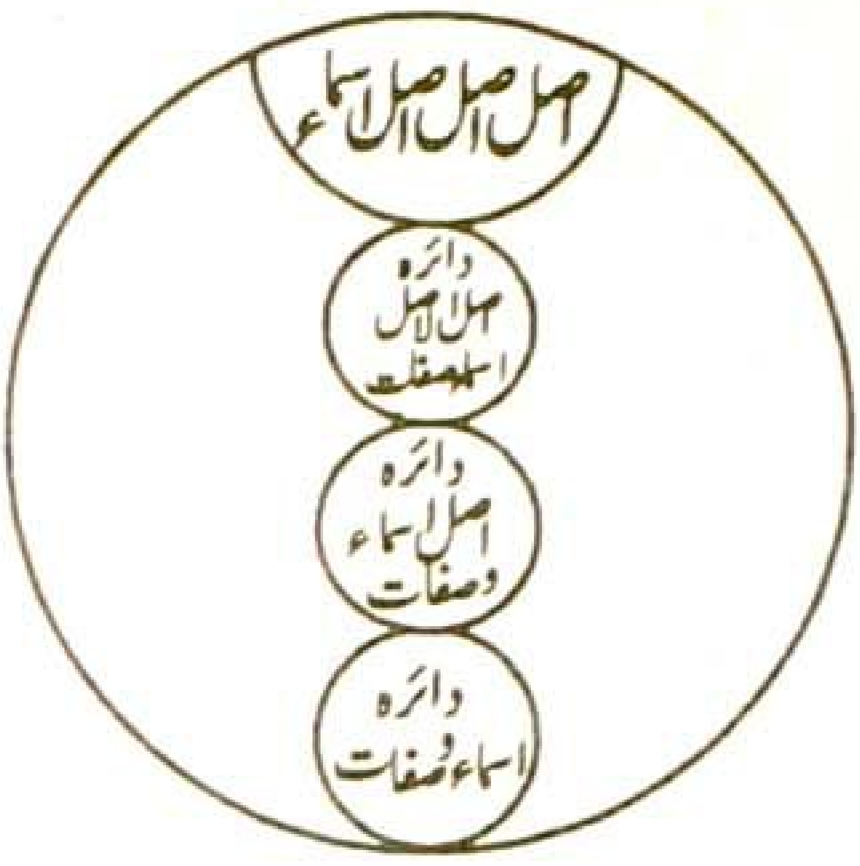

ولایت کبریٰ: جب سالک کی توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کرے اور نفس کا تزکیہ ہو جائے جس کی جگہ مرکز پیشانی ہے تو ولایت کبریٰ جو کہ ولایت انبیاء ہے شروع ہو جاتی ہے یہ ولایت تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے۔

پہلے دائرہ میں نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد(1) کے مفہوم کا مراقبہ ہے جس کی نیت اس طرح کرے کہ اس ذات سے جو میری شاہ رگ سے بھی زیادہ میری جان کے قریب ہے مجھ پر فیض آرہا ہے۔ فیض کا منشاء دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ ہے۔ لطیفہ نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ پر اس مرتبہ میں لا الہ الا اللہ کا ذکر زبان اور خیال سے (ان کے شرائط کے ساتھ) ترقی بخشتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ، خطرات و وساوس کا ازالہ، عروج و نزول اور قلب کی خاص کیفیات اس مقام کا نقد سرمایہ ہیں۔ آہستہ آہستہ تمام بدن پر انجذابی کیفیت بے رنگ اور بے مزہ ہوتی ہے۔ لطیفہ نفس میں اس مرتبہ کی نسبت جب وہ قوی ہو جاتی ہے تو قلب فراموش ہو جاتا ہے۔

دوسرے دائرے میں آیت مبارکہ یُحِبُّهُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَهٗ (2) کے معنی کو ملحوظ رکھ کر مراقبہ محبت کرے اس تصور سے کہ اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آرہا ہے منشاء فیض ولایت کبریٰ کا دائرہ ثانیہ ہے۔ جو کہ دائرہ اولیٰ کی اصل ہے۔ مورد فیض صرف لطیفہ نفس ہے۔

تیسرے دائرہ میں بھی آیت یُحِبُّهُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَهٗ کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آرہا ہے منشائے فیض ولایت کبریٰ کا دائرہ ثالثہ ہے جو ایثار علم کی ولایت اور دائرہ ثانیہ کی

1۔ ہم اس کی شاہ رگ سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔

2۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

Marfat.com

اصل ہے۔

قوس میں بھی آیت کریمہ مذکورہ بالا کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آرہا ہے فیض کا منشاء ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ تیسرے دائرہ کی اصل ہے۔ یہ تین اصول ذات حق سبحانہ تعالیٰ کے اعتبارات ہیں جو کہ صفات وشیونات کے مبادی ہیں۔

ولایت کبریٰ کے مقام بلند میں سالک کو مندرجہ ذیل امور حاصل ہوتے ہیں۔ سینہ کھل جاتا ہے، صبر و شکر کا مقام نصیب ہوتا ہے، اور قضاو قدر کے حکم پر چون وچرا ختم ہو جاتی ہے۔ احکام شرعیہ کے قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ جن چیزوں میں دلیل کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ سب بدیہی بن جاتی ہیں۔ ہر قسم کے شورش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں نفس مطمئنہ اور توحید شہودی جلوہ گر ہوتی ہے۔

جب اس مقام کے فیوض سالک کے لطیفہ نفس پر وارد ہوتے ہیں تو سالک اپنا وجود ایسے محسوس کرتا ہے جیسے کہ نمک پانی میں اور برف آفتاب کے سامنے پگھل رہی ہو اور گداختہ اور مضمحل ہو کر نام و نشان اس کا باقی نہیں رہتا۔ اس مقام پر ذکر تہلیل و نفی اثبات بشرائط ترقی بخش ہے۔

ولایت علیا

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس فقیر کی سیر یہاں تک ہو چکی تو وہم وخیال میں آیا کہ شاید سب کام ختم ہو چکا ہے۔ اتنے میں آواز آئی کہ یہ سب کچھ ابھی اسم ظاہر کی تفصیل تھی جو کہ پرواز کیلئے ایک بازو ہے اور اسم باطن جو کہ عالم قدس کی طرف پرواز کیلئے دوسرا بازو ہے ابھی درپیش ہے۔ اور جب تو اس کو بھی مفصل طور پر سرانجام کرے گا تو پرواز کیلئے دو بازو تجھے حاصل ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسم باطن کی سیر بھی انجام پا چکی ہے تو دو بازو میسر آگئے۔

دائرہ ولایت علیا

ولایت کبریٰ کے بعد ولایت علیا یعنی ولایت ملائکہ کرام شروع ہوتی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے قبل طریقہ

Marfat.com

نقشبندیہ کا سلوک دائرہ اسماء وصفات یعنی ولایت کبریٰ (جو کہ ولایت انبیاء علیہم السلام ہے) تک تھا۔ اس جگہ یعنی ولایت علیا سے تا انتہا سیر و سلوک کے وہ مقامات شروع ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت امام ربانی" پر منکشف فرمائے ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اسم الباطن کی سیر جس کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ کرام بھی کہا جاتا ہے اس ولایت میں سوائے عنصر خاک کے دیگر عناصر ثلاثہ (یعنی آگ پانی ہوا) سے واسطہ پڑتا ہے۔ مراقبہ میں ذات باری جو کہ اسم الباطن کا مسمی ہے کو ملحوظ رکھے۔ فیض کا منشا دائرہ ولایت علیا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اور نفل نماز بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ اس مراقبہ میں توجہ۔ حضور اور عناصر ثلاثہ میں عروج و نزول حاصل ہوتا ہے۔ اس دائرہ میں باطن کے اندر عجیب وسعت اور فرشتوں کی دنیا یعنی ملائکہ کرام کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اہل کشف روایت ملائکہ کرام سے مشرف بھی ہوتے ہیں۔ اور پوشیدہ راز منکشف ہوتے ہیں۔

ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم ھو الظاہر میں اور ولایت علیا کی سیر ھو الباطن میں ہے ان دونوں اسماء کی سیر میں یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں تجلی صفاتی بلا ملاحظہ ذات تعالیٰ و تقدس میں واقع ہوتی ہے۔ اور اسم الباطن کی سیر میں اگرچہ تجلی اسماء صفات ہے لیکن تجلی ذاتی بھی پردہ ہائے صفات میں ملحوظ ہوتی ہے۔ ولایت علیا مقامات کا چوتھا دائرہ ہے۔

اہل ذوق اور عاشقان حق کیلئے منزل یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے شوق کی آتش کو مزید بھڑکاتی ہے کہ۔

ہر ایک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

جلوہ ہائے حقیقت کا متلاشی قدم بہ قدم آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کا عشق مرکب راہ کیلئے مہمیز کا کام کرتا ہے۔ اور سالک سے مخاطب ہو کر کہتا ہے

Marfat.com

تو اے اسیر مکاں! لا مکاں سے دور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دور نہیں

کمالات نبوت، رسالت، اولوالعزم نبوت

مراقبات:۔ مراقبات کمالات نبوت کے تین درجات ہیں۔ ۱. کمالات نبوت ۲. کمالات رسالت ۳. کمالات اولوالعزم انبیاء

دائرہ کمالات نبوت

مراقبہ کمالات نبوت: جب سالک اسم الظاہر اور اسم الباطن کی سیر مکمل کر لیتا ہے تو اس کو مقصود کے حصول کیلئے یعنی ذات بحت کی طرف سیر کیلئے دو بازو میسر آ گئے۔ ولایت علیا طے کرنے کے بعد اگر فضل الٰہی شامل ہو تو اس کو سب سے پہلے کمالات نبوت میں سیر واقع ہو گی۔ کمالات نبوت کا مطلب تجلی ذاتی دائمی بے پردہ اسماء و صفات ہے اس جگہ ذات حق تعالیٰ جو کہ کمالات نبوت کا منشا ہے کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور مورد فیض لطیفہ خاک ہے۔ اس مراقبہ کی نیت اسطرح کرتے ہیں۔

بے چون ذات حق تعالیٰ سے جو کہ کمالات نبوت کی منشاء ہے میرے عنصر خاک میں فیض آ رہا ہے۔

یہ ایک عجیب مقام ہے جس کے ایک نقطہ کا طے کرنا ولایت صغریٰ کبریٰ و علیا کے تمام مقامات طے کرنے سے بہتر ہے۔ یہ مقامات کا پانچواں دائرہ ہے۔ اس میں حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے۔ نگرانی، شورش طلب، بے تابی شوق سب کے سب یہاں زائل ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ ولایات ثلاثہ اور تجلیات و شیونات واعتبارات اس مقام کے مقابلے میں ظل کی مانند ہیں۔ اس دائرہ میں سالک پر حروف مقطعات اور متشابہات کے اسرار و رموز منکشف ہو جاتے ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے۔

اسی دائرہ میں تلاوت قرآن مجید باترتیل وادائے نماز بآداب، اذکار ثابتہ شغل حدیث و اتباع سنت رسول اللہ کریم ﷺ سے قوت اور تنویر پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

مراقبہ کمالات رسالت: تجلی دائمی کے تین درجات میں سے دوسرا درجہ کمالات رسالت کا ہے۔ اس درجے میں کمالات رسالت کا مراقبہ کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ :اس ذات حق تعالیٰ سے جو کہ کمالات رسالت کا منشاء ہے سالک کی ہئیت وحدانی (1) پر فیض آرہا ہے۔ سابقہ مقام کی نسبت اسی مقام میں وسعت، درود انوار اور بیرنگی زیادہ نظر آتی ہے۔ اسی طرح لطائف عشرہ سالک کے اس مقام میں اور فوقانی مقامات میں زیادہ عروج حاصل کر لیتے ہیں عبادات مذکورہ بالا ہی سے یہاں بھی ترقی ہوتی ہے۔

درجہ دائرہ کمالات اولوالعزم نبوت: اس کے بعد تیسرا درجہ دائرہ کمالات اولوالعزم انبیاء شروع ہوتا ہے یہ مقام اولوالعزم انبیاء کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے اس مقام میں مراقبہ کی نیت اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات پاک جو کہ اولوالعزم انبیاء کے کمالات کی منشاء ہے سے اس کا فیض میری ہیئت وحدانی پر آرہا ہے۔ اس درجہ میں

ورود تجلیات ذاتیہ اور انوار لامتناہیہ سے سالک کا باطن معمور ہو جاتا ہے۔ اور باطن میں اس قدر وسعت پیدا ہوتی ہے کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ تلاوت قرآن کریم و نماز بہ قیام طویل اس مقام میں باعث ترقی ہے۔

اس مقام سے آگے دو راستے ہیں۔ ایک بجانب حقائق الٰہیہ اور دوسرا بجانب حقائق انبیاء علیہم السلام۔ شیخ و مرشد کو اختیار ہے کہ جس راستے سے چاہے طالب کو آگے چلائے۔ حقائق الٰہیہ کا راستہ حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ سے عبارت ہے اور حقائق انبیاء علیہم السلام کا راستہ حقیقت ابراہیمی علیہ السلام حقیقت موسوی، حقیقت محمدی ﷺ اور

1۔ ہیئت وحدانی وہ کیفیت ہے جو کہ عالم امر اور خلق کے دسوں لطیفوں کے تزکیہ اور تصفیہ کے بعد مجموعی حیثیت میں میسر آتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی طبیب حاذق مختلف خاصیتوں کی چند ادویات کو کوٹ چھان کر شہد وغیرہ کے قوام میں ایک خاص معجون تیار کرے۔ اسی طرح لطائف عشرہ تصفیہ اور تزکیہ کے بعد ایک نئی ہیئت میں اعلیٰ مقامات میں ترقی پاتے ہیں اس کو ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔

Marfat.com

حقیقت احمدی ﷺ پر مشتمل ہے۔

مراقبات حقائق الٰہیہ

مراقبہ حقیقت کعبہ: حقائق الٰہیہ کی راہ کے سالک کیلئے سب سے پہلے حقیقت کعبہ کا مراقبہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کی نیت اسی طرح کرے کہ اس ذات واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقت کعبہ ربانی کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ یہ مقام سرا وقات عظمت و کبریائی ذات الٰہیہ ہے۔ اس کی عظمت و کبریائی سالک پر مشہود ہو جاتی ہے اور سالک کے باطن پر ہیبت غالب آجاتی ہے جب سالک اس مرتبہ میں فنا اور بقا حاصل کر لیتا ہے تو وہ خود کو بھی اسی صفت سے متصف سمجھتا ہے یعنی ممکنات کی توجہ اپنی طرف پاتا ہے۔ اس مرتبہ کے بعد حقیقت قرآن میں مراقبہ کرے۔

مراقبہ حقیقت قرآن: حقیقت کعبہ کے مراقبہ کے بعد حقیقت قرآن کا مراقبہ کرے۔ اس مراقبہ کی نیت اس طرح کرے کہ اس ذات بے چون حق تعالیٰ سے جو نہایت وسعت والی ہے اور جو منشاء حقیقت قرآن مجید ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اس مقام پر کلام الٰہی کے باطنی اسرار منکشف ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے۔ جس سے گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم رکھتی ہے۔ قاری کا تمام قالب زبان میں معلوم ہوتا ہے اور سالک کے باطن میں ایک ثقل سا محسوس ہوتا ہے جو کہ قرآن مجید کے انوار ظاہر ہونے کی علامت ہے آیت مبارکہ اِنَّا سَنُلْقِی عَلَیْكَ قَوْلاً ثَقِیلاً(1) میں گویا اسی ثقل سے مراد ہے۔

1۔ بے شک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری بوجھ ڈالیں گے۔

Marfat.com

مراقبہ حقیقت صلوٰۃ: سابقہ دونوں مقامات یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن سے بھی بلند مقام حقیقت صلوٰۃ کا ہے۔ اس مراقبہ کی نیت سالک اس طرح کرے کہ اس بے مثل کمال وسعت والی بے چون ذات سے جو کہ حقیقت صلوٰۃ کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اس مقام کے علو اور بلندی کے بارے میں لب کشائی مشکل ہے۔ کیونکہ حقیقت قرآن بھی اس کا ایک حصہ ہے اور حقیقت کعبہ بھی اس کا ایک حصہ ہے۔ جس سالک کو یہ حقیقت میسر آجائے تو وہ ادائیگی نماز کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر جاتا ہے اور دار آخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔

دائرہ
حقیقت صلوٰۃ

حدیث مبارکہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ (1) اس مقام کو پوری طرح آشکار کرتی ہے۔ اسی حالت کے بارے میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ (2) نیز آپ نے ارشاد فرمایا اَقْرَبُ مَایَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلٰوۃِ (3) دلوں کو سکون پہنچانے والی نماز ہے اَرِحْنِیْ یا بلال (4) اس کی طرف اشارہ ہے اور قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوۃِ (5) بھی اس کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جم غفیر اپنے اضطراب کی تسکین و علاج راگ اور نغموں کے پردے میں دیکھتے ہیں۔ اگر نماز کے کمالات کا ایک شمہ بھی ان پر ظاہر ہو جاتا ہے تو کبھی نغمہ و سرور کا دم نہ بھرتے۔

مراقبہ معبودیت صرفہ: حقیقت صلوٰۃ کے اوپر معبودیت صرفہ کا مرتبہ ہے۔ جو کہ سب کی اصل اور سب کی جائے پناہ ہے۔ اس کے مراقبہ میں نیت اس طرح کرتے ہیں: حق تعالی کی ذات بے چون جو کہ منشاء

دائرہ
معبودیت صرفہ

1۔ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔

2۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

3۔ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب نماز میں ہوتا ہے۔

4۔ اے بلال مجھے نماز کے ذریعے راحت پہنچا۔

5۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

Marfat.com

معبودیت صرف ہے سے میری ہیئت وحدانی میں فیض آرہا ہے۔ اس جگہ وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے اور امتیاز بھی راہ میں رہ جاتا ہے۔ سیر قدمی ختم ہو جاتی ہے لیکن الحمد اللہ سیر نظری کو اس مقام میں جائز رکھا ہے۔ عارف کی استعداد کے مطابق نظر کی اجازت ہے یعنی پرواز سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ سیر نظری سے یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے۔ کیونکہ نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے۔

اس مرتبہ میں مراقبہ ذات محض جو معبودیت صرفہ کا منشا ہے کرتے یں۔ قفِ یا محمد میں اشارہ شاید اس کوتاہی قدم کی طرف ہو یعنی محمد ﷺ توقف فرمایئے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الاّ اللہ کی حقیقت اس مقام پر منکشف ہوتی ہے۔ ماسویٰ اللہ کی عبادت کی اس جگہ نفی متصور ہوتی ہے۔ اور اس بات کا یقین کامل کہ معبود حقیقی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اس مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اور سرّ کلمہ لاَ مَعبُودَ اِلاَّ اللہ کا یہاں ظہور ہوتا ہے۔ اس مقام پر نظر اور تیز بصری میں ترقی نماز کی عبادت پر منحصر ہے۔

حقائق الٰہیہ کی سیر یہاں پر ختم ہو جاتی ہے۔

مراقبات حقائق انبیاء علیہم السلام

مراقبہ حقیقت ابرٰہیمی: حقائق انبیاء علیہم السلام کے مراقبات میں سب سے پہلے حقیقت ابراہیمی میں مراقبہ کیا جاتا ہے۔ اس مراقبے کی نیت اس طرح کرتے ہیں کہ "اس ذات پاک سے جو کہ حقیقت ابراہیمی کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی میں فیض آرہا ہے یہ مقام خلت ہے جو کہ نہایت برکتوں والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں۔ اور حبیب خدا سید الابرار ﷺ کو بھی جب آیت کریم اِتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفاً (1) کے مطابق ملت ابراہیمی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ اس لئے حضور نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم کے درود

دائرہ
معبودیت صرفہ

1۔ آپ ملت ابراہیمی کی اتباع کریں (جو کہ سب سے کٹ کر صرف اللہ کے ہونے والے ہیں)

Marfat.com

سے تشبیہہ فرمائی اور اپنی امت کو بھی درود ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔

اس مقام پر درود ابراہیمی (1) پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ اور سالک کو حق سبحانہ کے ساتھ ایک خاص انس پیدا ہو جاتا ہے اور محبوبیت صفاتی جلوہ گر ہوتی ہے اور تمام خلق سے اس قدر بے التفاتی ہو جاتی ہے کہ کسی کے توسط اور نصرت پر راضی نہیں ہوتا۔

مراقبہ حقیقت موسویٰ: مراقبہ حقیقت ابراہیمی کے بعد حقیقت موسویٰ میں سیر ہوتی ہے۔ اس مراقبہ کی نیت اس طرح کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی ذات بے چون سے جو کہ اپنی ذات کی محب اور حقیقت موسوی کی منشا ہے سے میرے ہیئت وحدانی میں فیض آرہا ہے۔ اس مقام میں ایک عجیب کیفیت پوری قوت سے ظاہر ہوتی ہے اور محبت ذاتی کا ظہور استغنا اور بے نیازی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بعض مواقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بعض بے تکلفی کے کلمات زبان سے ادا ہوئے۔ اس مقام پر ذوق و شوق بھی فزوں تر ہوتا ہے۔ جس سے مغلوب ہو کر حضرت موسیٰ پکار اٹھے رَبِّ اَرِنِي (اے رب میں تیری زیارت کرنا چاہتا ہوں)

دائرہ
حقیقت موسوی

اس مقام پر دورد شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِكَ مُوْسٰی تقریباً تین ہزار کی تعداد میں روزانہ پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ: حقیقت ابراہیمی اور حقیقت موسوی کے مراقبوں کے بعد ان مقامات سے بلند تر مرتبہ حقیقت الحقائق ہے جس کو حقیقت محمدیہ ﷺ کہا جاتا ہے۔ اس مقام کے مراقبہ کی نیت اس طرح کی جاتی ہے "حق تعالیٰ کی ذات بے چوں سے جو کہ اپنی ذات کی محب اور محبوب بھی ہے اور حقیقت محمدی کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض رساں ہے۔ اس مقام مقدس میں ایک

دائرہ
حقیقت محمدی

1۔ درود ابراہیمی کم از کم تین ہزار بار روزانہ

Marfat.com

مخصوص انداز میں فنا اور بقا حاصل ہوتی ہے۔ اور حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک خصوصی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر حال میں آپ کی اتباع ہی نصب العین بن جاتا ہے۔ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہاں ظاہر ہوتے ہیں جس میں آپ نے فرمایا تھا "خدا را ازاں می پرستم کہ رب محمد است"

اس مقام پر مندرجہ ذیل درود پاک پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰوتِكَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِكَ وَ بَارِكْ وَسَلِّم

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ دو ناموں کے ساتھ موسوم ہیں۔ آپ کے دونوں اسمائے مبارکہ قرآن پاک میں ذکر کیے گئے ہیں۔ محمد رسول الله اور اسمه احمد اور ان دونوں مبارک ناموں کی ولایت علیحدہ علیحدہ ہے۔ ولایت محمدی اگرچہ حضور ﷺ کے مقام محبوبیت ہی سے پیدا ہوئی ہے مگر اس کی آپ کی محبوبیت، محض محبوبیت نہیں ہے محبت سے بھی تعلق ہے اگرچہ یہ تعلق اصالتاً ثابت نہ ہو لیکن محبوبیت محضہ کو مانع ہے۔

اور ولایت احمدی نری محبوبیت ہے کہ اس میں محبت کا شائبہ تک نہیں ہے اور یہ ولایت پہلی ولایت سے مطلوب ہے نزدیکی کے اعتبار سے ایک مرحلہ آگے ہے۔ اور محب کیلئے مرغوب تر ہے۔ کیونکہ محبوب اگرچہ محبوبیت کا نام رکھتا ہے اور استغفار اور بے نیازی اس کی کامل تر ہوتی ہے۔ محب کی نظر میں زیادہ زیبا اور زیادہ رعنا ہوتا ہے اور اکثر محب کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسے فریفتہ بناتا ہے۔ یہ تو تھی اسم مبارک احمد کی تمہید جو کہ ضمناً بیان ہوئی حقیقت محمدی سے اگلا مقام حقیقت احمدی ہے۔

مراقبہ حقیقت احمدی: حقیقت محمدی کے بعد سالک کی ترقی حقیقت احمدی میں ہوتی ہے اس مقام پر مراقبہ کی نیت اس طرح کرے کہ "وہ

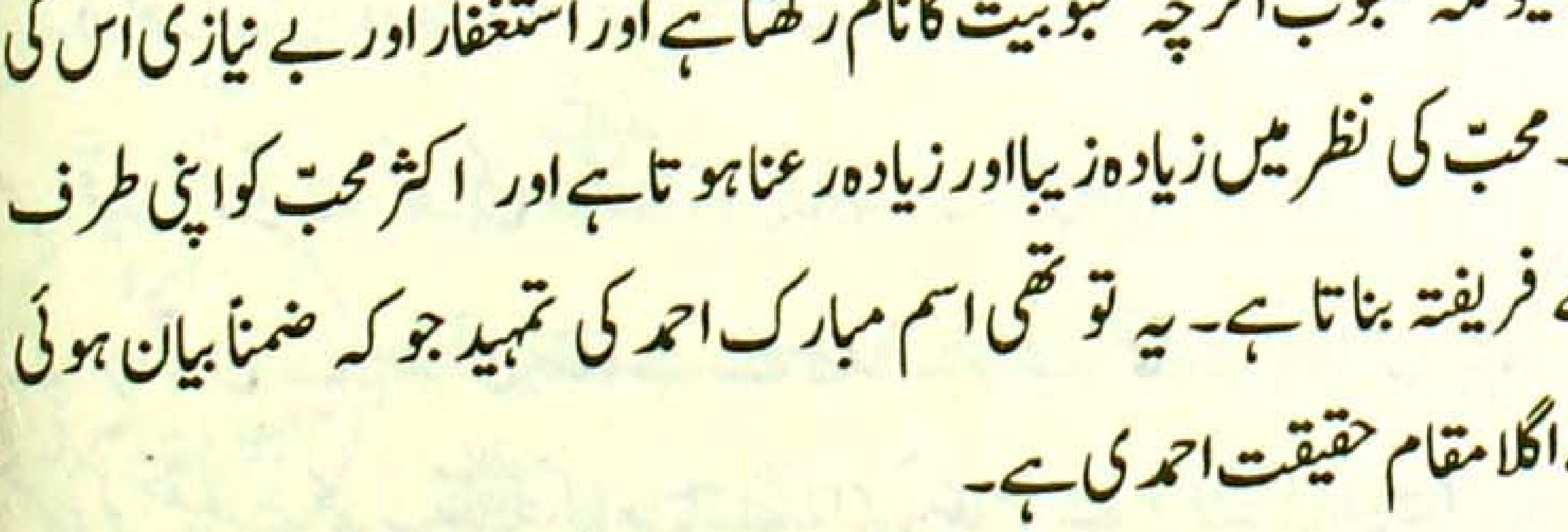

Marfat.com

ذات جو حقیقت احمدی کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض رساں ہے اس رفیع الشان مقام پر سابقہ نسبت غلبہ انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور عجیب وہ غریب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان اور تحریر میں آنی مشکل ہے۔ محبوبیت ذاتی اس مقام پر منکشف ہوتی ہے۔ محبوبیت ذاتی کا مقصد یہ ہے کہ صفات سے قطع نظر محض ذات سے محبت کی جائے۔ محبوبیت صفاتی میں محبوب کی چند صفات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے لیکن یہ امر ذوقی ہے جب تک ذوق نہ ہو یہ منزل حاصل نہیں ہوتی۔

اس مرتبہ میں درود شریف وہی ترقی میں معاون ہوتا ہے جس کا ذکر مراقبہ محمدی میں کیا گیا ہے۔

مراقبہ حب صرفہ: اس کے بعد حب صرفہ ہے۔ نیت اس کی اس طرح کرے کہ حق تعالیٰ کی اسی ذات پاک سے جو کہ حب صرفہ کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اس مقام پر کمال علو اور باطن کی بیرنگی ظاہر ہوتی ہے۔ سب سے پہلی چیز جو گنجینہ مخفی سے ظہور پذیر ہوئی وہ یہی حب ہے۔ اور حب ہی منشاء مبدا خلق ہے۔ حدیث شریف میں ہے

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

یہ حدیث مبارک ہمارے اس مقصد پر نص قطعی ہے۔ ایک اور حدیث قدسی میں ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَ فْلَاكَ وَ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ

(یا محمد ﷺ) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

اس حدیث میں بھی محبوب خدا کی حب کی طرف اشارہ موجود ہے یہ مقام جناب سید المرسلین ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کا تعلق یہاں موجود

Marfat.com

نہیں ہے۔

مراقبہ لاتعین: اگلا مقام مرتبہ لاتعین ہے۔اس جگہ مراقبہ کی نیت اس طرح کرتے ہیں۔ میری ہیئت وحدانی پر اس ذات پاک سے فیض آرہا ہے جو تعینات سے مبرا ہے اس مقام پر سیر قدمی کی گنجائش نہیں ہے۔

البتہ سیر نظری کو اس جگہ جائز رکھا ہے اور چونکہ ذات حق تعالیٰ کی کوئی انتہا نہیں اس لئے نظر عاجز، حیران اور سرگرداں ہے۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین تو ز تنگئ داماں گلہ دارد

یہ مقام بھی حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

شیون اور صفات میں فرق

شیونات الٰہی حق تعالیٰ جل شانہ کی ذات کی فرع ہیں اور حق تعالیٰ کی صفات ان شیونات پر ہی متفرع ہیں۔ اور اسماء جیسے خالق اور رازق (وغیرہ) وہ صفات پر متفرع ہیں۔ اور افعال ان صفات پر متفرع ہیں اور تمام موجودات افعال کے نتائج ہیں۔ اور افعال ہی پر متفرع ہیں واللّٰہُ سُبحَانَہٗ وَتعالٰی اَعلَمُ لہٰذا معلوم ہو گیا کہ شیون اور چیز ہیں اور صفات اور چیز اور شیون خارج میں عین ذات ہیں اور صفات خارج میں ذات پر زائد ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۹ سلوک اِلیٰ اللہ میں سیر کی حقیقت

سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عنِ اللہ باللہ

سلوک الی اللہ یعنی حق سبحانہٗ وتعالیٰ تک رسائی کیلئے جب سالک اللہ تبارک وتعالیٰ کے اوامر ونواہی کی پابندی صوم وصلوٰۃ کی ادائیگی۔ اذکار ومشاغل اور مراقبات سے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیتا ہے تو اس کی روحانی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کو روحانی پرواز کی طاقت میسر آجاتی ہے اور وہ ذات باری کی طرف روحانی پرواز کرنے لگتا ہے اور دی ہوئی شکل کے مطابق مقام ب سے پرواز کر کے مقام الف کی طرف جاتا ہے تو اس سفر کو سیر الی اللہ یا عروجی سفر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس سیر کے دوران صوفی کا تعلق مخلوق سے بالکل منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس کی کامل توجہ اللہ ہی کی طرف ہو جاتی ہے۔ جذب واستغراق اور قطع ماسوٰی سے

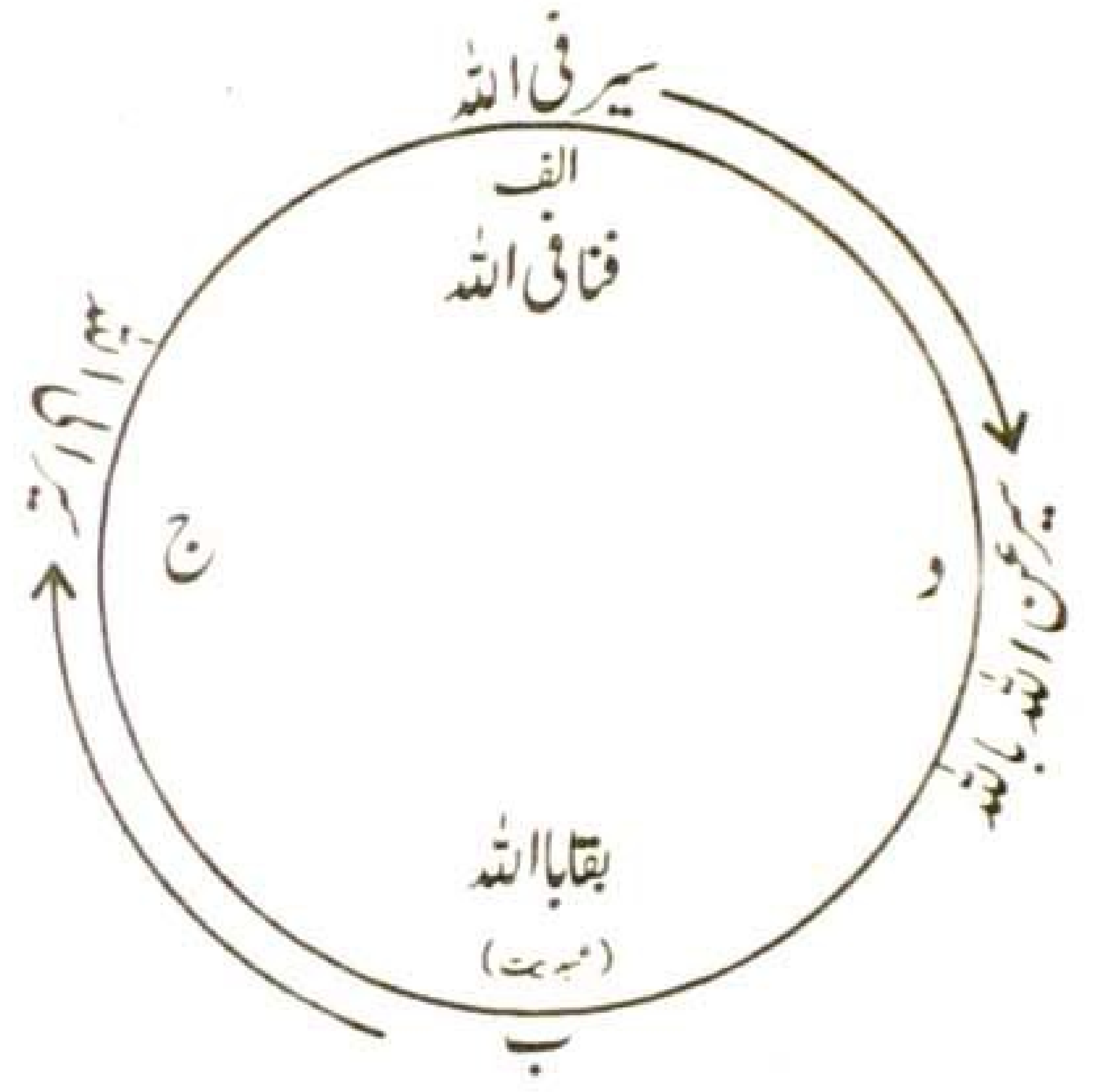

اسے مقام الف تک رسائی اور فنافی اللہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر وہ ذات باری میں پرواز کرتا ہے جسے سیر فی اللہ کہا جاتا ہے۔ سیر فی اللہ کو ہی مقام وصول کہا جاتا ہے۔ سیر الی اللہ میں عاشق کی سیر بجانب معشوق ہوتی ہے اور سیر فی اللہ میں معشوق کی عاشق کی طرف سیر ہوتی ہے یہ اوصاف صفات بشریت کے فنا ہونے اور بے اختیاری سے میسر آتے ہیں۔ اب چونکہ ذات باری کی کوئی انتہا نہیں اس لئے سالک کی پرواز کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اگر وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس سفر کو جاری رکھے تب بھی یہ سیر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی فنافی

Marfat.com

اللہ کے اس مقام پر مقیم ہو جانا مطلوب نہیں بلکہ تَخَلَّقُوْ ا بِاَ خُلاَقِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ) اور حدیث قدسی بِیْ یَسْمَعُ اور بِیْ یَبْصُرُ کے مطابق سالک جب حق تعالیٰ کی صفات سے متصف ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی سماعت سے سنتا اور اس کی بصارت سے دیکھتا ہے تو وہ خلیفۃ اللہ فی الارض کی اہلیت کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور مقام فنا سے نقطہ د کے ذریعہ واپس مقام عبدیت یا ممکنات کی طرف لوٹتا ہے تو اس سیر کو عن اللہ باللہ کہتے ہیں۔ نیز اسے نزولی سفر بھی کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر واپس لوٹ کر سالک منصب خلافت پر متمکن ہو کر دعوت الی اللہ کا فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ اس لئے مخلوق کی طرف توجہ کرتا ہے بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ وہ اللہ سے کٹ کر مخلوق کی طرف متوجہ ہو گیا ہے مگر حقیقت میں اس کا مکمل انقطاع اللہ سے نہیں ہوتا کیونکہ یہ انقطاع بھی اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے اور یہاں اتصال کا حکم رکھتا ہے اور حقیقت میں یہ وصل ہی ہوتا ہے بلکہ وصل کا اعلیٰ درجہ ہے۔ صوفی کی یہ حالت بڑی بے چینی اور اضطراب کی ہوتی ہے گویا وہ مرغ بسمل اور ماہی بے آب کی کیفیت میں ہوتا ہے۔

جس عارف کی استعداد زیادہ ہوتی ہے اس کا عروج بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس کا نزول بھی قوی ہوتا ہے اس کی تبلیغ وہدایات بھی ہمہ گیر اور عمومی ہوتی ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ سورۃ الم نشرح کی قرأت مقام نزول میں اور سورۃ اعلیٰ کی قرأت مقام عروج میں (حصول ترقی و مرتبہ کیلئے) قوی تاثیر رکھتی ہے۔

Marfat.com

باب ۲۰ اصطلاحاتِ نقشبندیہ

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد گیارہ کلمات پر رکھی گئی ہے جو اصطلاحی ہیں اور ان سے اشغال واعمال کی طرف اشارہ ہے وہ گیارہ کلمات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- ہوش دردم ۲- نظر برقدم ۳- سفر در وطن ۴- خلوت در انجمن

۵- یاد کرو ۶- بازگشت ۷- نگہداشت ۸- یادداشت

یہ آٹھ کلمات خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہیں اوران کے بعد تین اصطلاحات حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ سے مروی ہیں۔

۱. وقوف زمانی ۲. وقوف قلبی ۳. وقوف عددی

۱. ہوش دردم: اس سے مقصد یہ ہے کہ سالک ہر آن اپنے نفس کے بارے میں ہوشیار اور بیدار رہے کہ کہیں کوئی سانس غفلت اور معصیت میں تو نہیں گزرا۔ اس کا نفس ذاکر ہے یا غافل۔ اس میں اس حد تک پابندی کرے کہ دوام حضوری تک پہنچ جائے۔ یہ امر مبتدی کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ اگر کسی لحظہ غفلت کا پتہ چلے تو استغفار کرے اور آئندہ اس کو ترک کرنے کا قصد کرے۔ اسی عمل پر مداومت کرتے ہوئے دوام حضوری پر فائز ہو جائے۔ اس سلوک میں جب کچھ آگے قدم بڑھے تو وقفے وقفے سے یعنی کچھ دیر بعد اس کی خبر رکھے کہ غفلت تو نہیں آتی۔ یہ آخری طریقہ وقوف زمانی کہلاتا ہے۔ جس کو شاہ نقشبندؒ نے استخراج فرمایا۔ وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ بھی کہتے ہیں۔ ہوش دردم مبتدی کیلئے اور وقوف زمانی متوسط کیلئے موزوں ہے۔

۲. نظر برقدم: اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کو چاہئے کہ چلتے پھرتے اپنی نگاہ اپنے پاؤں

Marfat.com

پر رکھے اِدھر اُدھر نہ دیکھے کیونکہ نامحرم عورتوں کا دیکھنا دنیا کی رنگینیوں میں خیالات کا الجھنا خطرات سے خالی نہیں۔ نیز نگاہ نیچی رکھنا سنت ہے۔

وقت رفتن بر قدم باید نظر   ہست سنت حضرت خیر البشر

چلتے پھرتے وقت نگاہ اپنے قدموں پر رکھنی چاہئے۔ یہ خیر البشر آقائے دوجہان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ نگاہ (بد) ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے اس کو ایسا ایمان دونگا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا (طبرانی)

اس کے علاوہ یہ کہ اِدھر اُدھر دیکھنے سے خیالات منتشر ہوتے ہیں اور یکسوئی میسر نہیں آتی اور خدا کی یاد میں غفلت ہو جاتی ہے۔

نظر بر قدم سے ایک مراد یہ ہے کہ نیکی اور برائی کے قدموں پر نظر رکھے کہ کونسا قدم آگے ہے اگر برائی کا قدم آگے دیکھے تو اس کو پیچھے ہٹائے اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے چوتھے یہ کہ سالک اس امر پر نگاہ رکھے کہ اس کی ترقی کا قدم کس مقام پر ہے اور اس سے پانچویں مراد یہ بھی ہے کہ سالک اپنے حال پر غور کرے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے وہ کونسے نبی کے زیر قدم ہے (یہ پانچویں بات منتہیوں کیلئے مفید ہے) اس کا ذکر لطائف کے باب میں تفصیلاً درج ہے۔

۳. سفر در وطن: سفر در وطن سے مراد یہ ہے کہ سالک صفات بشریہ کو چھوڑ کر ملکوتی صفات کے حصول میں کوشاں رہے اور غیر اللہ کی محبت سے نجات حاصل کرتا رہے اور اگر کبھی حب ماسویٰ محسوس ہو تو فوری طور پر اس سے توبہ کرے اور کلمہ لا سے اس کی نفی کرے اور الا اللہ سے حب حق تعالیٰ کا اثبات کرے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا کا طالب بھی ہو اور دنیا کا خواہشمند بھی مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں   ایں خیال است و محال است وجنوں

تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی یہ محض خیال مشکل بات اور

Marfat.com

دیوانہ پن ہے۔

جس چیز کی محبت سوائے حق تعالیٰ کے ہے۔ یہی اس کا بت ہے اور جب تک دنیا کے علائق کا بت خانہ توڑ کر دل کو خانہ خدا نہ بنائے گا عند اللہ وہ بت پرست ہی کہلائے گا۔ بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

بت پرستی می کنی ہم بت گری　　شد دلت رشک بتانِ آذری

تو بت پرستی کرتا ہے اور بت بناتا بھی ہے۔ تیرا دل تو آذر کے بتوں کیلئے قابل رشک ہے۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "حدیث شریف میں ارشاد نبی اکرم ﷺ ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے۔ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے لہٰذا جس دل میں غیر اللہ کا خیال ہو وہ دل بھی نزول رحمت کے لائق نہیں ہوتا" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزا چکھا تو اس نے اس کو طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے وحشی کر دیا۔

نیز سالک اس تلاش میں رہے کہ آیا اس کا دل طلب جاہ و منصب حب مال جسد، بغض، کینہ، ریا اور خود پسندی و تکبر سے پاک ہے یا نہیں۔ جب تک یہ خصلتیں دل میں موجود ہونگی نور خدا کا گزر دل میں نہیں ہوگا۔

۴. **خلوت در انجمن:** اس سے مراد ہے کہ تمام حالات میں دل کو اللہ کے ساتھ مشغول رکھے یعنی کھانے، پینے، لکھنے پڑھنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے یعنی ہر حال میں اللہ کی طرف متوجہ رہے اس لئے حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (میرے بندے وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت میرے ذکر سے غافل نہیں کرتی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر در وطن میں خلوت در انجمن کا

Marfat.com

مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ خلوت در انجمن سے مراد یہ ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود رہے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کا خیال نہ ہو نیز اس کے لباس و وضع قطع سے بھی ایسا اظہار نہ ہو جس سے اس کی اندرونی کیفیت کے افشا ہونے کا امکان ہو۔ یعنی باطن میں تو وہ اللہ سے مشغول ہو اور ظاہر میں وہ خلق سے آشنا نظر آئے۔

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اندرونی طور پر اپنا تعلق اللہ سے قائم رکھو اور ظاہری طور پر بیگانگی کا اظہار کرو۔ اس طرح کا موزوں طریقہ کار دنیا میں بہت کم ہے۔

۵. یاد کرد: یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے وہ ذکر اسم ذات کا ہو یا نفی اثبات کا جو ذکر بھی اپنے شیخ و مرشد سے ملا ہو ذکر اس قدر کرے کہ حق تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اس لئے کہ ذکر یعنی یاد طَرْدُ الْغَفْلَةِ یعنی دفع غفلت کا نام ہے۔

۶. بازگشت: بازگشت سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین یا پانچ بار مناجات کرے مناجات کے الفاظ یہ ہیں:

"الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو۔ محبت و معرفت خود بدہ"

اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی۔ اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔"

بعض اکابرین کا ارشاد ہے کہ ذکر طاق کے بعد یہ دعا انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ سالک کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ اس دعا کو ترک کرے۔ ہم نے جو کچھ پایا اسی دعا کی برکت سے پایا کیونکہ اس سے اخلاص حاصل ہوتا ہے اور ذاکر کے دل میں اگر کوئی وسواس، رعونت یا عجب

Marfat.com

پیدا ہو جائے تو اس سے وہ رفع ہو جاتا ہے۔ اور اخلاص و محبت حاصل ہو جاتی ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ اس دعا کو پڑھنا شرط عظیم فرماتے تھے کہ طالب کو چاہئے کہ ہرگز اس سے غافل نہ رہے۔ کیونکہ یہ دعا ذات حق کے بہت قریب کر دیتی ہے۔

۷. **نگہداشت:** نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ ذاکر مختلف قسم کے وسوسوں فاسد خیالات کو جو کہ دل میں آئیں فوری طور پر انہیں دور کرے سالک کیلئے ضروری ہے کہ کسی خطرہ کے ظاہر ہونے کے ساتھ ہی اسے روک دے۔ جب وہ ظاہر ہو جائے گا تو دل اس کی طرف مائل ہو جائے گا۔ اور وہ نفس میں اثر کرے گا۔ پھر اس کا دور کرنا مشکل ہو جائے گا۔ نگہداشت دراصل تختۂ ذہن کو خطرات ووساوس سے خالی کرنے کا بلکہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یعنی دنیا کے خیالات کا عکس دل پر پڑے۔ اگر آئینہ دل خالی یا صاف نہیں ہے تو اس میں نور الٰہی کا ظہور کہاں ہو سکتا ہے۔

۸. **یادداشت:** یادداشت سے مراد یہ ہے کہ توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے چون وچگون کی طرف ہو جو الفاظ و تخیلات سے خالی ہو (یعنی صرف توجہ) اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا بالاستقامت حاصل نہیں ہوتا جب تک فنائے تام اور بقائے کامل حاصل نہ ہو جائے۔

یاد کرد اور نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے ذات باری تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے مگر یادداشت میں بغیر کوشش کے خود بخود قلب اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول و مخاطب رہتا ہے۔

۹. **وقوف زمانی:** وقوف زمانی کی شرح ہوش در دم میں آچکی ہے۔ ہوش در دم اور وقوف زمانی قریب قریب ایک ہی مقصد رکھتے ہیں۔

۱۰. **وقوف عددی:** وقوف عددی سے مراد یہ ہے کہ ذکر حق تعالیٰ کے دوران ذاکر طاق عدد یعنی وتر کی صورت میں ذکر کرے یعنی تین پانچ سات اور نو وغیرہ اس میں ذات

Marfat.com

باری کے ساتھ مناسبت ہے کیونکہ ارشاد ہے اَللّٰهُ وِتْرٌ وَيُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ ایک ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے۔)

۱۱. وقوف قلبی: وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن اور ہر لمحہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ ہو تاکہ ہر طرف سے توجہ ٹوٹ کر صرف معبود حق حضرت سبحانہ وتعالیٰ کی جانب مبذول ہو جائے اور کسی قسم کے خطرات اور وسوسے دل میں داخل نہ ہوں۔ خصوصاً ذکر کے وقت اس کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ اسی لئے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حبس دم اور رعایت عددی کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرماتے ہیں لیکن وقوف قلبی کو نہایت ضروری قرار دیا ہے کہ یہ رکن عظیم ہے اور طریقہ نقشبندی کا دار و مدار اسی پر ہے۔

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِك کُنْ کَاَنَّك طَائِرٌ
فَمِنْ ذَالِك الْاَ حْوَالِ فِیْك تُوَلَّدُ

اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا اور اسے سیہہ پس اس طریقہ سے جس طرح انڈے سے بچہ نکلتا ہے تیرے دل میں بھی نور خدا پیدا ہو گا۔

Marfat.com

اللہ کا مکمل طور پر نسیان حاصل ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی رؤیت اور عظمت الٰہی کا

کے لئے جلال، جمال بن جاتا ہے۔ اور جمال جلال بن جاتا ہے۔ خوف کی انتہائی صورت

کے اونٹ ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اور یہ شہود بقا باللہ میں جو بِیْ یَسْمَعُ اور بِیْ یَبْصُرُ کا مقام ہے حاصل ہو تا ہے۔ اور کبھی سالک کو فناءِ مطلق کے ساتھ متحقق ہونے کے بعد جو کہ ذات و صفات کی فنا ہے۔ حق تعالیٰ محض اپنی عنایت سے اپنے نزدیک سے ایک وجود عطا کرتا ہے اور سکر و حال اور بے خودی سے صحو و افاقت یعنی ہوشیاری میں لے آتا ہے۔ اور وجود کو وجود دہبی حقانی یعنی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا وجود کہتے ہیں۔

ہو رہتا ہے۔ تو رب کریم اس کے عشق کی لگن کے پیش نظر اپنے قرب کی منازل کا سفر آسان کر دیتا ہے۔ لیکن فنا سے پہلے وصول ممکن نہیں ہے۔

Marfat.com

باب ۲۱ دیگر اصطلاحات صوفیہ

فنا و بقا: فنا کی اصطلاح جو اہل اللہ کے ہاں متعارف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جسمانیت کے وجود سے فانی ہو جائے اور روحانیت کے وجود سے بھی پاک ہو جائے اور ماسوی اللہ کا مکمل طور پر نسیان حاصل ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی رؤیت اور عظمت الٰہی کا کشف دل پر وارد ہو جائے۔ اس حال کے غلبے دنیا و عقبیٰ کو فراموش کر دیں۔ احوال و مقامات اس کی نگاہ میں حقیر دکھائی دینے لگیں عقل و نفس سے فانی ہو جائے۔ حتیٰ کہ فنا سے بھی فانی ہو جائے گویا بندہ جب اپنے تمام اوصاف سے فانی ہو جاتا ہے تو وہ کامل بقا حاصل کر لیتا ہے۔ اور تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کے معنی میں اللہ تعالیٰ کی صفات سے متخلق ہو جاتا ہے پھر وہ اس کی سماعت سے سنتا اور اس کی بصارت سے دیکھتا ہے۔ اور بقا باللہ کے معنی یہی ہیں۔ یعنی وہ اپنی مراد سے فانی ہو جاتا ہے۔ تو مراد حق سے باقی رہتا ہے۔

اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی چیز آگ میں پڑے تو آگ کے غلبہ سے آگ ہی کی صفت اختیار کر لیتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب آگ کا غلبہ ایک چیز کے وصف کو تبدیل کر کے اپنے اوصاف میں ڈھال سکتا ہے تو جذبہ محبت تو آگ سے حد درجہ افضل ہے اور آگ کا تصرف تو ہیئت تبدیل کرنے میں ہوتا ہے۔ اور لوہے کی ذات میں اس کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور لوہا تو لوہا ہی رہتا ہے۔ اور اس کی اصلیت تبدیل نہیں ہوتی۔

فنا سے مراد یہ ہے کہ بشریت اور خلقیت کے تمام تقاضوں کو فنا کر دیا جائے اور پوری توجہ ان تقاضوں سے ہٹا کر صرف ذات باری تعالیٰ کو ہی مرکز توجہ بنایا جائے۔

لوگوں نے حضرت بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ فنا کتنی وجوہات

Marfat.com

سے حاصل ہوتی ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگرچہ بزرگوں نے بہت سی وجوہات بیان کی ہیں مگر عام طور پر ہم اسے دو وجوہ پر مشتمل رکھتے ہیں ایک ظلماتی (طبعی وجود سے فنا) دوسرے روحانی (نورانی وجود سے فنا) حدیث نبوی ﷺ میں بھی ان دو وجوہ کو بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّ لِلّٰہِ سَبۡعِیۡنَ اَلۡفَ حِجَابٌ مِنۡ نُوۡرٍ وَّ ظُلُمَۃٍ (اللہ تعالی کے ستر ہزار نورانی اور ظلماتی حجاب ہیں) ہمارے اکابر نے اسی حدیث کی روشنی میں فنا کی دو وجہیں بیان کی ہیں۔ کبھی کبھی حضرت نقشبند علیہ الرحمت سیر الی اللہ کے تمام حجابات کو ایک ہی حجاب قرار دیتے اور فرمایا کرتے۔

”تیرا حجاب تو تیرا وجود ہی ہے دَعۡ نَفۡسَكَ وَتَعَالَ (اپنے آپ کو ترک کر اور چلا آ)

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب اپنے آپ کو خدا کے پاس دیکھو تو یہ وفا ہے۔ اگر خدا کو اپنے پاس دیکھو تو یہ فنا ہے اور جب خدا ہی خدا کو دیکھو اور اپنا آپ نظر نہ آئے تو یہ بقا ہے۔

ہستی اپنی کو مٹا دے اگر کچھ مرتبہ چاہیئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
ہستی تری سے نہ اک تارِ مو رہے
میدان عشق میں تری تب آبرو رہے
کر صاف دل کو غیر سے اس کو وضو کہیں
پر شرط ہے یہ پیارے کہ ہر دم وضو رہے
چاہے نماز پڑھنی تو ہستی سے درگزر
ایسا گزر کہ ہستی کی باقی نہ بو رہے
لبریز جامِ بے خودی و محو ساقیا
ایسا پلا کہ باقی نہ کچھ ماو تو رہے

Marfat.com

اہل تلوین و اہل تمکین

اہل تلوین مقام طلب پر فائز بزرگوں کو کہا جاتا ہے۔اس مقام پر کئی حالتیں تبدیل ہوتی ہیں اور انسان مغلوب الحال ہو جاتا ہے۔

گہے گریاں گہے خنداں گہے حیراں گہے نالاں
بجز این شغل یک لحظہ نبودے روزگارِ من

ترجمہ: کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی حیرت میں گم اور کبھی نالہ و فریاد اس شغل کے سوا ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے کوئی اور کام نہیں ہوتا۔

زنان مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے دیدار کے وقت اہل تلوین میں سے تھیں جو مغلوب الحال ہو کر اپنے ہاتھ کاٹتی چلی گئیں اور ہوش و حواس کھو بیٹھیں۔ مگر زلیخا مقام تمکین پر فائز تھیں جو کہ مشاہدہ جمال کے باوجود ہوش و حواس میں رہیں اور مغلوب الحال نہ ہوئیں۔

اہل تلوین کا مرتبہ ندما کا سا ہوتا ہے کہ جب تک انہیں بے اختیار کر کے دربار سلطنت میں نہ لایا جائے باریابی نہیں پا سکتے۔ اہل تمکین کا مرتبہ وزرا کا سا ہوتا ہے کہ دربار سلطنت میں نائبین کی حیثیت رکھتے ہیں اور ملک کے تصرف میں با اختیار ہوتے ہیں۔ وہ جس وقت چاہتے ہیں اپنے اختیار سے ایک صفت سے دوسری صفت اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے باطنی احوال پر غالب رہتے ہیں۔

جلال و جمال

اہل تحقیق کا ارشاد ہے کہ سالک جب محبت ذاتی کی حقیقت کو پالیتا ہے تو جلال و جمال کے اوصاف کے ساتھ اس کی تربیت کی جاتی ہے۔ اور جلالی اور جمالی پرورش کے بعد اس کے لئے جلال جمال بن جاتا ہے۔ اور جمال جلال بن جاتا ہے۔ خوف کی انتہائی صورت امید کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور امید کی شدت میں خوف کی کیفیت رہتی ہے۔ اس وقت

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ کے جلال کی صفت کا اظہار ہوتا ہے تو جمال توجہ فرما ہوتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت بایزید قدس سرہ کی نگاہ جلال نے ابو تراب نخشبی قدس اللہ روحہ کے ایک مرید(1) کو دیکھا جو کہ تجلی ذات کی نسبت کا حامل تھا لیکن وہ صرف صفت جمال کا تربیت یافتہ تھا ایک نگاہ کی تاب نہ لاتے ہوئے جان کھو بیٹھا اگر وہ دونوں اوصاف جلالی و جمالی کا تربیت یافتہ ہوتا تو اس میں سلطان العارفین کی نگاہ کی کشش برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی۔

قبض وبسط

قبض اور بسط دو حالتوں کا نام ہے۔ اور ان کے احوال میں بندہ کی تکلیف ان سے گزرنے والی ہے۔ ان دونوں کے آنے اور جانے میں سالک کی کوشش کو کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ اللہ ہی کے اختیار میں ہے قبض کرنا اور بسط کرنا (تنگی اور فراخی) سلوک میں قبض سے مراد دلوں کی قبض سے ہے حالت حجاب میں اور بسط سے مراد ہے دلوں کی بسط حالت کشف میں یہ دونوں حالتیں بندہ کے لئے منجانب اللہ بے تکلف ہیں۔ قبض عارفوں کے لئے مریدوں کے معاملہ میں خوف کی مثل ہے۔ اور بسط اہل معرفت کے

1۔ شیخ ابو تراب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید بڑا ہی گرم اور صاحب وجد و صاحب کمال تھا۔ ایک دن ابو تراب نے اس سے کہا کہ بایزید کو دیکھنا چاہتے ہو۔ کہنے لگا جو ہر وقت بایزید کے خدا کو دیکھتا ہو اسے بایزید کو دیکھنے کی حاجت نہیں۔ ابو تراب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت اور اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ جب ان کے پاس جاؤ تو بایزید کی قدرت سے دیکھنا کیونکہ آنکھوں اور نگاہوں میں فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ دونوں بایزید کے گھر کی طرف روانہ ہوئے بایزید اس وقت پانی لانے کیلئے باہر گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ دونوں آپ کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ راستے میں بایزید مل گئے وہ مٹی کا گھڑا اٹھائے چلے آرہے تھے سر پر گھڑا اور پرانی پوستین پہنے ہوئے تھے۔ جب بایزید کی نگاہیں اس مرید پر پڑیں تو تاب نہ لا سکا۔ زمین پر گرا اور تڑپ کر واصل بحق ہو گیا۔ شیخ ابو تراب رحمتہ اللہ علیہ نے کہا حضرت! ایک ہی نگاہ اور موت۔ آپ نے فرمایا ابو تراب! اس نوجوان کے بدن میں ایک نور تھا جس کے افشا ہونے کا ابھی وقت نہیں آرہا تھا۔ بایزید کی نگاہ سے وہ افشا ہو گیا۔ اس میں اس جلال کے برداشت کی قوت نہ تھی۔ اس نے دم توڑ دیا اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں "خواجہ بایزید بھی عجب کامل تھے کہ کامل لوگ بھی ان کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔" (افضل الفوائد)

Marfat.com

معاملہ میں رجا کی طرح ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک قبض کا درجہ بسط سے بلند تر ہے جبکہ دوسرا گروہ بسط کو قبض سے افضل قرار دیتا ہے۔ مگر عارفوں کا سرورِ وصل سوائے معرفت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی تکلیف فصل میں بجز مقصود کے نہیں ہے پس وصل کے محل میں قرار پذیر ہونا فراق کے محل میں قرار پذیر ہونے سے بہتر ہے۔

خوف ورجا

خوف سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا اور رجا سے مراد ہے اللہ کی رحمت سے بخشش کی امید رکھنا۔ حضرت ابو سلیمان عبدالرحمٰن عطیہ درانی فرماتے ہیں جب امید خوف پر غالب آجاتی ہے تو اس وقت فساد واقع ہو جاتا ہے۔ جب خوف کا غلبہ اٹھ جاتا ہے تو پھر وہ حفاظت کو ترک کر دیتا ہے اور اس وقت خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اگر خوف امید پر غالب آجائے تو پھر توحید باطل ہو جاتی ہے کیونکہ خوف کا غلبہ تو ناامیدی سے ہوتا ہے۔ اور ناامیدی خدا کے شرک سے پیدا ہوتی ہے۔ توحید کی حفاظت بندہ کی صحیح امید میں ہی ہو گی۔ اور دونوں جب برابر ہو جائیں تو پھر توحید اور وقت محفوظ ہو جائیں گے بندہ توحید کی حفاظت سے ہی ایماندار ہوتا ہے۔

حضرت ابو حفص حداد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوف دل کا چراغ ہے۔ دل کی نیکی اور بدی کو اس چراغ کی روشنی میں دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں عمل کا چوکیدار محض خوف ہے اور نیکی کی سفارش کرنے والی امید، خوف امید کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ امید غالب ہونے کی وجہ سے دل تشویش میں پڑ جاتا ہے۔

تجلی

تجلی نام ہے ذات و صفات الوہیت کے ظہور کا یعنی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے دلوں پر انوار خداوندی کے ظہور کی تجلی ہوتی ہے اور اس کی تاثیر سے وہ اس قابل ہو جاتے

Marfat.com

ہیں کہ اپنے دل کی بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں اور رویت دل اور رویت عیاں کا فرق یہ ہے کہ تجلی اگر دیکھنا چاہے تو دیکھتا ہے اگر نہ دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھتا یا ایک وقت دیکھتا ہے اور ایک وقت نہیں دیکھتا۔ تجلی پر حجاب جائز ہے مگر رویت پر حجاب جائز نہیں۔ تجلی جمال کے آثار سے لطف و نرمی، راحت و سکون، نشاط و انبساط ہے۔ جب یہ قلب عارف پر واقع ہوتی ہے تو دل ایسے کھل اٹھتا ہے جیسے باد نسیم کے جھونکوں سے کلیاں اور تجلی جلال سے قہر و گرمی و خوف و تعب جب اس کا ورود ہوتا ہے تو دل مرجھا جاتا ہے اور بدن گھلنے لگتا ہے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ تجلی کی تین اقسام ہیں تجلی افعال تجلی صفات اور تجلی ذات تجلی افعال اور تجلی صفات سے مراد یہی ہے کہ سالک کو بندوں کے افعال اور بندوں کی صفات حق تعالی کے افعال و صفات کا ظل نظر آئیں اور ان کا صدور اور قیام ان کے اصول کے ساتھ معلوم کرے۔ اور تجلی ذات تو ذوقی ہے جو وہاں تک پہنچا اس نے پالیا اور جس نے اس کا مزا نہیں چکھا وہ اس کو نہیں جانتا۔

قلم ایں جا رسید و سر بشکست

یقین

علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین

قاموس کی وضاحت کے مطابق یقین کے معنی ہیں زوال شک صحاح میں جوہری نے لکھا ہے کہ یقین علم کی صفت ہے جو کہ معرفت سے بلند ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ عوارف المعارف میں ارشاد فرماتے ہیں:

"بشری حجابات اٹھ جانے کے بعد دل میں جو نور حقیقت ظاہر ہوتا ہے اس کا نام یقین ہے۔ جس سے ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس سے وہ یقین مراد نہیں ہے جو محض دلائل سے حاصل ہو۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

"یہاں یقین سے مراد وہ یقین خاص ہے جو بطریق موہبت صالحین امت کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں یاداشت کہتے ہیں۔ نہ کہ وہ یقین جو استدلال یا تقلید سے پیدا ہو۔"

یقین تین قسم کا ہوتا ہے۔

۱. علم الیقین ۲. عین الیقین ۳. حق الیقین

علم الیقین سے مراد وہ یقین ہے جو معتبر شہادتوں اور اسناد سے حاصل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں، جنت و دوزخ اور آخرت کا علم ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

عین الیقین سے مراد وہ علم ہے جو کسی چیز کو خود آنکھوں سے دیکھ کر حاصل ہو۔ اس میں بھی شبے کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ اگرچہ آدمی کسی چیز کو دیکھ تو لیتا ہے مگر اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔

حق الیقین سے مراد وہ یقین ہے کہ انسان جن چیزوں کا علم رکھتا ہے اور دیکھتا ہے ان کی حقیقت سے بھی واقف ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ سبحانہ کی ذات میں علم الیقین ان آیات و نشانات کے شہود سے مراد ہے جو حق تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں اور ان آیات کے شہود کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔ لیکن ذاتی شہود اور حضور سیر انفسی کے سوا متصور نہیں اور سالک کے اپنے نفس میں ہوتا ہے۔

سالک جو کچھ اپنے باہر میں مشاہدہ کرتا ہے سب حق تعالیٰ کی ذات پر دلائل و آثار کے مشاہدہ کی قسم سے ہے نہ کہ حق تعالیٰ کی ذات مشاہدہ پس وہ تجلیات جو حسی یا مثالی صورتوں میں اور انوار کے پردہ میں ہوں خواہ کوئی صورت ہو خواہ کوئی نور ظاہر ہو وہ نور رنگین ہو یا بے رنگ اور متناہی ہو یا غیر متناہی اور کائنات کو محیط ہو یا نہ ہو سب علم الیقین میں داخل ہے۔ یہ دھوئیں اور گرمی کے مشاہدہ کی طرح ہے جو آگ کی ذات پر دلالت کرتا ہے۔ پس یہ شہود علم کے دائرہ سے نہیں نکل سکتا اور نہ ہی عین الیقین کیلئے کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی

Marfat.com

سالک کا وجود اس سے فانی ہو سکتا ہے۔

عین الیقین سے مراد حق تعالیٰ کا شہود ہے بعد اس کے کہ علم الیقین سے معلوم کر چکیں۔ اور یہ شہود سالک کے فنا کو مستلزم ہے اور اس شہود کے غلبہ میں اس کا یقین بالکل گم ہو جاتا ہے اور اس کے دیدہ شہود میں اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ اور اس شہود میں فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے۔ یہ شہود اس طائفہ علیہ قدس سرہم کے نزدیک ادراک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور معرفت بھی اس کو کہتے ہیں۔ اسی ادارک میں خواص و عام شریک ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ خواص کو خلق کا شہود حق تعالیٰ کے شہود سے مانع نہیں ہوتا اور عوام کو یہ شہود مانع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس شہود سے غافل اور بے خبر رہتے ہیں۔ اس شہود میں سراسر حیرت و نادانی ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ حیران و پریشان ہے۔

یہ عین الیقین علم الیقین کا حجاب ہے جیسا کہ علم الیقین عین الیقین کا حجاب ہے حق الیقین سے مراد حق تعالیٰ کا شہود ہے بعد اس کے کہ تعین دور ہو جائے اور متعین فانی اور نابود ہو جائے لیکن یہ شہود حق تعالیٰ سے حق تعالیٰ کی طرف ہے کیونکہ بادشاہ کے عطیوں کو بادشاہ کے اونٹ ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اور یہ شہود بقاباللہ میں جو بِیْ یَسْمَعُ اور بِیْ یَبْصُرُ کا مقام ہے حاصل ہوتا ہے۔ اور کبھی سالک کو فناءِ مطلق کے ساتھ متحقق ہونے کے بعد جو کہ ذات و صفات کی فنا ہے۔ حق تعالیٰ محض اپنی عنایت سے اپنے نزدیک سے ایک وجود عطا کرتا ہے اور سکر و حال اور بے خودی سے صحو و افاقت یعنی ہوشیاری میں لے آتا ہے۔ اور وجود کو وجود دہبی حقانی یعنی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا وجود کہتے ہیں۔

حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم الیقین علماء کا درجہ ہے کیونکہ وہ احکام امور پر استقامت فرماتے ہیں اور عین الیقین عارفوں کا مقام ہے کیونکہ وہ موت کی استعداد رکھتے ہیں اور حق الیقین دوستوں کے فنا کی جگہ ہے بوجہ اس کے کہ وہ کل دنیا سے منہ موڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس علم الیقین مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ عین الیقین موانست

Marfat.com

کے ساتھ اور حق الیقین مشاہدہ کے ساتھ ہوتا ہے پہلا عام ہے دوسرا خاص اور تیسرا خاص الخاص واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والے کی مثال علم جیسی ہے اور دل سے مشاہدہ کرنے والے کی مثال یقین جیسی ہے اور یقین کا ثمر صبر ہے یقین کی بھی تین علامتیں ہیں اول ہر شے سے خدا کو دیکھنا دوم اپنے تمام امور میں اسی سے رجوع کرنا سوم ہر حال میں اس کی امانت طلب کرنا یقین آرزوؤں کی طلب میں کمی کر دیتا ہے۔ اور آرزوؤں کی قلت زہد کی تلقین کرتی ہے اور زہد حکمت کا علمبردار ہے۔ اور حکمت شجر انجام کو پھل دار کرتی ہے اور تھوڑا سا یقین بھی پوری دنیا سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ترقی آخرت کی طرف لے جاتا ہے اور اس سے عالم ملکوت کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔

جذب و سلوک

تصوف و طریقت کی منازل طے کرنے اور عرفان الٰہی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک جذب اور دوسرا سلوک۔

۱. سلوک:- سلوک کے لفظی معنی ہیں راہ چلنا، نیک روی اختیار کرنا (سالک، راہ چلنے والا) عرفان الٰہی کے حصول کیلئے سلوک وہ راہ عمل اور وہ طریقہ ہے جو عبادات میں کثرت و مجاہدوں اور ریاضتوں سے تعلق رکھنا بے انتہا جد و جہد اور مشقت سے عبارت ہے۔ اس طریقے میں سالک ایک لمبے عرصے کے بعد سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے (اگر اللہ تعالی کا فضل شامل حال ہو تو منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر طریق سلوک میں ارواح مقدسہ مددگار ہوتے ہیں اور فیض ربانی اور تجلیات روحانی کے حاصل کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔

۲. جذب:- طریقہ جذب عرفان الٰہی کے حصول کا وہ طریقہ ہے جو سراسر عشق و محبت اور جذب و شوق سے عبارت ہے۔ جذب کے لفظی معنی ہیں کھینچنا کشش کرنا اور اس سے اسم

Marfat.com

مفعول ہے مجذوب جس کے معنی ہیں خدا کی محبت میں کھنچا ہوا۔ اس میں صوفی پر عشق و محبت کا ایسا غلبہ ہو تا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا کو فراموش کر کے عشق الٰہی میں گم رہتا ہے اور بے خودی کی ایسی کیفیت طاری رہتی ہے کہ وہ رنج والم اور آرام و راحت کو بھی یکسر زیب طاق نسیان کر دیتا ہے حتی کہ خود اپنی ذات کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔

لیکن باخبر لوگ اس جذب و مستی میں بھی اپنے فرائض عبادت میں باہوش رہتے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کشف المحجوب میں رقمطراز ہیں کہ حضرت بایزید ان بزرگوں میں سے ہیں جو غلبہ عشق الٰہی میں مدہوش اور مغلوب رہتے تھے۔ البتہ جب نماز کا وقت آجاتا تو ہوش میں آ جاتے لیکن نماز پڑھنے کے بعد پھر مغلوب ہو جاتے۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی عشق الٰہی سوز و گداز اور جذب و مستی سے عبارت تھی۔ جب خدا سے لو لگائی تو اسی کے ہو رہے۔ شراب محبت کے دریا پی گئے تھے لیکن وسعت ظرف کا یہ عالم تھا کہ تشنگی بجھنے کا نام نہ لیتی تھی۔

روایت ہے کہ حضرت یحیٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کو لکھ بھیجا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کو پینے کو شراب محبت کا ایک پیالہ مل گیا ہو اور وہ اسی میں سرمست ہے۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا یہاں تو وہ لوگ موجود ہیں جو کائنات کے سمندر پی گئے ہیں اور پھر بھی هَل مِن مَّزِیُد (کچھ اور بھی ہے؟) ان کی زبان پر ہے (رسالہ قشریہ۔ تذکرہ الاولیا)

حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ ان کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی یکتا ذات سے عشق کرنے والے لوگ بہشت
وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور ایسے اہل محبت اپنی
محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور در پردہ

Marfat.com

رہتے ہیں۔" (کشف المحجوب)

طریقہ جذب میں کوئی واسطہ درمیان میں نہیں آتا اور عارف بہت جلد اپنے مطلب کو پا لیتا ہے۔

وصول

وصول وَصُلٌ مصدر سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ملنا جڑنا وغیرہ تصوف کی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور مقصد کو پا لینا۔ جب سالک دنیاوی آلائشوں اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو کر ماسویٰ اللہ سے تعلقات منقطع کر کے صرف اسی کا رہتا ہے۔ تو رب کریم اس کے عشق کی لگن کے پیش نظر اپنے قرب کی منازل کا سفر آسان کر دیتا ہے۔ لیکن فنا سے پہلے وصول ممکن نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وصل کا مقام ایک مومن کو اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ درجہ ولایت کو نہ پہنچ جائے اور بقاباللہ کا مقام حاصل نہ کرلے۔

مقام وصول میں جب محب کا وجود محبوب کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے تو نور تجلی کی قوتوں سے مضمحل ہو کر نہیں رہ جاتا بلکہ قوت حاصل کر لیتا ہے اور اس درجہ پر متمکن بزرگان طریقت مخلوق خدا سے ملنے کے باوجود تغیرات سے محفوظ رہتے ہیں اور مخلوق سے میل جول ان کے لئے حجاب نہیں بنتا۔

وصول کے مراتب جنہیں سیر فی اللہ کے مراتب بھی کہا جاتا ہے۔ وہ بے حد و بے انتہا ہیں کیونکہ محبوب کے اوصاف و کمالات کی کوئی حد نہیں۔ چنانچہ اہلِ طریقت جس مقام پر بھی فائز ہوتے ہیں مراتب وصول کے اعتبار سے وہ مرتبہ اول پر ہی ہوتے ہیں۔ ان مراتب کی انتہا کو نہیں پہنچا جا سکتا۔ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

اندر رہِ حق جملہ طلب باید بود — تا جاں باقیست در طلب باید بود

Marfat.com

حجاب

حجاب کے لفظی معنی پردہ، آڑ یا رکاوٹ کے ہیں۔ سلسلہ طریقت میں حجابات سے مراد وہ پردے ہیں جو حقائق کے حصول میں رکاوٹ بن جاتے ہیں حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حجاب کی دو قسمیں ہیں:

حجاب رینی اور حجاب غینی۔ حجاب رینی کفر اور گمراہی کا حجاب ہے۔ یہ سوائے ایمان کے دور نہیں ہوتا۔ جہاں تک حجاب غینی کا تعلق ہے۔ لغت میں الغین سے مراد تاریکی ہے۔ پس غینی حجاب سے مراد وہ حجاب ہے جو عارضی ہوتا ہے اور جلد اٹھ جاتا ہے۔ اس کیلئے استغفار ضروری ہے۔ اس کی بھی دو اقسام ہیں ایک خفیف اور دوسرے غلیظ۔ غلیظ تو صاحبان غفلت اور کبیرہ گناہ کے مرتکب افراد کیلئے ہوتا ہے اور خفیف سب کے دل پر ہوتا ہے چاہے ولی ہو یا نبی جیسا کہ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ میرے دل پر پردہ آجاتا ہے اور میں اللہ عزوجل سے روزانہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔ غین غلیظ کیلئے توبہ شرط ہے اور خفیف کیلئے اللہ کے حضور سچے دل سے رجوع چاہئے (کشف المحجوب)

جو بندگان مقبول بارگاہ الٰہی اللہ کے قرب کے حصول کیلئے سلوک طے کرتے ہیں انہیں بھی نورانی اور ظلماتی حجابات سے واسطہ پڑتا ہے حدیث پاک میں ہے۔

اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٌ مِّنْ نُوْرٍ وَّظُلْمَۃٍ — اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار نورانی و ظلماتی حجاب ہیں۔

حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ”تیرا حجاب تو تیرا وجود ہے دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالْ ط اپنے آپ کو ترک کردے اور چلا آ۔“

معجزہ

معجزہ ایسے فعل کے ظہور کو کہتے ہیں جو عقل کو عاجز کر دے جو طبعاً اور عادتاً وقوع پذیر ہونا ناممکن ہو۔ معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ براہ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا

Marfat.com

ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

کرامت

اس طرح کرامت میں بھی اسباب طبیعہ کا کوئی دخل نہیں ہے یعنی جو کام فوق الفطرت اور خلاف عادت واقع ہوتا ہے وہ کرامت کہلاتا ہے۔ دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اگر ایسا فعل جو خرق عادت ہو کسی نبی صاحب وحی کے ہاتھ سے وقوع پذیر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے۔ اگر اس کا ظہور غیر نبی سے ہو تو کرامت کہلاتا ہے جس طرح نبی کیلئے معجزے کا اظہار ضروری ہے اسی طرح ولی کیلئے کرامت کا کتمان (چھپانا) ضروری ہے۔

کشف

جب مجاہدوں مراقبوں، کثرت ذکر تزکیہ نفس اور ماسویٰ سے اجتناب سے سالک کا دل ہر قسم کے ظلمانی داغ دھبوں سے پاک ہو جاتا ہے اور حجاب اٹھنے شروع ہو جاتے ہیں تو توفیق الٰہی سے گزشتہ یا آنے والے واقعات سالک پر منکشف یا ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے ماورائی معلومات سے باخبر کر دیتا ہے جس کو کشف کہتے ہیں اسی سے اللہ کے برگزیدہ بندے دوسروں کے دلوں کی کیفیات دوسروں کی نسبت وغیرہ معلوم کر لیتے ہیں اور کشف قبور کے ذریعے اہل قبر پر گزرنے والے حالات سے بھی باخبر ہو سکتے ہیں۔

تصرف

تصرف خیال و نظر کے ذریعہ باطنی قوت کو استعمال کر کے حیرت انگیز کام صادر کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس کیلئے نبی یا ولی ہونا شرط نہیں۔ یہ مسمریزم جیسا ایک عمل ہے صوفیاء کرام نے مرید کی اِصلاح کیلئے گاہے گاہے اس کو استعمال کیا ہے جیسا کہ سورۃ نمل میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس شخص (آصف بن برخیہؒ) نے آنکھ جھپکنے کی دیر میں بلقیس کا تخت دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ یہ تصرف کی ایک بہترین مثال ہے۔ صاحب تصرف اولیاء اللہ صفات الٰہیہ کی قوت سے خلق میں تصرفات کرتے ہیں۔ سب سے قابل اور سب سے وقیع تصرفات ان کے

Marfat.com

ہوتے ہیں جو ان سے لوگوں کے دلوں میں سرزد ہوتے ہیں۔ ان تصرفات کے ذریعہ سے گمراہوں کو راہ راست پر لاتے ہیں۔ بد ذوقوں کو ذوق و فیضان عطا کرتے ہیں۔ ناقصوں کو کامل بناتے ہیں۔ جہل کے پردے دور کر کے علم کے نور سے منور کرتے ہیں۔ ولی در حقیقت مظہر تصرفات نبی ہوتا ہے۔ اور نیابت کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

خطرہ قلبی

خطرہ قلبی سے مراد دل میں کسی چیز کا حاصل ہونا اور اس چیز کا خیال دل میں گزرنا ہے خواہ وہ ابتدا میں خود بخود آیا ہو یا یاد کرنے سے آیا ہو اس سے یکسوئی اور توجہ الی اللہ ٹوٹ جاتی ہے۔

وجدان

دریافت اور جاننے کا ذوق سلیم جو کہ قلبی انشراح اور قلبی فراست اور قوت سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۲ لوازماتِ طریقت

رضا: عاشقانِ الٰہی کا اہم وصف تسلیم و رضا کا خوگر ہونا ہے۔ کامیابی ہو یا ناکامی دکھ ہو یا سکھ، فائدہ ہو یا نقصان، وہ ہر حال میں راضی برضا رہتے ہیں کیونکہ تقاضائے محبت یہی ہے۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست ہر جا کہ می برد خاطر خواہ اوست

میری گردن میں دوست کی (غلامی) کی رسی پڑی ہوئی ہے۔ دوست جہاں چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے۔

مقام رضا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت ہے بلکہ تمام نعمتوں کی اصل رضائے خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَرِضْوَانٌ اللّٰہِ اَکْبَرُ یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سب سے بڑی ہے۔ اللہ رب العزت نے کسی اور نعمت کو کبیریا اکبر نہیں فرمایا۔ اس پر اتفاق ہے کہ رضا کا درجہ سلوک کے آخری مقامات میں سے ہے۔ اور یہ کامل فنا اور اطمینان نفس کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اطمینان نفس فنائے نفس کے بعد حاصل ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَآاَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ٥ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ٥

اے نفس مطمئنہ (اب تو) اپنے رب کی طرف راضی اور پسندیدہ بن کر آجا

رضا کی اصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس امر پر پورا یقین رکھے کہ ہر چیز کی عطا یا مناہی اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ سے ہے دنیا میں اس کی بہتری اس بات میں ہے کہ ہر حالت میں خوف اور امید میں رہے۔ اطاعت کے وقت اس کے ہاں فخر نہ کرے اور معصیت کے وقت اس کے دروازے سے مایوس نہ ہو جائے۔

Marfat.com

عارفان حق پر بعض اوقات رضائے حق کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ انہیں شدید سے شدید تر حالات میں بھی کوئی غم دکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی (سر تسلیم خم ہے) اس مقام پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے علم سے نواز تاہے وہ نور معرفت سے ہدایت پاتے ہیں اور انہیں ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگراست

جو لوگ محبوب کی رضا میں سر تسلیم خم کرتے ہوئے جان تک قربانی کرنے سے دریغ نہیں کرتے انہیں ہر وقت غیب سے ایک اور جان عطا ہو جاتی ہے۔

جن عاشقوں کی زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی ہوتا ہے وہ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض کے لبوں پر تیس سال تک تبسم نہ آیا۔ لیکن جب ان کا بیٹا فوت ہو گیا تو لوگوں نے خلاف معمول ان کو متبسم دیکھا۔ پوچھا کہ اے شیخ یہ تبسم کرنے کا کونسا موقع ہے۔ فرمایا مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ میرے فرزند کی موت میں راضی تھا اس لئے میں نے بھی رضائے الٰہی کی خاطر تبسم کیا ہے۔ جو اس کی خوشی وہی میری خوشی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ علیہ فرماتے ہیں "میں تسلیم کے معاملہ میں اس منزل پر پہنچ گیا ہوں کہ اگر خداوند تعالیٰ کسی شخص کو (میری جگہ) اعلیٰ علیین (فردوس بریں) میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جگہ دے دے اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسفل السافلین یعنی جہنم کے انتہائی نچلے درجے میں پھینک دے تو میں اس شخص سے بھی بڑھ کر خدا سے راضی ہونگا (اور شکایت کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لاؤں گا)

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ رضا کے معنی اختیار کو اٹھا دینے کے ہیں اور رضا یہ ہے کہ بلا کو نعمت سمجھو۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کس طرح معلوم ہو کہ اللہ

Marfat.com

راضی ہے یا نہیں۔ فرمایا تمہارا راضی ہونا اس کے راضی ہونے کی علامت ہے۔

لقمہ حلال: لقمہ کی نگہداشت اور لقمہ پاک و حلال کا حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے اور یہ جملہ فرائض میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّبًا (اس زمین میں سے جو کچھ کھاؤ وہ حلال اور طیب ہو) حضرت نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب تک لقمہ پاک نہ ہو اصل مقصود حاصل نہیں ہو سکتا قرآن پاک میں مزید ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأ کُلُوْا	اے مسلمانو ایک دوسرے کے مال باطل
اَمْوٰلَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	طریقے سے نہ کھاؤ۔

یعنی اگر شریعت نے اجازت نہیں دی تو نہ کھاؤ۔ صحابہ کرام نے نماز روزہ میں اتنی کثرت نہیں کی جتنی انہوں نے لقمہ حلال کھانے میں احتیاط کی۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

اَلْعِبَادَةُ عَشْرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةُ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلاَلِ یعنی عبادت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے رزق حلال کی طلب میں ہیں۔ اور تمام عبادتیں ایک حصہ ہیں۔ حلال کی روزی وہ ہوتی ہے جس کے حاصل کرنے میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ طیب وہ ہوتی ہے کہ کھاتے وقت یہ نیت ہو کہ یہ لقمہ محض عبادت خداوندی کی قوت حاصل کرنے کیلئے کھا رہا ہوں۔ لقمہ حرام قلب و دماغ کو تاریک کر دیتا ہے۔ اور جب قلب تاریک اور زنگ آلود ہو جائے تو عبادت کی قبولیت بھی مشتبہ ہو جاتی ہے۔ پس حیاتِ قلب معرفت اور ذکر و سرور کیلئے اکل حلال لازمی چیز ہے۔ حرام سراپا شر ہے تو حلال سراپا خیر ہے اور اس سے مومن پر ذات، صفات کے اسرار واضح ہوتے ہیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ رزق حلال میں بھی اسراف سے کام لینا نیکی کی بجائے معصیت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ کیونکہ اس سے غفلت اور سکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ پس رزق حلال بھی ہو اور وہ بھی اعتدال کے ساتھ۔ ارشاد خداوندی ہے۔ "اے ایمان والو! میرا عطا کیا ہوا رزق حلال کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو۔"

Marfat.com

احادیث پاک میں ارشاد ہے۔

۱. طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان پر ۔

۲. جوشخص اپنے عیال کو حلال مال کما کر کھلائے وہ ایسا ہے گویا اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

۳. جو شخص چالیس روز حلال کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔

۴. اپنی غذا پاک اور حلال کر تیری دعا قبول ہو گی ۔

۵. جو شخص ایک کپڑا دس درہم میں مول لے اور اس کی قیمت میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا ۔

۶. جو گوشت حرام سے بڑھے گا اس کیلئے دوزخ شایان ہے۔

۷. جو شخص طلب حلال کیلئے ذلیل جگہ پر کھڑا ہونے سے نہیں شرماتا۔ جنت اس پر واجب کر دی جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے ''اگر تو چاہتا ہے کہ تیری ہر دعا قبول ہو تو لقمہ حلال کے سوا پیٹ میں کچھ نہ ڈال'' نیز فرمایا'' ہر مرتبہ حلال روزی کھانے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔''

اس سلسلے میں آپ نے ایک واقعہ بیان کیا'' ایک رات میں مسجد بیت المقدس میں تھا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک چٹائی میں لپیٹ کر پوشیدہ کیا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے کیونکہ خادم کسی کو رات کے وقت ٹھہرنے نہیں دیتے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو ایک پیر مرد ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے اندر آئے۔ چالیس درویش ان کے ساتھ تھے وہ سیدھے محراب میں گئے نماز پڑھی پھر ان میں سے ایک نے کہا'' آج کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو ہم میں سے نہیں'' پیر مرد نے کہا'' ادہم رحمتہ اللہ علیہ کا بیٹا ہے جو چالیس روز سے عبادت کی لذت سے محروم ہے'' جب میں نے یہ سنا تو بے اختیار چٹائی سے باہر نکلا اور پیر مرد سے عرض کیا : واقعہ صحیح ہے اب اور بھی فرمایئے۔ فرمایا کچھ دن ہوئے تو نے بصرہ میں ایک دکاندار سے کھجوریں خریدی

Marfat.com

تھیں۔ ایک کھجور گری ہوئی تو نے اپنی سمجھ کر اٹھا کر کھالی حالانکہ وہ دکاندار کی تھی۔ یہ کدورت اسی سے ہے۔ جا اور اس دکاندار سے معاف کرا میں اسی وقت روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر اس دکاندار سے معافی مانگی۔ اس نے معاف تو کر دیا لیکن کہا اگر معاملہ ایسا ہی نازک ہے تو میں اس کمی بیشی سے باز آیا۔ دکان چھوڑ دی سب مال فقیروں میں خیرات کر دیا وہ گروہ ابدالین سے ہوا۔"

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ایک واقعہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ روزہ کے افطار کے وقت طعام بیگانہ سے تھوڑا تھوڑا روٹی کا ٹکڑا سب خدام کو تقسیم کیا اور قدرے خود بھی تناول فرمایا۔ تراویح ادا کرنے کے بعد سب سے کہا کہ "یارو اپنے اپنے باطن کا حال بیان کرو کہ نسبت میں کیا فرق آیا ہے۔ ایک نے عرض کی پہلے حضور اپنا حال بیان فرمائیں۔ فرمایا: کہ میرا باطن تو سیاہ اور تباہ ہو گیا تھا۔ نماز اور قرآن پاک سننے کی برکت سے پھر بحال ہوا۔ خادم نے عرض کیا جب شبہ کے لقمہ کی کدورت سے حضور کے دریائے انوار میں تغیر ہو گیا تو ہم جیسے تنگ باطنوں کا کیا پوچھنا۔ فرمایا کہ لقمہ ہی سے توفیق رفیق ہوتی ہے اور نورِ طاعت بڑھتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز لا کر دی۔ جب کھا چکے تو غلام نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ چیز میں نے کہاں سے حاصل کی آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے بتایا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے ایک شخص کی فال نکالی تھی۔ یہ جھوٹی فال تھی۔ اس لئے کہ مجھے فال نکالنی نہیں آتی تھی۔ آج وہی شخص مجھے ملا تو پرانی واقفیت کی بنا پر اس نے یہ چیز مجھے تحفہ میں دی۔ آپ نے یہ سنا تو حلق میں انگلی ڈال کر جو کچھ کھایا تھا اسے قے کر کے نکال دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حرام مال سے جو جسم پرورش پاتا ہے وہ دوزخ کی آگ کا ایندھن بنتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دل کو اطمینان یکسوئی اور حضورِ قلب اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب بقدر ضرورت صرف پاکیزہ اور حلال کھانا کھایا جائے اور

Marfat.com

بیہودہ گو اور دنیا کے طالبوں سے میل جول ترک کر دیا جائے۔ اگر تم ہزار سال ذکر کرتے رہو اور تمہاری غذا حلال کے مال سے نہیں تو تمہارا روحانی مقصد کبھی حاصل نہیں ہو گا۔

لقمہ حلال میں احتیاط کے سلسلے میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت یحیٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے جو کی دو روٹیاں پکا کر حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجیں اور کہلا بھیجا کہ انہیں میں نے آب زم زم میں گوندھ کر پکایا ہے۔ لیکن حضرت بایزیدؒ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ تو کہہ دیا کہ آب زم زم سے گوندھ کر پکائی ہے لیکن یہ تو نہیں بتایا کہ آٹا کہاں سے اور کس ذریعہ سے آیا تھا۔ جب تک یہ حقیقت معلوم نہ ہو ایسی روٹیاں ہم کیسے کھالیں۔ اللہ اکبر یہاں تک تقویٰ اور لقمہ حلال کیلئے احتیاط۔

قیام اللیل: نفلی عبادات میں قرب الٰہی کے حصول کیلئے راتوں کے قیام کو انتہائی اہمیت حاصل ہے اس میں نماز تہجد بھی شامل ہے یہ نماز فرض تو نہیں کی گئی لیکن رب ذوالجلال نے اس کی ترغیب اور تاکید میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ابتدائی دور میں نماز تہجد نبی کریم ﷺ پر فرض تھی اور بعض حضرات کے خیال کے مطابق آپ کی عمر کے آخری حصہ میں فرضیت ختم ہو گئی تھی اور آپ اسے بطور نفل ادا کرتے تھے۔ لیکن اکثر کا خیال ہے کہ نماز تہجد آپ پر تمام عمر فرض رہی۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	اور رات کو تہجد پڑھو یہ تمہارے لئے نفل ہے امید ہے تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کردے

مقام محمود تجلی الٰہی ہو گا یا مقامِ شفاعتِ اولین و آخرین ایک اور آیت میں ارشاد ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ	اے چادر اوڑھنے والے! رات کو اٹھا کریں (عبادت کیلئے)

Marfat.com

شب بیداری کی قرآن پاک میں بہت تعریف کی گئی ہے۔ محب اور محبوب میں راز و نیاز کیلئے راتوں کی تنہائی سے زیادہ اور کون سا وقت موزوں ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اہل قرب کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد کرتا ہے

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ٥ (الفرقان)

اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآ ئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ (الزمر)

جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ اور قیام کرتے ہوئے۔ آخرت کا خوف رکھتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید۔

سورۃ الزاریات میں اپنے اہل قرب متقین کی صفات اور انعامات کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتے ہیں کہ متقی لوگ جنتوں اور چشموں میں ہونگے اور جو کچھ ان کا رب انہیں بخشے گا وہ لے رہے ہونگے۔ ان سے اگلی آیت میں ارشاد ہے کہ ان کی صفت یہ ہے کہ

كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَايَهْجَعُوْنَ ٥

یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے

یعنی رات کا زیادہ حصہ بیداری میں گزارا کرتے تھے۔ اور سحری کے وقت اللہ سے مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔

قرآن کریم میں مزید ارشاد خداوندی ہے

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ط (السجدہ)

ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے

نبی کریم ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں "تمہارے لئے ضروری ہے کہ رات کو بیدار رہو۔ یہ نیک لوگوں کا طریق کار ہے۔ انبیاء اور اولیاء شب بیدار ہوتے تھے۔ تم بھی

Marfat.com

شب بیداری کو اپنالو شب بیداری سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ گناہوں کے کفارے کا سبب اور گناہوں سے لوٹ آنے کی علامت ہے۔" (ترمذی)

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہونے کا وقت تورات کی گہرائی ہے جب کہ سحر نزدیک ہو۔ اس ساعت میں یاد خداوندی کے لئے بیدار رہو۔"

نماز تہجد اللہ تعالیٰ کو بہت مقبول ہے۔ نفل نمازوں میں اس کا اجر سب سے زیادہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رات کا تیسرا حصہ رہ جاتا ہے تو ہمارا پروردِگار پہلے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے اور فرماتا ہے "کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں عطا کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت کا طالب ہو اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کر دوں۔"

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی حالت دیکھ کر اللہ ہنستا ہے (یعنی پسند فرماتا ہے اور خوش ہوتا ہے) ایک وہ آدمی جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے۔ وہ لوگ جو رات کو صفیں باندھتے ہیں۔ وہ لوگ جو میدان جنگ میں صفوں کو درست کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل باغ باغ اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ آپ مجھے ہر شے (کی تخلیق) کے بارے میں بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شے پانی سے پیدا کی گئی ہے اس کے بعد ابوہریرہ نے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس پر عمل کرنے سے میں جنت میں پہنچ جاؤں؟ آپ نے فرمایا "سلام کرنے کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کیا کرو اور رات کو تہجد کی نماز پڑھا کرو جب لوگ سوتے ہوں۔ تو جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچ جاؤ گے۔"

شب بیداری نفس کشی کا بھی کامیاب علاج ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

Marfat.com

اِنَّ نَا شِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَ طَاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلاً ط

رات کا قیام سختی سے (نفس) کو روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔

رات کو بیدار ہونا میٹھی میٹھی نیند کو چھوڑنا، خواب راحت سے بیدار ہوتے ہوئے نرم اور گرم بستر کو چھوڑ کر سرد راتوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، یہ سب باتیں نفس کو خوب پامال کرتی ہیں۔ اور سالک کیلئے اس میں لذت ہے۔ جو شخص سحر خیزی کی عادت اپنا لیتا ہے وہ گویا سرکش نفس کی سرکوبی کر رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے چند روز تو نفس اس کو گوارا کرنا قبول نہیں کرتا۔ لیکن اس عمل پر استقامت اختیار کرنے سے آہستہ آہستہ نفس سیدھی راہ پر آجاتا ہے اور نماز میں خشوع و خضوع بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

رات کے آخری پہر کا وقت رب کریم کی رحمتوں کا نزول، قبولیت کے لمحات، رات کا پر سکون ماحول اور قیام شب میں قرأت بھی نہایت درست الفاظ کی ادائیگی بھی خوب ہوتی ہے اور وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ اس طرح قیام اللیل سالک کو حق سبحانہ کے قریب کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اولیائے عظام اور صوفیاء صالحین سب نے اس پر مداومت اختیار کی اور وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ کے مطابق اپنے مقصد کو پہنچے

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

رات کی تنہائی اور پر سکون ساعتیں یکسوئی اور جمعیت خاطر کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ محب اور محبوب کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا اور سالک دل کی گہرائیوں سے عبادت اور ذکر کا حق ادا کرتا ہے۔

مسند احمد، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں حضرت معاذ ابن جبل سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا ایک روز سفر کے دوران آپ ﷺ کے قریب ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل

Marfat.com

کرے اور جہنم سے دور کرے آپ نے فرمایا کہ تم نے ایک بڑی چیز کا سوال کیا مگر جس کیلئے اللہ آسان کر دے اس کیلئے وہ آسان ہو جاتی ہے اور فرمایا کہ عمل یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور پھر فرمایا "لو میں اب تمہیں خیر یعنی نیکی کے ابواب بتا دیتا ہوں۔ روزہ ڈھال ہے (عذاب سے بچاتا ہے) اور صدقہ آدمی کے گناہوں کی آگ بجھا دیتا ہے۔ اور اسی طرح آدمی کی نماز درمیان شب میں۔" یہ فرما کر قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ — اور انکے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں

آیت مذکورہ میں مومنین مخلصین کی ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ راتوں کو جاگ کر اپنے پروردگار کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کی یاد میں راتیں گزار دیتے ہیں۔

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَنْ كَثُرَ صَلٰوتُه بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُه بِالنَّهَارِ یعنی جو شخص رات کو نماز کی کثرت کرتا ہے۔ دن کو اس کا چہرہ حسین (پر نور) نظر آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے عشاء کے بعد دو یا زیادہ رکعتیں پڑھ لیں وہ بھی اس حکم میں داخل ہے (مظہری) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی تو آدھی رات عبادت میں گزارنے کے حکم میں ہو گیا۔ اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کر لی وہ باقی آدھی رات بھی عبادت میں گزارنے والا سمجھا جائیگا۔ (احمد و مسلم، مظہری)

تین چیزیں تین چیزوں کی دوا ہیں۔

رات کا قیام دل کی سختی کا علاج ہے، صدقہ حرص کی دوا ہے، اور نوافل معاصی کا علاج ہے

توکل: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور اعتماد کرنے کو توکل کہتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد

Marfat.com

باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط — اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کیلئے کافی ہے

یعنی جو شخص اپنے کام رب ذوالجلال کے سپرد کر دیتا ہے تو وہ اس کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ توکل کا یہ مطلب ہے کہ آدمی کا بھروسہ اپنے وسائل، طاقت، تدابیر، اور اعمال پر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہو اور وہ ایمان رکھے کہ دنیا اور آخرت کے ہر معاملہ میں اس کی کامیابی کا انحصار رب کریم کی توفیق اور عنایت پر ہے۔ سورۃ مزمل میں ہے لَآ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ فَا تَّخِذْہُ وَکِیْلاً ٥ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اس کو اپنا وکیل یعنی کارساز بنالو۔

وکیل اس شخص کو کہا جاتا ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے۔ اللہ رب العزت ساری مخلوق کا خالق ہے۔ سب کے سب اسباب و علل بھی اس کی توفیق سے ہیں پس اس حقیقت کا تقاضا یہی ہے کہ تمام معاملات اس کے سپرد کر دیئے جائیں۔ ساری کائنات اور مخلوق کے تمام کام معاملات انسانوں کے اعمال منافع و نقصاناتِ دل و دماغ اس کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ وہ حاکم اعلیٰ اور معبود برحق ہے اس کی رضا اور مشیت کے بغیر کوئی چیز نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے کہ اسی کو کارساز بنانا ضروری ہے۔ جب یہ تمام حقائق صوفی و سالک کے نہاں خانہ دل پر روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہیں تو وہ پکار اٹھتا ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے وہ کتنا اچھا کارساز ہے۔

توکل کا تقاضا ہے کہ آدمی رب کریم کے دیئے ہوئے نظام حیات کو جو اس کے حبیب نبی مکرم ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہر لحاظ سے برحق جانتے ہوئے یہ اعتقاد رکھے کہ انسان کی خیر و فلاح اسی میں ہے۔ اپنے وسائل و تدابیر، اسباب و علل پر نہیں بلکہ رب ذوالجلال کی توفیق اور عنایت پر ہے۔

Marfat.com

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ پر توکل کرنے والے ہونگے۔ (مظہری)

قرآن کریم میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے:

۱. وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْن (ال عمران) — اور اہل ایمان کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

۲. وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (احزاب) — اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اللہ کافی ہے کارساز۔

۳. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ — کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے۔

٤. قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (زمر) — (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے میرے لئے اللہ ہی کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر تم اللہ پر پورا توکل کرلو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو جس طرح وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے تم کو بھی دے گا۔ چڑیاں صبح کو بھوکی نکلتی ہیں اور شام کو شکم سیر (پیٹ بھرے) واپس آتی ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا — اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے اسے چاہئے کہ اللہ پر توکل کرے اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب سے زیادہ غنی ہو جائے اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس پر بھروسہ کرے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص

Marfat.com

چاہتا ہو کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے اسے چاہئے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ترک دنیا یہ نہیں کہ حلال کو حرام بنادیا جائے" یا مال کو برباد کر دیا جائے بلکہ زہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے ہاتھوں میں موجود چیز پر زیادہ اعتماد نہ ہو اللہ کے ہاتھ میں موجود رہنے والی چیز سے (یعنی اپنے جمع شدہ مال پر جیسا بھروسہ ہوتا ہے ویسا ہی بھروسہ مال نہ ہونے کی صورت میں اللہ (کی رزّاقی) پر ہو اور اگر کوئی مصیبت تم پر آپڑے تو اس کے ثواب کی تم کو رغبت ہو کہ تم اس دکھ کے زائل نہ ہونے کی رغبت کرنے لگو۔" (ترمذی)

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنے مال پر اس قدر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا البتہ اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے جو اللہ کے پاس ہے کیونکہ اپنا مال تو چوری ہو سکتا ہے چھن سکتا ہے ضائع ہو سکتا ہے گم ہو سکتا ہے یا ختم ہو سکتا ہے لیکن جو مالک الملک رب کریم کے پاس ہے وہ ختم نہیں ہو سکتا۔

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ۔ (القرآن) جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہے گا۔

لیکن توکل کا یہ مطلب نہیں کہ انسان رہبانیت اختیار کرے اور عمل سے بالکل بے تعلق ہو جائے۔ دینی اعمال ہوں یا دنیوی ان کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ مومن کی یہی شان ہے کہ وہ عالم اسباب میں تمام تدابیر قانون فطرت کے مطابق اس طرح اختیار کرتا ہے جس طرح دیگر اہل دنیا کرتے ہیں مگر اس کو بھروسہ ان اسباب و تدابیر پر نہیں بلکہ اللہ پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس قادر مطلق کی رضا کے بغیر کوئی کام اور کوئی تدبیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی۔

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی سے امید نہ رکھے اور نہ کسی سے ڈرے متوکل وہ ہے جس کو اللہ پر یقین اور اعتبار کامل ہو۔"

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کچھ حاصل ہے اس پر قناعت کرے تاکہ عبادت میں کسی دوسری شے کی طرف رغبت نہ رہے نیز فرمایا بزرگی قناعت میں

Marfat.com

ہے اور سب سے لاپرواہی توکل میں ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں کہ پہلا مقام یہ ہے کہ تم قدرت کے سامنے ایسے بن جاؤ جیسے غسل دینے والے کے سامنے مردہ۔ توکل کی تین علامات ہیں اول یہ کہ سوال نہ کرے جب ملے تو قبول نہ کرے اگر قبول کرے تو خرچ کر دے۔ اہل توکل کو تین باتیں دی جاتی ہیں حقیقتِ یقینی۔ مکاشفہ غیبی اور مشاہدہ قرب حق تعالیٰ اور توکل یہ ہے کہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں مطمئن رہے۔

حضرت ابو یعقوب بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ در حقیقت متوکل وہ ہے جو اپنی تکلیف اور محنت کو خلق سے اٹھالے اور منع کو خدا ہی کی طرف سے سمجھے۔ توکل حقیقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا کہ انہوں نے عین اسی وقت جبکہ آگ میں پھینکے جانے والے تھے جبرائیل سے کہہ دیا مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں۔

صبر: ارشاد خداوندی ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا صْبِرُوا اے ایمان والو! صبر کرو۔

لغت کے اعتبار سے صبر کے معنی باندھنے اور روکنے کے ہیں۔ قرآن و سنت کی اصطلاح میں خلاف طبع چیز پر ثابت قدم رہنے اور نفس کو قابو میں رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے اچھے اور برے تمام حالات میں بندگی کے رویے پر قائم رہنا اور محرومیوں کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا صبر ہے مومن کی نشانی یہ ہے کہ جس قسم کے بھی آلام و مصائب سے واسطہ پڑے کیسی ہی کٹھن منازل سے گزرنا پڑے یا تکلیف دہ مسائل درپیش ہوں وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا انتظار کرے۔ اللہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

یَآ اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ	اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ اللہ کی مدد مانگو۔

مالی مشکلات جسمانی امراض و تکالیف اور تنگدستی میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور

Marfat.com

نماز ادا کرے اور اپنے خالق و مالک کے خلاف زبان شکایت وانہ کرے ہاؤ ہو اور واویلا سے گریز کرے۔ صوفیا کی نشانی تو یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں۔ اللہ کی معیت اور مشیت کے طلبگار رہتے ہیں۔ اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْنَ کے ثمر سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر کیا تو رب کریم نے انہیں پہلے سے بھی زیادہ اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا۔

رب ذوالجلال صبر کرنے والوں کو اجر بھی بے حساب عطا فرماتا ہے ارشاد ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ط (آلام و مصائب) میں صبر کرنے والوں کو اجر بے حساب ملے گا۔

بغوی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ "ہر اطاعت گزار کو ناپ تول کر ثواب دیا جائیگا سوائے صابروں کے ان پر تو لپ بھر بھر کر ثواب پھینکا جائیگا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنت میں ایک درخت "شَجَرَۃُ الْبَلْوٰی" یعنی تکلیف کا درخت ہے۔ جو لوگ تکالیف اور مصائب میں مبتلا رہے ہیں ان کو وہاں لایا جائے گا۔ ایسے لوگوں کیلئے وہاں کوئی ترازو نہیں لایا جائیگا نہ دفتر عمل کھولا جائیگا بلکہ یونہی موسلا دھار بارش کی طرح ان کا اجر ان پر برسے گا۔ پھر حضور ﷺ نے اوپر والی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

جس قدر مصائب و مشکلات کا مومن کو سامنا ہو گا اتنا ہی وہ امتحان کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے گا۔ اور صبر سے اس کے مراتب بلند سے بلند تر ہوتے جائیں گے۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ اہل بلا اور سالکین کیلئے صبر کی بہترین مثال ہے۔ آپ اہل ثروت تھے۔ مال و دولت کی فراوانی تھی۔ زرعی زمین اس قدر تھی کہ کھیتی باڑی کیلئے

Marfat.com

بیلوں کی پانچ سو جوڑیاں تھیں اور ہزاروں کی تعداد میں بھیڑ بکریاں تھیں۔ سات بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں اور ہر قسم کی آسائش میسر تھی لیکن جب رب ذوالجلال نے آزمائش میں مبتلا کیا تو کھیتیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ مال مویشی سب کے سب وبا کی نذر ہو گئے۔ بیٹے اور بیٹیاں سب ایک مکان کی چھت گرنے سے لقمہ اجل بن گئے اور آپ ایک ایسی جلدی بیماری میں مبتلا ہوئے کہ سارا بدن گل سڑ گیا۔ زخموں میں پیپ اور کیڑے پڑ گئے اس کیفیت میں ایک وفادار بیوی کے علاوہ سب عزیز و اقارب، دوست یار اور عقیدت مند ساتھ چھوڑ گئے۔ وبا کے ڈر سے شہر والوں نے بستی سے نکال دیا سات سال یا اس سے بھی زیادہ کا عرصہ اسی کس مپرسی کی کیفیت میں گزر گیا آزمائش کے ان دردناک لمحات میں بھی آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنے مالک سے اپنی ناقابل برداشت تکلیف کا شکوہ تک نہ کیا۔ سارا جسم بیماری میں مبتلا تھا۔ فقط ایک زبان سالم تھی اور وہ ہمہ وقت خالق و مالک کی ثنا میں مصروف رہی جب یہ کیفیت انتہا کو پہنچی تو زبان سے صرف اس قدر الفاظ ادا کئے۔

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔ آپ آزمائش میں سرخرو ہوئے تو رب رحیم و کریم نے رحمتوں کی بارش کر دی۔ آپ صحت یاب ہو گئے۔ حسن و شباب پھر لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی پہلے سے زیادہ فراوانی کر دی بعض روایات میں ہے کہ اولاد کو بھی دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔

وہ حضرات جو رنج و مصیبت میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے سے سبق حاصل کریں اور صبر و استقلال اختیار کرتے ہوئے اللہ کی رحمتوں کی فراوانی سے بہرہ ور ہوں۔

صبر کی تین اقسام ہیں ۱۔ صبر علی العمل ۲۔ صبر فی العمل ۳۔ صبر عن العمل

۱۔ صبر علی العمل: یہ ہے کہ نفس کو کسی کام پر روک لینا یعنی اس کام پر استقامت اختیار کرنا جم جانا اور قائم رہنا مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اعمال صالح کی پابندی اختیار کرنا۔

۲۔ صبر فی العمل: یہ ہے کہ عمل کرتے وقت نفس کو دوسری طرف التفات کرنے اور متوجہ

Marfat.com

ہونے سے روکنا، طاعات بجالاتے وقت اور عبادات میں مصروفیت کے وقت ہمہ تن متوجہ رہنا اور حضوریٔ قلب سے انہیں بجالانا۔ ان کے حقوق و آداب کو سکون واطمینان سے بجا لانا، مثلاً نفس کو اس طرف راغب کرنا کہ سرکشی چھوڑ کر دل لگا کر نماز واذکار وغیرہ میں مشغول ہو جائے۔

۳. صبر عن العمل: یہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور جو راہ سلوک میں رکاوٹ ہیں ان سے رکا رہے۔ مثلاً حسد، بغض، شہوت اور حب ماسویٰ وغیرہ ایسے ہر ممنوعہ عمل سے رکنے اور اپنے نفس کو باز رکھنے کو صبر عن العمل کہا جاتا ہے۔

اقوال: حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر اس شخص کا ہے جو جزا کے سوال کو درمیان سے اٹھادے تا کہ اس کا صبر محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہو نہ بدن کی سلامتی کیلئے۔ باب مدینۃ العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے "صبر کی نسبت بے قراری زیادہ تکلیف دہ ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر کے معنی یہ ہیں کہ کڑوی چیزوں کو کھا کر منہ نہ بگاڑیں۔ صبر نفس کو خدا کے ساتھ رکھتا ہے۔

حضرت منصور حلاج فرماتے ہیں "صبر یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر دار پر لٹکایا جائے تو آہ نہ کرے۔

فوائد: صبر سے غرور و تکبر، تند مزاجی وخود پسندی نیست ونابود ہو جاتی ہے اپنے اختیار کی نفی اور سلطانیِ خالق و مالک کا اثبات ہوتا ہے۔ انسان نخوت و غرور ترک کر کے اپنے عجز و انکسار کو تسلیم کرتے ہوئے تواضع اختیار کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "صبر ایسی نعمت ہے کہ اس سے زیادہ وسیع تر نعمت کسی کو نہیں ملی۔" (ابوداؤد)

شکر: ارشاد خداوندی ہے وَاشْكُرُوا لِي (میرا شکر ادا کرو) شکر سے مراد یہ ہے کہ

Marfat.com

انسان کو اپنے عہدے یا مرتبے کے لحاظ سے کتنا ہی کمال حاصل کیوں نہ ہو۔ عزت و جاہ اور مال و دولت میں کتنے ہی بلند مرتبہ کا حامل کیوں نہ ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اسے اپنا کمال نہ سمجھے بلکہ اللہ کا احسان اور اس کی عنایت خیال کرتے ہوئے اس کے شکر میں رطب اللّساں رہے۔ اور دوسری صورت میں خواہ وہ کتنا ہی گرا کیوں نہ دیا جائے۔ اس کے حالات کتنے ہی ابتر کیوں نہ ہو جائیں اس کی نگاہ اپنی محرومیوں کی بجائے ان نعمتوں پر ہی مرکوز رہے جو برے سے برے حالات میں بھی آدمی کو حاصل رہتی ہیں۔ اور وہ خوشحالی اور بدحالی دونوں صورتوں میں اپنی زبان اور دل سے بلکہ اپنے اعمال سے بھی رب کریم کا شکر ادا کرتا رہے۔

جو نعمتیں اللہ نے انسان کو عطا کی ہیں وہ لامحدود ہیں ان کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ابراہیم۔ ۳۴) اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گنو تو ان کا پورا شمار نہیں کر سکتے۔

وہ تمام نعمتیں جو انسان کو حاصل ہیں خواہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں یا اس کے اپنے کسب سے حاصل شدہ ہیں ان کے بارے میں قیامت کے دن اس سے سوال ہوگا اور پوچھا جائیگا کہ اس نے ان نعمتوں کو کس طرح استعمال کیا۔ جن لوگوں نے ان نعمتوں کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے قول و فعل یا عمل سے ان کی ناشکری کی وہ ناکام و خاسر رہیں گے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ ﷺ کو تر و تازہ کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا "یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔" (مسند احمد۔ نسائی)

رب کریم کی نعمتوں کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کریمی دیکھئے کہ جس قدر اس کا شکر ادا کیا جائے اتنا ہی وہ نعمتوں میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد ط

اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ضرور اس میں اضافہ کرونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (جان لو) میرا عذاب بہت سخت ہے۔

نبی اکرم ﷺ ساری ساری رات کھڑے ہو کر اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان فرماتے یہاں تک کہ سحر ہو جاتی اور پاؤں سوج جاتے۔ جب عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا: اَفَلاَ اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: "جو شخص کسی کو دیکھے جو مال اور تندرستی میں اس سے افضل ہے تو اسے چاہئے کہ فوراً اپنی نگاہ اس شخص پر ڈالے جو اس سے بھی زیادہ نادار ہے۔"

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں آتا ہے کہ سفر کے دوران کی جوتی ٹوٹ گئی تو وہ پریشان ہوئے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ پاؤں سے ننگا ہوں۔ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ان کی نگاہ ایک ایسے شخص پر پڑی جو پاؤں سے معذور تھا آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے پاؤں کی نعمت تو عطا کر رکھی ہے۔

حدیث میں ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں آدھا صبر اور آدھا شکر (مظہری)

فرمایا "صبر آدھا ایمان ہے" (مسلم۔ مسند)

مجاہدہ: لغت کے اعتبار سے دشمن سے بچاؤ کیلئے مقدور بھر قوت اور طاقت کو صرف کرنا جہاد یا مجاہدہ کہلاتا ہے۔ اور جب مطلقاً مجاہدہ کا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد ہمہ گیر یا ہمہ جہتی کوشش ہے۔ گویا اسلام کے دشمنوں کے خلاف میدان جنگ میں داد شجاعت دینا بھی جہاد ہے اور ہوائے نفس اور شیطان کے وسوسوں سے بر سر پیکار رہنا بھی جہاد ہے اور خصوصی طور پر تصوف اور طریقت میں جہاں بھی اس کا ذکر آتا ہے اس سے مراد بعد والے معنی لئے جاتے ہیں۔ اور نفس کے خلاف مجاہدہ یا جہاد کو نبی اکرم ﷺ نے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ کیونکہ عام دشمنوں کے مقابلہ میں نفس امارہ کو شکست دینا یا اس پر فتح پانا اور اس کو رام کرنا انتہائی

Marfat.com

مشکل امر ہے لیکن اگر سالک خلوص نیت سے اللہ کی راہ میں چل نکلتا ہے تو رب کریم بھی اس کیلئے آسانیاں پیدا فرمادیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھدِ یَنَّھُم سُبُلَنَا

اور جو ہماری خاطر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیتے ہیں۔

سالک کیلئے مجاہدے کا عمل ختم نہیں ہوتا جب تک وہ وصول کو نہیں پہنچتا کیونکہ جب وہ ایک کام کیلئے جدوجہد کر کے نفس کو اس کا عادی بنالیتا ہے تو پھر وہ آگے بڑھتا ہے اور دوسرا کار خیر شروع کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر پہلے وہ پنج وقتہ نماز فرض کی پابندی کیلئے نفس کو عادی بنالیتا ہے تو پھر نماز تہجد کیلئے کوشش کرتا ہے اور پھر دیگر نفلی نمازوں کا علیٰ ہذاالقیاس۔

تقویٰ، زہد، ورع

لفظ تقویٰ عربی میں بچنے اور اجتناب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک روز حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا اے عمر کبھی آپ کا گزر ایسی جگہ پر ہوا ہے جہاں ہر طرف خاردار جھاڑیاں ہوں۔ آپ نے فرمایاہاں تو انہوں نے پوچھا پھر آپ نے وہاں کیا کیا؟ آپ نے کہا ہم نے دامن سمیٹ لئے اور نہایت احتیاط سے چلے۔ انہوں نے فرمایا بس یہی تقویٰ ہے۔ یعنی دنیا ایک خاردار جنگل ہے جہاں گناہوں کے کانٹے ہی کانٹے ہیں اس میں سے اس طرح گزرنا کہ دامن گناہ کے کانٹوں سے پاک رہے تقویٰ کہلاتا ہے۔ اس کا ترجمہ ڈرنا بھی اسی مناسبت سے کیا جاتا ہے۔ کہ جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ڈرنے ہی کی چیزیں ہوتی ہیں۔ یا ان سے عذاب الٰہی کا خطرہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَآاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنتُم مُّسلِمُونَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنا مگر مسلمان۔

اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو ایسے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ گویا

Marfat.com

تقویٰ اختیار کرنے کا بھی مخصوص مقام ہے قبولیت کے لحاظ سے یعنی حق تقویٰ اب دیکھنا یہ ہے کہ حق تقویٰ کیا ہے۔اس آیت کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود اور حسن بصری وغیرہ رضی اللہ عنہم نے یہ فرمائی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے۔

حَقَّ تُقَاتِہٖ ھُوَ اَن یُّطَاعَ فَلاَ یُعْصٰی وَیُذکَرَ فَلاَ یُنسٰی وَیُشکَرَ فَلاَ یُکْفَرَ

حق تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہر کام میں اس طرح کی جائے کہ کوئی کام اطاعت کے خلاف نہ ہو اور اس کو ہمیشہ یاد رکھیں کبھی غافل نہ ہوں اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کریں کبھی ناشکری نہ کریں۔

قرآن کریم کی دوسری آیت سے اس کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔ارشاد ہے اِتَّقُوا للّٰہَ مَاستَطَعتُم یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک تمہاری قدرت میں ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھول نہ جانے کا مدار فنائے قلب پر ہے۔رہی اطاعت و عدم عصیان اور شکر و عدم کفران تو ان امور کا مدار فنائے نفس پر ہے۔ حقیقی ایمان اور قلبی اطمینان پر ہی اطاعت کلی اور شکر دوامی کی بنیاد ہے۔ پس اس آیت کا تقاضا ہے کہ کمالات ولایت کو حاصل کرنا واجب ہے۔ آیت کے سبب نزول کا بھی یہی تقاضا ہے۔اس لئے تمام امراض باطنیہ سے نفس کو پاک وصاف کرنے، حسن اخلاق، خوف خدا اور ذکر دوامی سے قلب اور نفس کو آراستہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مجاہد نے اس آیت کی تشریح اس طرح کی ہے کہ "اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کرو، احکام خداوندی کی تعمیل سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ روکے اللہ کیلئے انصاف قائم کرنے کیلئے کھڑے ہو جاؤ خواہ خود تمہارا تمہارے ماں باپ کا اور اولاد کا اس میں نقصان ہو رہا ہو۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ایک روایت میں آیا ہے کہ بندہ اس وقت تک

Marfat.com

حسن تقویٰ ادا نہیں کرتا جب تک اپنی زبان کی نگہداشت نہ کرے

حضرت پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مجاہد اور حضرت انس نے وہ راستہ دکھایا ہے جو کمالات ولایت کو پہنچاتا ہے کیونکہ کم کھانا ہمیشہ ذکر خدا کرنا زبان کو لغو باتوں سے روکنا، عوام سے میل جول کم رکھنا، اللہ کے حقوق کے معاملے میں لوگوں کی پروانہ کرنا کمال ولایت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لوگو! اللہ سے پورے پورے ڈرتے رہو یعنی مذکورہ بالا آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰہُ (توبہ ۱۱۸) تلاوت فرمائی اور فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو زمین والوں کی زندگی تلخ بنادے۔ پس کیا حال ہو گا اس شخص کا جس کا کھانا سوائے زقوم کے اور کچھ نہ ہو گا۔

بہر کیف خوف خدا رذائل کے دفعیہ کیلئے اور راہ مستقیم اختیار کرنے کیلئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ   اور خدا سے ڈرنے والے کو دو جنتیں ملیں گی

قطب ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ زہد و تقویٰ کے معاملے میں سالک کیلئے اعلیٰ درجات اور مقامات وصول تک رسائی کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں" جب تک کسی شخص کے دل میں شہوات و لذات دنیوی کی ہوس موجود ہے وہ اپنی عاقبت کو نہیں سنوار سکتا۔ اور جب تک کوئی شخص عاقبت میں لذاتِ نفسانی مثلاً بہشت و مافیہا کا خواہشمند ہے وہ خالصتاً دیدار و رضاے الٰہی کا طلبگار نہیں ہے۔ اس بنا پر ایسے شخص نے ابھی زہد و تقویٰ کی حقیقت و ماہیت نہیں پائی اور اس کے تقاضوں سے ناآشنا ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

"زہد دنیا میں مومن کے دل کو سکون و اطمینان اور جسم کو راحت دیتا ہے پس یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب تک کسی شخص کے دل پر غیر اللہ کا غلبہ رہے گا وہ حقیقی خوشی اور

Marfat.com

طمانیت نہیں پاسکتا۔ اسی طرح نفس انسانی کے کثیف حجابات بھی اس وقت تک نہیں اتر سکتے جب تک وہ دنیوی تعلقات سے مکمل طور پر منقطع نہ ہو جائے پس مومن کو چاہئے کہ زہد فی الدنیا کی تکمیل کے بعد زہد فی الآخرت اختیار کرے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اپنے زہد و تقویٰ اور ذکر و عبادت کے عوض عقبیٰ میں جنت اور اس میں ذکر کی گئی کسی بھی چیز کا خواہشمند نہ ہو ورنہ ظاہر ہے کہ اس کی عبادت خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ حور و غلمان کیلئے ہو گی۔ جب مومن زہد فی الآخرت اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے بڑے بڑے عطیات اور نعمتیں عطا فرمانے کے علاوہ اسے اپنا محبوب و مقرب بندہ بنالے گا۔ اور اس پر بے بہا لطف و کرم فرمائے گا۔ پس زہد فی الدنیا اور زہد فی الآخرت کی برکت سے بندہ ظاہری و باطنی ہر لحاظ سے عروج و برکت حاصل کرتا رہے گا۔

اولیائے عظام اور بزرگان دین سے تقویٰ اور پرہیز گاری کے بے شمار واقعات منقول ہیں چند ایک کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا ارشاد فرماتی ہیں "میں نے ایک دفعہ ایک بادشاہ کے چراغ کی روشنی میں اپنا پھٹا ہوا پیراہن سیا۔ پھر مدت تک میرا دل مکدر رہا ناچار میں نے وہ پیوند پھاڑ ڈالا تب میرا دل یاد حق میں آسودہ ہوا اور کشادہ ہوا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں نقل ہے کہ ایک شخص پر آپ کا کچھ قرض تھا اس کے پڑوس میں آپ کے ایک شاگرد کا انتقال ہو گیا۔ آپ تشریف لے گئے دھوپ تیز تھی کہیں سایہ نہ تھا البتہ آپ کے مقروض کی دیوار کے نیچے سایہ موجود تھا لوگوں نے عرض کیا "دھوپ سے سایہ میں ہو جائیں" آپ نے فرمایا "صاحب مکان پر میرا کچھ قرض ہے۔ مجھے اس کی دیوار سے نفع حاصل نہ کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جس نے اپنے مقروض سے کچھ نفع حاصل کیا اس نے سود لیا۔ اگر میں اس کے دیوار سے فائدہ حاصل کروں تو گویا میں نے سود لیا۔ لہٰذا آپ دھوپ میں کھڑے رہے۔

حضرت امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں نقل ہے کہ ایک روز آپ بازار جا

Marfat.com

رہے تھے کہ ایک چٹکی بھر مٹی آپ کے جامہ پر آپڑی۔ آپ نے اسی وقت پانی کے ساتھ اسے دھوڈالا لوگوں نے کہااے امام آپ نے نجاست کی ایک معین مقدار کو جائز رکھا ہے تو اس قدر مٹی کو کیوں دھوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ فتویٰ ہے لیکن یہ تقویٰ ہے۔

زہد و تقوی کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ کفر و شرک سے بچنا ہے۔ ان معنوں میں قرآن پاک میں کئی جگہ متعین تقویٰ استعمال ہوا ہے۔ دوسرا درجہ جو اصل میں مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ اس چیز سے بچا جائے جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہیں۔ تقویٰ کے برکات و فضائل جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں اسی درجہ سے متعلق ہیں۔

تیسرا درجہ تقویٰ کا اعلیٰ مقام ہے جو انبیاء علیہم السلام ان کے خصوصی نائبین اولیائے کرام کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے قلب کو ہر غیر اللہ سے بچاتے اور اللہ کی یاد اور اس کی رضاجوئی سے معمور رکھتے ہیں الغرض تقویٰ ولایت کیلئے لازمی امر ہے۔

اقوال بزرگان

☆...... زہد تین حروف سے مرکب ز سے ترک زینت ہ سے ترک ہوا و ہوس د سے مراد ترک دنیا ہے۔ (حضرت ابو بکر وراق رحمتہ اللہ علیہ)

☆...... زہد یہ ہے کہ دنیا کو فراموش کر دے۔ آخرت کو یاد نہ کرے۔ اشیاء سے دل پھیر کر اشیاء کے خالق کی طرف متوجہ کرے۔ (حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ)

☆...... زہد کی چار علامتیں ہیں۔ خدا پر اعتماد، خلقت سے بیزاری، حق کیلئے اخلاص، عزت دین کیلئے ظلم برداشت کرنے کی طاقت۔ (احمد بن عاصم رحمتہ اللہ علیہ)

☆...... تقویٰ یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی تمہارا دامن گیر نہ ہو۔ (محمد علی حکیم ترمذی)

☆...... تقویٰ یہ ہے کہ ظاہر کو گناہوں سے آلودہ نہ کرے۔ باطن کو واہیات باتوں سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں قیام کرے۔ (ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ)

☆...... تقویٰ کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ظاہر تو خدا کی نگہداشت ہے اور باطن میں نیت اور

Marfat.com

اخلاص اس کی ابتدا معرفت اور انتہا توحید ہے۔ (ابن عطاء رحمتہ اللہ علیہ)

تقویٰ کے فوائد

۱. اللہ کی محبت کا حصول: ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَقِیْنَ اللہ پرہیزگاروں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ اکبر کیا شان فضیلت ہے۔ مزید فرمایا اِنْ اَوْلِیَاءُ ہٗ اِلاَّ الْمُتَقُوْنَ متقی لوگوں کو ہی اللہ دوست رکھتا ہے۔

۲. اعمال کی قبولیت: اعمال حسنہ کی قبولیت کا معیار بھی تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ اللہ تعالیٰ (اعمال کو) صرف تقویٰ والوں سے ہی قبول کرتا ہے۔

۳. خوف و حزن سے نجات: فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لاَھُمْ یَحْزَنُوْنَ جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی اختیار کی ان کے لئے نہ خوف ہے اور نہ کوئی غم

۴. ہدایت کے لئے شرط: قرآن کریم سے ہدایت کے حصول اور فہم و ادراک کے کیلئے بھی متقی ہونا شرط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ھُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ یعنی قرآن پاک ہدایت ہے متقین کیلئے

۵. گناہوں کا کفارہ: تقویٰ اختیار کرنے والے کے گناہ دھل جاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۶. انجام بخیر: سب سے بڑا معاملہ فکر آخرت کا ہے لیکن متقین کیلئے انجام کار کی خوشخبری ہے کیونکہ والْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اور انجام کار کامیابی متقین کیلئے ہے۔

۷. باعث اعزاز و اکرام: تقویٰ ہی دنیا و آخرت میں اعزاز و اکرام کا باعث ہے ارشاد

Marfat.com

خداوندی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تم میں سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

۸. ذریعہ حل مشکلات و فراخی رزق: تقویٰ مشکلات سے کامیابی کے ساتھ نکلنے اور فراخی رزق کا ذریعہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ اور جو اللہ سے ڈرتے ہوئے عمل کرے گا اللہ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے میں رزق دے گا جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

۹. اللہ متقین کا دوست: ارشاد خداوندی ہے وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے۔

۱۰. متقین کو اللہ کی معیت حاصل ہے: جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو جائے بھلا انہیں کس چیز کی کمی رہ جاتی ہے اور متقین و محسنین کو اللہ کی یہ معیت حاصل ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۲۳ گناہ

ارشاد خداوندی ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلاً كَرِيْمًا

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جارہا ہے تو تمہاری خفیف برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کردینگے اور تمہیں عزت کی جگہ (جنت میں) داخل کریں گے۔

گناہ کی اقسام: گناہ کی دو قسمیں ہیں ۱. کبیرہ ۲. صغیرہ

گناہ کی تعریف: مطلق گناہ ہر ایسے کام کا نام ہے جو اللہ تعالے کے حکم اور مرضی کے خلاف ہو کُلُّ مَا نُهِيَ مِنْهُ فَهُوَ كَبِيْرَةٌ یعنی وہ تمام کام جن سے منع کیا گیا ہو وہ سب کبیرہ ہیں (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) "ہر فعل گناہ کبیرہ ہے جسے کتاب وسنت کی نص صریح سے منع کیا گیا ہو۔ اس کیلئے اللہ اور اس کے رسول نے کوئی سزا مقرر کی ہو یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو۔ یا اس کے مرتکب پر لعنت کی ہو یا نزول عذاب کی خبر دی ہو۔" ایسے تمام اعمال گناہ کبیرہ میں شمار ہوتے ہیں اور باقی جتنے بھی افعال شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں وہ صغائر کی تعریف میں آتے ہیں لیکن صغیرہ گناہ پر اسرار اور شریعت کے کسی فرمان کی تحقیر کا شمار بھی کبیرہ گناہوں میں آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے کبیرہ گناہوں کی تعداد سات بتائی تو آپ نے فرمایا سات نہیں سات سو کہا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ امام ابن حجر مکی رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزواجر میں جو تفصیل بیان کی ہے اس سے کبائر کی تعداد چار سو سڑسٹھ تک پہنچتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مختلف مقامات پر حالات کی مناسبت سے ان کی تعداد کہیں تین کہیں چھ کہیں سات اور کہیں اس سے بھی زیادہ فرمائی ہے اس سے علمائے امت نے یہ سمجھا کہ اس سے کسی عدد پر انحصار کرنا مقصود نہیں بلکہ مواقع اور مناسبت کے لحاظ سے جتنا مقصود سمجھا گیا بیان فرمادیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں جو سب سے بڑے ہیں تمہیں ان سے باخبر کرتا ہوں وہ تین ہیں۔

۱. اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانا۔

۲. ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

۳. جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔ (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے بچہ کو اس خطرہ سے مار ڈالو کہ یہ تمہارے کھانے میں شریک ہوگا۔ تمہیں اس کو کھلانا پڑے گا۔ پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون سا سب سے بڑا گناہ ہے فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرنا (بدکاری خود ہی ایک بڑا جرم ہے اور پڑوسی کے اہل وعیال کی حفاظت بھی چونکہ اپنے اہل وعیال کی طرح انسان کے ذمہ لازم ہے اس لئے یہ جرم دگنا ہوگا) اسی طرح دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا شرک، قتل ناحق، یتیم کا مال ناجائز طریقے پر کھانا، سود کھانا میدان جہاد سے بھاگنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا صحیح حدیث کی رو سے کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔

روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ کوئی شخص دارالکفر سے ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ

Marfat.com

دارالہجرۃ کو چھوڑ کر دارالکفر میں چلا جائے۔ دیگر روایات کی رو سے یہ صورتیں بھی کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں، جھوٹی قسم کھانا، ضرورت سے زیادہ پانی کو روک رکھنا اور ضرورت مندوں کو نہ دینا، جادو سیکھنا، جادو کا عمل کرنا۔

فرمایا شراب پینا اکبر الکبائر ہے فرمایا شراب پینا ام الفواحش ہے کسی مسلمان بھائی پر ایسا الزام لگانا جس سے اس کی آبروریزی ہوتی ہو۔

فرمایا جس شخص نے بغیر شرعی عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس کے عذاب اور سزا سے بے خوف ہو جانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وارث کو نقصان پہچانے اور اس کا حصہ میراث کم کرنے کیلئے وصیت کرنا بھی کبائر میں سے ہے۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ چغلی کھانے والا جنت میں نہ جائیگا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "خائب خاسر ہوئے اور تباہ ہوگئے" یہ کلمہ تین بار دہرایا حضرت ابوذر غفاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ محروم القسمت اور تباہ برباد کون لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا "ایک شخص جو تکبر کے ساتھ تہ بند، کرتہ، عبایا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکائے۔ دوسرے وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے احسان جتلائے۔ تیسرے وہ آدمی جو بوڑھا ہونے کے باوجود بدکاری میں مبتلا ہو۔ چوتھے وہ آدمی جو بادشاہ یا افسر ہونے کے باوجود جھوٹ بولے۔ پانچویں وہ آدمی جو عیال دار ہونے کے باوجود تکبر کرے۔ چھٹے وہ آدمی جو کسی امام کے ہاتھ پر محض دنیا کی خاطر بیعت کرے۔

نسائی اور مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ چند آدمی جنت میں نہ جائیں گے۔ شرابی، ماں باپ کا نافرمان، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا، احسان جتلانے والا، جنات و شیاطین یا دوسرے ذرائع سے غیب کی خبریں بتانے والا، دیوث یعنی اہل وعیال کو بے حیائی سے نہ روکنے والا۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو کسی جانور

Marfat.com

کو اللہ کے سوا کسی کیلئے قربان کرے۔

فواحش کے گناہ عام کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت ہیں اور متعدی مرض کی مانند ہوتے ہیں۔ فواحش کا لفظ ان کاموں کیلئے بولا جاتا ہے جن میں بے حیائی ہو جیسے زنا اور اس سے قبل کے مراحل نیز وہ اعمال جو ڈھٹائی کے ساتھ اعلانیہ کئے جائیں۔ ان کا وبال بھی شدید اور پورے انسانی معاشرے پر پڑتا ہے۔

صغائر: جس گناہ کو اصطلاح میں صغیرہ یا چھوٹا کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایسے گناہوں کے ارتکاب میں غفلت یا سستی برتی جائے اور ان کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے بلکہ صغیرہ گناہوں کو بے باکی اور لاپرواہی کے ساتھ کیا جائے یا کسی صغیرہ گناہ کو جاری رکھا جائے تو وہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔ کسی بزرگ کا ارشاد ہے چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے چھوٹا اور بڑا بچھو، آگ کی بڑی چنگاری یا چھوٹی چنگاری اور انسان تو دونوں میں سے کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے میرے شیخ و مرشد صوفی عبدالمجید رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نیکی کرنے سے کسی گناہ کو ترک کرنا اولیٰ اور بدرجہا بہتر ہے۔

ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے۔ جو لوگ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں۔

فلسفہ گناہ: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

دنیا میں رہتے ہوئے انسان جب لذات دنیا میں کھو جاتا ہے تو اس فانی دنیا کے حصول کیلئے کسی برائی سے گریز نہیں کرتا۔ اس کے پیش نظر صرف اور صرف دنیاوی مفادات کا حصول ہوتا ہے۔ وہ احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیتا ہے ہر جائز اور ناجائز طریقے سے اس کے حصول میں وہ گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ نیکی اور بدی کی تمیز اس کے نزدیک ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ مال و اولاد کی محبت اور عیش و آرام کا حصول ہے نیز

Marfat.com

قناعت و توکل کی کمی بھی اس کی ایک وجہ ہے۔

مضرات گناہ: گناہ سراسر گھاٹا اور نقصان ہی نقصان ہے اس سے دنیا میں ذلت و خواری حاصل ہوتی ہے اور آخرت بھی برباد ہو جاتی ہے۔ گناہ کے مضرات بے شمار ہیں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱. گناہ کا مرتکب ہونے والا علم کی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم نورِ خدا ہے اور نورِ خدا گناہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔ اس سلسلے میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی رباعی شاہد ہے۔

شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ

فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ

لِاَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰہٍ

وَنُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصِیْ

میں نے وکیع سے اپنی یادداشت کے کم ہونے کا شکوہ کیا تو انہوں نے مجھے گناہ ترک کرنے کی نصیحت کی کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔

۲. گناہ سے روزی کی برکت کم ہو جاتی ہے جیسا کہ تقویٰ اور پرہیز گاری سے روزی میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔ سورۃ طلاق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "جو اللہ سے ڈرے اس کو ہر تنگی سے فراخی دی جاتی ہے اور اللہ ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔"

۳. ایک گناہ کرنے سے دوسرے گناہ کیلئے جرأت ہوتی ہے اور اس طرح پے درپے گناہوں سے خوفِ خدا اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب پر دلیر ہوتا جاتا ہے۔

۴. گناہوں سے دل کی ظلمت بڑھتی جاتی ہے اور وہ سیاہ ہو جاتا ہے اور نورِ حق سے دور ہو جاتا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک

Marfat.com

سیاہ نقطہ بن جاتا ہے پھر اگر توبہ اور استغفار کر لی تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے۔اور اگر توبہ نہ کی تو نقطہ بڑھتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔

۵. جب انسان گناہ کا عادی ہو جاتا ہے تو توبہ کی رغبت ختم ہو جاتی ہے اور دل توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔اور اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

۶. گنہگار نیکی اور بدی کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے۔گناہ کرتے کرتے گناہ کے ساتھ ایسی مناسبت ہو جاتی ہے کہ اس کی برائی کا احساس نہیں رہتا اور اس قماش کے لوگ فخریہ طور پر اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے ہیں۔

۷. گناہ کرنے سے دونوں جہان میں ذلت و خواری حصہ میں آتی ہے۔عوام کی نظر میں وہ ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور اس کی ہدایت کے مواقع مفقود ہو جاتے ہیں مَنۡ یُّضۡلِلۡهُ فَلاَ هَادِیَ لَہٗ اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

۸. گناہگار کا وبال صرف اسی تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ وبا دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور دیکھا دیکھی معاشرہ برائی کی راہ پر چل نکلتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چوپائے ، کیڑے، سانپ، بچھو گنہگاروں سے پناہ مانگتے ہیں ان کی شامت سے پانی بند اور قحط سالی ہو جاتی ہے۔

گناہوں کا کفارہ اور مغفرت: جیسا کہ اس باب کے شروع میں قرآن پاک کی آیت مبارکہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو چھوٹی برائیوں کو تمہارے حساب سے ساقط کر دیا جائے گا۔اس کی شرح یوں ہے کہ ایک تو اللہ رب العزت غفور الرحیم ہے وہ چھوٹے گناہوں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں معاف کر سکتا ہے اور

Marfat.com

دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی کی چھوٹی چھوٹی نیکیاں اسکے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ وضو کرتے ہوئے ہر عضو کے دھونے سے اس عضو کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب مسجد کی طرف چلتا ہے تو ہر قدم پر گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اسی طرح نماز اور دیگر اعمال صالحہ سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے لیکن ان سب سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ گناہ تو سچی توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا رہتے ہوئے وضو، نماز اور دیگر نیک اعمال کرتا ہے تو اس کے صغیرہ گناہوں کا بھی کفارہ نہیں ہوگا اور کبیرہ تو اپنی جگہ موجود ہی ہیں۔

ایک دفعہ حضرات ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے شیخ میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے مجھے کوئی نصیحت کیجئے تاکہ اس پر عمل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چھ خصلتوں کو قبول کرلے تو اس کے بعد تو جو کچھ بھی کرے گا۔ اس سے تجھے نقصان نہیں پہنچے گا۔

اول: یہ کہ جب تو معصیت (گناہ) کرے تو خدا کی روزی نہ کھا۔ اس نے کہا کہ جب رازق وہی ہے تو کہاں سے کھاؤں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بات اچھی نہیں کہ آقا کی نافرمانی بھی کرے اور پھر اس کی روزی کھائے۔

دوم: یہ کہ اگر معصیت کرنا چاہتا ہے تو اس کے ملک سے باہر نکل جا اس نے کہا کہ مشرق و مغرب شمال و جنوب سب کا مالک اللہ ہے۔ آخر میں کہاں جا سکتا ہوں؟ فرمایا یہ بات اچھی نہیں کہ تو اسی کے ملک میں رہے اور اس کی نافرمانی کرے۔

سوم: یہ کہ جب تو گناہ کرنا چاہے تو ایسی جگہ کر جہاں وہ تجھ کو نہ دیکھے اس نے کہا وہ تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے ایسی جگہ کونسی ہے جہاں وہ موجود نہ ہو فرمایہ یہ بات اچھی نہیں کہ تو اس کو حاضر و ناظر بھی جانے اور پھر بے دھڑک ہو کر گناہ بھی کرے۔

چہارم: یہ کہ جب ملک الموت تیری روح قبض کرنے آئے تو اس سے کہہ دے کہ مجھے توبہ کرنے کی مہلت دے۔ اس نے کہا بھلا وہ میری بات کیوں قبول کرے گا موت کا وقت

Marfat.com

تو مقرر ہے۔ فرمایا اگر تم کو یہ اختیار نہیں کہ توبہ کیلئے وقت حاصل کر لو تو اس وقت کو غنیمت کیوں نہیں سمجھتے اور ملک الموت کے آنے سے پہلے توبہ کیوں نہیں کر لیتے۔

پنجم: یہ کہ جب تیرے پاس منکر نکیر آئیں تو ان کو اپنے پاس سے دور کر دے اس نے کہا بھلا مجھ میں اتنی طاقت کہاں؟ فرمایا اگر یہ طاقت نہیں تو ان کے سوالوں کا جواب دینے کیلئے اپنے آپ کو تیار کر۔

ششم: یہ کہ قیامت کے دن جب حکم ہو گا کہ گناہ گاروں کو دوزخ میں لے جاؤ تو اس وقت کہنا میں نہیں جاتا۔ اس نے کہا میرے کہنے کا کیا ہے وہ مجھے زبردستی گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ فرمایا اگر یہ حال ہے تو پھر گناہ سے کیوں باز نہیں آتے۔

اس شخص پر حضرت کی ان عارفانہ باتوں کا اس قدر اثر ہوا کہ زار زار رونے لگا سچے دل سے توبہ کی اور مرتے دم تک اس پر قائم رہا۔ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ انسان کو تباہی کے دہانے پر لے جاتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس سے بچے اور شیطان و نفس کے وسوسوں سے بچنے کیلئے اللہ کی پناہ اور تائید کا طلبگار رہے۔

Marfat.com

باب ۲۴ اعمال کی جزاوسزا

اعمال کی جزاوسزا کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ

کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں (یونہی) فضول پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ۵ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۵

جو شخص (دنیا میں) ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو وہاں دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اخلاق کے نقطہ نظر سے خیر وشر اور نیکی اور بدی کے فرق کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اچھے اور برے لوگوں کا انجام یکساں نہ ہو۔ نیکوں کو ان کی نیکی کا بدلہ ملے اور بروں کو ان کی برائی کا بدلہ ملے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اچھے اور برے اعمال کی تمیز ہی دنیا سے ختم ہو جائے۔ وہ فاسق و فاجر جو زندگی بھر اللہ کے احکام کی نافرمانی کرتے رہے اور داد عیش دیتے رہے کیا ان کی زندگی اور موت ان لوگوں جیسی ہو سکتی ہے جو تمام عمر اطاعت گزار رہے؟ اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا رہے۔ ہرگز نہیں اول الذکر لوگ دوسرے بندگان خدا کے ہم پلہ کبھی نہیں ہو سکتے۔ رب ذوالجلال قرآن پاک میں سورۃ ص میں ارشاد فرماتا ہے "کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یکساں کر دیں؟ کیا متقیوں کو ہم فاجروں (گنہگاروں) کے برابر کریں؟ (ہرگز نہیں) آیات ۲۷، ۲۸ ان آیات سے اس امر کی واضح طور پر نشاندہی ہوتی

Marfat.com

ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی محاسبہ نہ ہو اور انسانی افعال کی کوئی جزا اور سزا نہ ہو تو اس سے رب ذوالجلال کے عدل وانصاف کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور دنیا میں اچھائی اور برائی کی تمیز ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

جزاوسزا کا معیار: قرآن حکیم میں مومن، منافق، کافر، مومن صالح، مومن خطاکار، مومن ظالم وفاسق، محض کافر اور کافر مفسد وظالم وغیرہ کی جزا اور سزا کے مفصل قوانین بیان کئے گئے ہیں اور قرآن پاک کی رو سے:

۱. کافر ومشرک اور منافق کے اعمال (نیک) ضائع کر دیئے گئے۔ آخرت میں اس کو ان کا اجر نہیں ملے ان کا اجر ہے تو دنیا میں مل جائیگا۔

۲. مومن کیلئے بدی کی سزا اتنی ہی دی جائیگی جتنی بدی ہے مگر نیکیوں کی جزا اصل فعل سے زیادہ ہو گی۔ ہر نیکی کا اجر کہیں دس گنا اور کہیں اس سے بھی زیادہ عطا کرے گا۔

(الف) مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ٥

اور جو نیکی لے کر آئے اس کیلئے دس گناہ اجر ہے اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائیگا۔ اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

(ب) مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ٥

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اس طرح جس کے اجر میں اللہ چاہتا ہے اضافہ فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

۳. مومن اگر بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کریں گے تو ان کے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

Marfat.com

۴۔ مومن صالح سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔اس کی برائیوں سے درگزر کیا جائے گا اوراس کے بہترین اعمال کے لحاظ سے اس کو اجر دیا جائے گا۔

اب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ کریں ''ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور رسالتمآت ﷺ کے ساتھ کھانا کھارہے تھے۔ اتنے میں سورۃ زلزال کی مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس ذرہ برابر برائی کا نتیجہ دیکھوں گا جو مجھ سے سرزد ہوئی۔'' حضور نے فرمایا ''اے ابو بکر دنیا میں جو معاملہ بھی تمہیں ایسا پیش آتا ہے جو تمہیں ناگوار ہو وہ ان ذرہ برابر برائیوں کا بدلہ ہے جو تم سے صادر ہوئیں اور جو ذرہ برابر بھی تمہاری نیکیاں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ آپ کے لئے آخرت میں محفوظ رکھ رہا ہے (طبرانی، حاکم، بیہقی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَبِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ط

اور جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائیگا اور اللہ کے سوا کوئی اپنا حمایتی اور مددگار نہ پائیگا۔

امام مسلم نسائی اور ترمذی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام سخت رنج و غم میں مبتلا ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس آیت نے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں اور ذرا سی بھی برائی ہو گی تو اس کی بھی جزا ملے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فکر میں نہ پڑو اپنی طاقت اور قدرت کے مطابق عمل کرتے رہو۔ تمہیں دنیا میں جو بھی کوئی تکلیف یا مصیبت پیش آتی ہے یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ اور برائی کی جزا ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو وہ بھی کفارہ گناہ ہے ایک اور روایت میں ہے کہ مسلمان کو دنیا میں جو کوئی غم یا تکلیف، بیماری یا فکر لاحق ہوتا ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ بندہ کو جو بخار یا تکلیف پہنچتی ہے یا کانٹا لگتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی کوئی چیز ایک جیب میں تلاش کرے مگر وہ دوسری جیب میں

Marfat.com

ملے تو اتنی مشقت بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

اعمال کی قبولیت کا پیمانہ: ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا

اور اس شخص سے بہتر کس کا طریقہ ہو سکتا ہے جو اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور نیک کاموں میں مشغول ہو اور یکسو ہو کر ملتِ ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک کسی عمل کے مقبول ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک اخلاص اور دوسری حسن عمل یعنی عمل کا سنت مطاہرہ اور شریعت کے مطابق ہونا۔

ان شرائط میں پہلی شرط اخلاص ہے جس کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ کام جس میں ریا، نمود و نمائش کوئی طمع یا حرص ہو وہ مردود ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ٥

پس اللہ کی عبادت کریں خالصتاً اس کی اطاعت کرتے ہوئے۔

نیز یہ کہ روز جزا اعمال کی گنتی نہیں ہوگی بلکہ وزن کیا جائیگا اگر کسی شخص کے اعمال نماز، روزے، خیرات، وغیرہ کی تعداد زیادہ لیکن ان میں خلوص اور للّٰہیت کا عنصر کم ہے تو لازماً دوسرا شخص جس کے اعمالِ نیک کی تعداد کم ہے لیکن اس کے اعمال خالصتاً لوجہ اللہ ہیں وہ پہلے شخص کی نسبت زیادہ اجر کا مستحق ہوگا۔ اور اخلاص کا تعلق دل سے ہے اور دوسری شرط یعنی مطابق شریعت ہونے کا تعلق ظاہری عمل سے ہے۔ یعنی اس کا ظاہر اور باطن دونوں درست ہوں۔ اخلاص نہ رہا تو عملاً منافق ہو گیا اور اتباع سنت و شرع نہ رہا تو گمراہ ہو گیا۔

اس حسنِ عمل کے سلسلہ میں سورۃ ملک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

جس نے مرنا اور جینا بنایا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

Marfat.com

اس آیہ کریمہ سے مزید تائید ہوتی ہے کہ اللہ کے نزدیک کسی عمل کی مقدار یا تعداد کا زیادہ ہونا قابل توجہ نہیں بلکہ اس میں اخلاص اور للّٰہیت کے عنصر کا پایا جانا ضروری ہے۔

حسن عمل کیا ہے اس بارے میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یہاں تک کہ اَحۡسَنَ عَمَلاً تک پہنچے تو فرمایا کہ (احسن عملا) وہ شخص ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو اور اللہ کی اطاعت میں ہر وقت مستعد اور تیار ہو۔ (قرطبی)

ظالموں کی قسمیں بروئے اعمال: اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی نافرمانی اور اعمالِ شر کو قرآن پاک میں مختلف جگہوں پر ظلم کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ مفسرین کے اعمال کے لحاظ سے ظلم کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ ایک قسم شرک ہے جس کو ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ دوسری قسم حقوق اللہ میں کوتاہی ہے اس کی مغفرت ہو سکے گی۔ تیسری قسم حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ لئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

بخشش کا ذریعہ فضل ربی: جملہ اعمال کے حسن کا اور بہترین ہونے کے باوجود بخشش کا ذریعہ صرف اور صرف اللہ کی مشیت اور فضل و رحمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَوَقٰهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ۝ فَضۡلاً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝	اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا یہ تیرے رب کا فضل ہوگا اور بڑی کامیابی یہی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جہنم کے عذاب سے بچنے اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز کئے جانے کو اپنے فضل کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ اعمال صالحہ کا اجر و ثواب مومن کو ملتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ نیک اعمال کی توفیق بھی تو آخر رب کریم کی دی ہوئی ہے۔ مزید یہ کہ کوئی اچھے سے اچھا عمل فی نفسہ کامل اور مکمل نہیں ہو سکتا۔ اعمال میں بے شمار کوتاہیاں رہ جاتی ہیں اور یہ دعویٰ کسی صورت میں بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس عمل میں

Marfat.com

کوئی نقص واقع نہیں ہوا۔ بڑے بڑے عابد زاہد اور اولیاء عظام بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔

بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ: حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ جنہیں سلطان العارفین ہونے کا اعزاز حاصل ہے نماز اس قدر خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرتے کہ ہیبت حق تعالیٰ کی وجہ سے سینے کی ہڈیوں کی آواز آیا کرتی اور لوگ سنتے تھے۔ (نفحات الانس)

اس انداز کی عبادت کے باوجود آپ کی تمنا ہی رہی کہ نماز کو احسن طریق سے ادا کرنے کا حق ادا ہو جائے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

"ساری عمر میری تمنا رہی کہ ایک نماز تو ایسی ادا کر لوں کہ جو خدا کے شایان شان ہو۔ لیکن افسوس نہ کر سکا۔ ایک رات نماز عشاء کے بعد فجر تک چار چار رکعتیں ادا کیں ہر بار جب فارغ ہوتا تو دل یہی کہتا کہ اس سے بہتر ہونی چاہئے یہاں تک کہ صبح ہونے کے قریب ہو گئی مجبوراً جلدی جلدی وتر پڑھے اور معبود حقیقی کے حضور دعا کی۔

"بار الٰہی! میں نے اپنے طور پر مقدور بھر کوشش کی ہے کہ تیری شان کے شایان نماز ادا کر سکوں لیکن افسوس نہ ہو سکی یہ نماز بایزید کی اپنی حیثیت کے مطابق ہے پالنے والے! تیرے بے نماز بھی تو بہت ہیں۔ بایزید کو بھی ان میں سے ایک سمجھ لیجیو اور انہی میں شمار کر لیجیو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

سبحان اللہ! یہ کیفیت ہے عارفان حق کی تو عام لوگ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کی عبادات اور اعمال عیوب سے پاک ہیں۔ تکیہ صرف اس کے رحم و کرم پر ہے۔ ہمارے فرائض و واجبات میں کمی رہ سکتی ہے نماز میں ریاکاری کے شائبے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا خیرات میں کسی پر احسان جتانے سے ہر نیک عمل ضائع ہو سکتا ہے۔ یہ صرف اللہ کا فضل ہی ہے کہ وہ بندے کی کوتاہیوں، لغزشوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرے اور اعمال کے نقائص سے درگزر کرتے ہوئے ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادات کو شرف قبولیت بخش کر مغفرت عطا فرمائے ورنہ اگر پورا پورا عدل کرنے پر آئے تو بڑے بڑے عابد اور زاہدوں کا چھٹکارا

Marfat.com

مشکل ہو جائے۔

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے ہو
فضل کریں تے بخشے جاون میں جیہے منہ کالے ہو

کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی متقی اور پارسا کیوں نہ ہو اپنے اعمال پر بھروسہ کر کے جنت میں جانے کا دعویدار اور امیدوار نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد سے واضح ہے آپ نے فرمایا۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ اَحَدًا لَّنْ یُّدْخِلَهٗ عَمَلُهٗ الْجَنَّةَ — خوب جان لو کہ کسی کا عمل اس کو جنت میں داخل نہیں کر سکتا۔

لوگوں نے عرض کیا حضور آپ کا عمل بھی فرمایا:

وَلَا اَنَا اِلَّاۤ اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم) — ہاں میں بھی اپنے عمل کے زور سے جنت میں نہیں جاؤں گا مگر میرا رب اپنی رحمت سے ڈھانپ لے

مَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ — جس کے عمل نے اسے پیچھے ڈال دیا اس کا حسب نسب اسے آگے نہیں لے جائے گا۔

ہر حالت میں خوف خدا: کسی کے اعمال صالح کی قبولیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے نیک اعمال کرتے ہوئے بھی خدا سے ڈرنا چاہئے اور صرف اس کے فضل و رحمت پر نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ سے ڈرنے والوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں جو نیکیاں بھی کرتے ہیں اس پر فخر نہیں کرتے غرورِ تقویٰ اور پندارِ خدارسیدگی میں مبتلا نہیں ہوتے۔ بلکہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی خوفزدہ رہتے ہیں کہ خدا جانے ان کے اعمال قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے ایک حدیث میں نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ آیات

Marfat.com

مبارک کہ "جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں (۵۷) اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور (باوجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس لوٹنے والے ہیں (۶۰-سورۃ المومنون) کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص چوری، زنا او شراب نوشی کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے" جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "نہیں اے صدیق کی بیٹی! اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اور پھر اللہ عزوجل سے ڈرتا رہتا ہے۔"

اس امر کی مکمل تصویر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حالت ہے کہ عمر بھر کی بے نظیر مومنانہ خدمات کے بعد جب رخصت ہونے لگتے ہیں خدا کے محاسبے سے ڈرتے ہوئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخرت میں برابر برابر بھی چھوٹ جاؤں تو غنیمت ہے حالانکہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور آپ کو جنت کی بشارت مل چکی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے کہ مومن اطاعت کرتا ہے پھر بھی ڈرتا ہے اور منافق معصیت کرتا ہے پھر بھی بے خوف رہتا ہے۔ بلاشبہ مومن کی شان یہی ہونی چاہئے۔

لیکن یاد رکھیں کہ اللہ کی رحمت سے مایوسی بھی گناہ ہے۔ اللہ سے ڈرتا بھی رہے اور امید کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوڑے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط	تم خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط	بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥	وہ واقعی بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان بخشش کی امید پر گناہ کے ارتکاب میں جری ہو جائے اور یہ سمجھے کہ خدا کی رحمت تو بہت وسیع ہے میرے گناہوں کی اس کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے۔ میں جو کچھ بھی کروں بخشش تو ہو ہی جائے گی۔ ایسی سوچ کا حامل گناہوں کی

Marfat.com

دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے اور خدا کی مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے اس کی رحمت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ برائی سے بچے اور نیک اعمال کی کثرت کے ساتھ ساتھ اس کے فضل و رحمت کا امیدوار رہے گویا ایک مومن کیلئے امید و بیم دونوں نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔

اعمال کے آثار: انسان جو نیکی یا بدی کرتا ہے وہ تمام اعمال تو اس کے نامہ اعمال میں لکھے ہی جاتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ آثار (اعمال کے اثرات) بھی لکھے جاتے ہیں جو وہ پیچھے چھوڑ جاتا ہے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں ارشاد ہے وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ اور ہم لکھیں گے وہ اعمال جو اس نے آگے بھیجے اور جو آثار اس نے پیچھے چھوڑے۔

آثار سے مراد وہ ثمرات و نتائج ہیں جو بعد میں ظاہر ہوتے ہیں اور باقی رہتے ہیں مثلاً کسی نے لوگوں کو دین کی تعلیم دی، دینی احکام بتلائے یا کوئی کتاب تصنیف کی جس سے لوگوں کو اس کے بعد نفع پہنچا وہ سب اعمال، اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح برے اعمال جن کے برے ثمرات اور آثار دنیا میں باقی رہیں مثلاً ظالمانہ و فاسقانہ قوانین جاری کر دئے۔ معاشرے میں فحاشی کو عام کیا۔ اولاد کو بری تربیت دی۔ لوگوں کو فسق و فجور کی راہ پر لگایا کسی بدعت کو جاری اور عام کیا تو یہ اعمال معاشرہ میں جو برے اثرات پیدا کریں گے اور جب تک وہ عمل نسل در نسل جاری رہے گا وہ تمام برائیاں بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ حضرت عبداللہ بن بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے آدمی اس طریقہ پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی آئے۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے آدمی جب تک اس برے طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے ان کا گناہ بھی اس کو ہوتا رہے گا۔ بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کمی آئے۔"

Marfat.com

مفلس کون؟

ایک عبرت آموز حدیث

قیامت خسارے کا دن ہے۔ اس کے لئے سامان اسی دنیا سے کرنا چاہئے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پیش نظر رکھے ذیل کی حدیث میں اس فکر آخرت کیلئے ایک سبق آموز اور فکر انگیز حدیث درج کی جاتی ہے۔

صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے صحابہ نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس مال و متاع نہ ہو ہم اس کو مفلس سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن اپنے اعمال صالحہ نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ لے کر آئے گا مگر اس کا حال یہ ہوگا کہ دنیا میں کسی کو گالی دی کسی پر بہتان باندھا کسی کو مارا یا قتل کیا کسی کا مال ناحق لے لیا (تو یہ سب جمع ہونگے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے۔) کوئی اس کی نماز لے جائے گا کوئی روزہ کوئی زکوۃ اور دوسری حسنات جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کا گناہ اس ظالم پر ڈال دیا جائیگا۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو اس کو چاہئے کہ دنیا ہی میں اس کو ادا کر دے یا معاف کرا کر سبکدوش ہو جائے۔ ورنہ قیامت کے دن درہم و دینار (روپیہ پیسہ) تو ہونگے نہیں جس کا مطالبہ ہوگا۔ اس کو اس شخص کے اعمال صالحہ دے کر بدلہ چکا دیا جائے گا۔ اعمال صالحہ ختم ہو جائیں گے تو بقدر اس کے حق کے مظلوم کا گناہ اس پر ڈال دیا جائے گا۔" (مظہری)

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

Marfat.com

باب ۲۵ دعوت اِلی الخیر

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۱. اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے۔

۲. وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّةٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور حکم کرتی رہے نیک کاموں کا اور برائی سے منع کرتی رہے۔

اس پہلی آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کو اللہ کی راہ کی طرف دانائی کے ساتھ اور خیر خواہی کے ساتھ بلانے کا حکم اور آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگرچہ اس آیت میں مخاطب نبی مکرم ﷺ ہیں لیکن یہ فریضہ آپ کی امت کے افراد پر بھی عائد ہوتا ہے جیسا کہ دوسری آیت میں دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جو شخص یا جماعت دعوت الی اللہ کا فریضہ سر انجام دیتی ہے اس کو نظر احسان سے دیکھتے ہوئے رب کریم کا ارشاد ہے۔

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے۔

یہ مومنین کاملین کی صفت ہے کہ وہ نہ صرف خود عمل صالح کو اپناتے ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی دعوت حق دیتے ہیں اور یہ دعوت خواہ اعمال ظاہرہ کی طرف ہو یا

Marfat.com

اعمال باطنہ کی طرف رب کریم کا ارشاد ہے کہ اس سے اچھا عمل اور کس کا ہو سکتا ہے کہ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے ثابت ہوا کہ انسان کے کلام میں احسن اور افضل کلام وہ ہے جس میں اوروں کو دعوت حق دی گئی ہو۔

اس لئے سچے مومن اور صاحب طریقت کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جس راہ حق و صداقت پر وہ خود گامزن ہے اس کی دعوت دوسروں کو بھی دے ان کو بھی رب ذوالجلال کی طرف بلائے اور ان کی اصلاح کے لئے بھی جدوجہد کرے اور انہیں اصلاح اعمال کی طرف راغب کرے جیسا کہ صوفیائے متقدمین اور بزرگان دین کا وطیرہ رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے یعنی نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔

گناہ اور معصیت کو حتی الوسع نہ روکنا اور ان پر اظہار نفرت نہ کرنا بھی اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بحر محیط میں ہے کہ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو تباہ کردو۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ اس بستی میں آپ کا فلاں عبادت گزار بندہ بھی ہے۔ حکم ہوا اس کو بھی عذاب چکھاؤ کیونکہ ہماری نافرمانیوں اور گناہوں کو ہوتے دیکھ کر بھی اسے غصہ نہیں آیا اور اس کا چہرہ غصے سے متغیر کیوں نہ ہوا۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے جن میں سے چالیس ہزار نیک لوگ ہیں اور ساٹھ ہزار بد عمل۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا رب العلمین! بدکرداروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ نیک لوگ بھی ان بدکرداروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ کھانے، پینے اور ہنسی و دل لگی میں شریک رہتے۔ میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر بھی کبھی ان کے چہروں پر ناگواری کا اثر تک نہ آیا۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو لوگ کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور (مقدور بھر) اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ مجرموں کے ساتھ ان دوسرے لوگوں کو بھی عذاب میں پکڑ لے۔

بحری جہاز کے دو طبقوں کی مثال: صحیح بخاری میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قانونی حدود توڑنے والے ہیں اور جو لوگ ان کو دیکھ کر مداہنت کرنے والے ہیں یعنی باوجود قدرت کے ان کو گناہ سے نہیں روکتے ان دونوں طبقوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بحری جہاز کے دو طبقے ہوں اور نیچے کے طبقے والے اوپر آکر اپنی ضروریات کیلئے پانی لیتے ہوں۔ جس سے اوپر والے تکلیف محسوس کریں نیچے والے یہ دیکھ کر یہ صورت اختیار کریں کہ نچلے حصے میں سوراخ کر کے اس سے اپنے لئے پانی حاصل کریں اور اوپر کے لوگ ان کی حرکت کو دیکھیں اور منع نہ کریں تو ظاہر ہے کہ پانی پوری کشتی میں بھر جائے گا اور جب نیچے والے غرق ہوں گے تو اوپر والے بھی ڈوبنے سے نہ بچیں گے۔

ان احادیث مبارکہ سے بھی دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اس لئے ہر مومن کا فرض بنتا ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا راستہ بتائے اور برائی سے روکے اور پیارے نبی مکرم ﷺ کے دین متین کی باتیں دوسروں تک پہنچائے ارشاد نبوی ہے۔

بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً — میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہو

Marfat.com

باب ۲۶ علم

علم اللہ کا نور ہے۔ اور جہالت کے اندھیروں کیلئے اجالا ہے۔ یہ مسائل اور مشکلات کا حل اور عمل کیلئے ذریعہ سہولت ہے۔ علم عقل کیلئے راہنما اور قلب کیلئے نور ہے۔ یہ چیزوں کیلئے پہچان کا ذریعہ ہے بلکہ اللہ کی پہچان اور معرفت بھی علم کے بغیر ناممکن ہے۔

اس لئے

پے علم چوں شمع باید گداخت   کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

علم کے حصول کی خاطر شمع کی مانند پگھل جانا چاہئے کیونکہ بے علم تو خدا کی پہچان بھی نہیں کر سکتا۔

علم کے حصول کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ رب کریم نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خود علم میں اضافہ کی ترغیب دیتے ہوئے سورۃ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا   کہئے اے رب مجھے اور علم عطا فرما

<u>علم کی فرضیت:</u>

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ   علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں علم کی فرضیت کے پیش نظر اس قدر علم کا سیکھنا واجب اور ضروری ہے جس سے ہمارے عقائد اور دینی اعمال درست ہو جائیں۔ کیونکہ علم کے بغیر کوئی عمل بھی احسن طریقہ پر سرانجام نہیں دیا جا سکتا مثلاً نماز کی ادائیگی کیلئے ضروری ہے کہ انسان پہلے ارکان طہارت، پانی کی پاکیزگی، قبلہ کی شناخت، نیت کی کیفیت اور نماز کے ارکان

Marfat.com

فرائض، واجبات اور سنن و مستحبات کا علم رکھتا ہو۔ اگر کسی نمازی کو یہ علم ہی نہیں کہ جو نماز وہ ادا کرنا چاہتا ہے اس کی کتنی رکعتیں ہیں اور نماز کی ادائیگی کا طریق کار کیا ہے تو وہ نماز کیسے ادا کر سکے گا۔ پس معلوم ہوا کہ علم کے بغیر عمل کا بجالانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے رمضان شریف آگیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا۔ صاحب نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ اور حج کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا۔ اگر ایسا نہ کیا تو گنہگار ہوا۔ اور جب عقد نکاح میں آیا تو حیض و نفاس اور زن و شوہر سے متعلقہ مسائل کا جاننا واجب ہو جاتا ہے اسی طرح دیگر دینی اور شرعی مسائل کا علم ضروری ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ اس کارخانہ حیات میں زندگی گزارنے کیلئے صنعت دستکاری اور کاشتکاری کے علاوہ دیگر کاروباری پیشہ ورانہ علوم کا جاننا بھی ضروری ہے۔

علم کی فضیلت:

علم ہی کی بدولت انسان کو فرشتوں پر فضیلت دی گئی اور حضرت انسان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ مسجود ملائکہ بنا اور اسی شرف کی بدولت آج انسان ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے اور تسخیر کائنات کے منصوبے بنا رہا ہے صاحب علم اور بے علم جاہل میں کوئی نسبت نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلۡ هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ط

فرما دیجئے (اے نبی ﷺ) کیا برابر ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے

(یعنی بے علم کبھی علم والوں کے برابر نہیں ہو سکتے)

اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا

یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ط

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے رتبے بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

۱. فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَا كُمْ
عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر (ترمذی)

۲. جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کیلئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔ اور ہر وہ چیز جو آسمان اور زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کیلئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء انبیاء کرام کے وارث اور جانشین ہیں۔

(ترمذی ابو داؤد)

۳. رات کے وقت ایک گھڑی علم کا پڑھنا اور پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔
(دارمی۔ مشکوٰۃ)

۴. قرآنی علوم کے سیکھنے اور سکھانے کے سلسلہ میں ارشاد نبوی ہے
خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَعَلَّمَهٗ
تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

۵. حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا اے ابوذر! اگر تو صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ اس وقت اس پر عمل ہو رہا ہو یا نہ ہو رہا ہو تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

علم اور عمل:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ "اہل علم کون لوگ ہیں" انہوں نے جواب دیا کہ "جو اپنے علم کے مطابق عمل کریں"

علم ایک لازوال دولت ہے۔ چاہئے یہ کہ اس سے انسان خود بھی فائدہ اٹھائے اور

Marfat.com

دوسروں کو بھی مستفید کرے جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کنوئیں کا پانی استعمال نہ کیا جائے تو وہ پانی وہیں پڑا سڑ جائے گا اور اس سے بدبو آنی شروع ہو جائیگی۔ لیکن اگر اس سے انسان خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی استعمال کرنے اور فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے تو پانی تازہ بہ تازہ ملے گا اور ذائقہ میں بہتر اور ٹھنڈا نکلتا آئے گا۔

علم ایک ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتا ہے حالانکہ دنیا کا مال و دولت خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ طبقات کبریٰ میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے:

مَنْ عَمِلَ بِمَا یَعْلَمُ وَرَثَهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَم

جس شخص نے اس علم پر عمل کیا جس کو وہ جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے علم کا وارث بنادے گا جس کو وہ نہیں جانتا۔

اس میں شک نہیں کہ علم پر عمل کرنا بہت دشوار ہے لیکن یہ امر جس قدر دشوار ہے اتنا ہی ضروری ہے۔ البتہ اس کے لئے عزم و ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "میں نے تیس سال مجاہدہ کیا لیکن میں نے علم پر عمل کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز سخت اور دشوار نہیں دیکھی"

حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: اگر اللہ تم کو قول و عمل دونوں دے تو سعادت ہے اگر صرف عمل دے، تو نعمت ہے اور صرف قول ہی دے عمل نہ دے تو مصیبت ہے اور اگر قول و عمل دونوں نہ دے، تو آفت ہے۔

حقیقی علم:

علم کی بے شمار اقسام اور لاتعداد شاخیں اور شعبہ جات ہیں لیکن بہترین علم وہ ہے جس سے اللہ رب العزت کی پہچان اور معرفت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے اور فانی کا علم فانی ہے اور باقی کا علم و معرفت حیات ابدی کی بشارت ہے۔ جو علم اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ دکھائے وہ جہالت ہے حقیقی علم وہی علم ہے جو دل سے گمراہی کا زنگ دور

Marfat.com

کرے نفسانی خواہشات سے آزاد کرے۔ دل میں خوف و خشیت کا اضافہ کرے اور عشق الٰہی کے جذب و شوق کو فزوں تر کرے۔

علم اور خشیت (خوف خدا)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ط (فاطر ۔۲۸)

اللہ کے بندوں میں سے وہی اللہ سے ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

گویا اللہ رب العزت کی خشیت خوف اور ڈر کا باعث علم ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ کی صفات کی جس قدر پہچان ہو گی اسی قدر انسان کے دل میں خوف خدا ہو گا اور جو شخص اللہ کی صفات سے جس قدر ناواقف ہو گا وہ اس سے اتنا ہی بے خوف ہو گا۔ اللہ کی آیات اور نشانیوں کا جس قدر باریک بینی اور اور غور و فکر سے مطالعہ کیا جائے اسی قدر اللہ کی معرفت حاصل ہو گی اور اس کی عظمت اور کبریائی کا ایسا علم نصیب ہو گا کہ وہ عین الیقین اور حق الیقین کی منزل تک پہنچا دے گا۔ شک و شبہ کا غبار چھٹ جائیگا اور رب ذوالجلال کی معرفت نصیب ہو گی۔

۱. حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لَیۡسَ الۡعِلۡمُ بِکَثۡرَتِ الۡحَدِیۡثِ وَلٰکِنَّ الۡعِلۡمَ عَنۡ کَثۡرَتِ الۡخَشِیۡئَۃِ

بہت سی باتیں بنانا (یا بہت سی حدیثیں) یاد کر لینا علم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت یعنی خوف خدا کو علم کہتے ہیں۔

گویا جس درجہ کا کسی میں خوف خدا ہو گا وہ اسی درجے کا عالم ہو گا۔

۲. حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم وہ ہے جو اللہ سے بن دیکھے ڈرے جو کچھ اللہ کو پسند ہے اس کی طرف راغب ہو اور جس چیز سے اللہ ناراض ہے اس سے کوئی دلچسپی نہ رکھے۔

۳. حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں بلکہ

Marfat.com

علم ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

۴. حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مَنْ لَمْ یَخْشَ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیْسَ بِعَالِمٍ جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں۔

۵. حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "فقیہہ اور عالم صحیح معنوں میں وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور ان کو گناہوں کی رخصت بھی نہ دے۔ ان کو خدا کے عذاب سے مطمئن بھی نہ کر دے اور قرآن کو چھوڑ کر کسی کی طرف رغبت پیدا نہ کرے (اور فرمایا) اس عبادت میں کوئی خیر نہیں جو بغیر علم کے ہو اور اس علم میں کوئی خیر نہیں جو بے فقہ یعنی بغیر سمجھ بوجھ کے ہو اور اس قرأت میں کوئی خیر نہیں جو بغیر تدبّر کے ہو۔

۶. حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: اگر دل میں اللہ کا خوف ہو تو انسان کیلئے اس قدر علم کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت کوئی نہیں کہ انسان خدا سے غرور کرنے لگے۔

۷. حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "جس شخص میں خشیت نہیں وہ عالم نہیں۔"

Marfat.com

باب ۲۷ حقیقت صلوٰۃ

نماز کی فرضیت:

نماز کی حقیقت اور اس کے روحانی فیوض و برکات اور باطنی انوار و تجلیات کو زیر بحث لانے سے قبل ضروری ہے کہ نماز کی فرضیت و اہمیت اور اس کی تاکید اور عدم ادائیگی کی صورت میں وعید کو بیان کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ط — تحقیق نماز فرض کی گئی ہے مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ۔

سورۂ بقرہ۔ سورۂ حج اور سورۂ مزمل میں ارشاد ہے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ — نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو

علماء کا قول ہے کہ قرآن پاک میں ساٹھ جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور متعدد احادیث میں ارشاد نبوی نقل کیا گیا ہے:

اِتَّقُوا اللّٰہَ فِی الصَّلٰوۃِ — نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو

توحید اور رسالت کے اقرار کے بعد مسلمان کیلئے سب سے زیادہ اہمیت نماز پنجگانہ کی ہے۔ نماز تمام عبادات سے افضل ہے۔ اس کی فرضیت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ نماز کا منکر اسلام سے خارج ہے۔ نماز رات اور دن میں پانچ بار فرض ہے اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ تمام فرائض میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی۔ اور یہ رحمتوں اور برکتوں والا تحفہ رب کریم نے مہمان والا شان کو معراج کی رات عطا فرمایا۔ باقی سب فرائض فرش پر نازل ہوئے اور یہ فرض عرش پر عطا ہوا۔ پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور بعد

Marfat.com

میں نبی مکرم کی محبوبیت کے طفیل پانچ رہ گئیں لیکن ادائیگی پر اجر پچاس ہی کا رہیگا۔ یہ امت محمد یہ کا خصوصی اعزاز ہے۔

نماز کی تاکید: قرآن پاک میں اس فریضہ کی ادائیگی کی سب سے زیادہ تاکید آئی ہے۔

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (روم-۱۳)	نماز پڑھو اور مشرک نہ بنو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کا آخری کلام یہ تھا۔ اَلصَّلٰوۃَ اَلصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ فِیۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ نماز کا اہتمام رکھو۔ اور لونڈی غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا ادا کرنا اور ماتحتوں کے حقوق ادا کرنا انتہائی ضروری ہے ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

اَلَا کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمۡ مَّسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِیَّتِہٖ	آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس حدیث میں یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ افسروں، مالکوں، شوہروں اور ماں باپ پر جہاں خود نماز، روزہ اور دین کی پابندی ضروری ہے وہاں اپنے ماتحتوں، نوکروں اور بیوی بچوں کو بھی نماز وغیرہ کا حکم کرنا اور مناسب نگہداشت کرنا ان کے فرائض میں داخل ہے اور وہ اس کیلئے روز حشر جوابدہ ہونگے۔

نماز کے فریضے کی سب سے زیادہ تاکید آئی ہے۔ آنحضرت ﷺ اور ان کے رفقاء نے ہر حال میں اسے ادا کر کے اس کی اہمیت کو واضح فرمادیا ہے صحت و بیماری امن و جنگ سفر و حضر وغیرہ کسی صورت میں بھی اس کو ترک نہیں کیا گیا۔ الغرض پنجگانہ نماز ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے نماز کو بلا عذر شرعی چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے۔

Marfat.com

نماز کی اہمیت:

رب ذوالجلال نے ابلیس کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے مگر اس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے برتر سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کی۔ اس پر اسے مردود اور لعنتی قرار دیا گیا اور صرف ایک سجدہ نہ کرنے کے سبب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے راندہ درگاہ ہو گیا (ص) تو اندزہ لگائیں کہ کیا حال ہو گا ان لوگوں کا جنہیں خالق کائنات بار بار اپنے آگے سجدہ کرنے کا حکم دے رہا ہے لیکن حضرت انسان ہے کہ ذرہ بھر پروا نہیں کرتا اور اپنے آقا و مولیٰ کا نافرمان ہے۔ بندے کا کام تو بندگی اور حکم کی تعمیل ہے سرکشی اور انکار نہیں۔ اطاعت نہ کرنا اور حکم عدولی تو گویا اللہ رب ذوالجلال سے بغاوت ہے۔ العیاذ باللہ

شیطان ہزار مرتبہ بہتر زبے نماز — او سجدہ پیش آدم وایں پیش حق نکرد

شیطان بے نماز سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اس نے تو آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کو نہیں کرتا۔

نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا جس نے ترک کیا۔ (جس نے اس کو چھوڑ دیا) بے شک اس نے دین کو برباد کیا۔ (مشکوٰۃ)

نماز کی اہمیت کے سلسلے میں چند احادیث مزید نقل کی جاتی ہیں۔

۱- روز قیامت سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہو گا۔

۲- جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔

۳- اسلام کی علامت نماز ہے۔

۴- آپ نے فرمایا نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۵- نماز مومن کا نور ہے۔

۶- جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتے ہیں۔

Marfat.com

نماز کی فضیلت: نماز کے فضائل کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

١. وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِىۡ جَنّٰتٍ مُّكۡرَمُوۡنَ ۝ (معارج)
جولوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ عزت سے بہشتوں میں داخل ہونگے

٢. اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ۝ (عنکبوت)
نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے۔

ارشادات نبوی:

١. حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سردیوں کے موسم میں باہر تشریف لائے۔ اس وقت پتے درختوں سے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی اس کے پتے اور بھی گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

٢. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے۔ اللہ جل شانہ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے۔

٣. اللہ تعالیٰ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے۔ اور قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ (سجدہ کر اور قریب ہو جا)

٤. جنت کی کنجی نماز ہے۔

Marfat.com

۵. نماز دل کا نور ہے۔ جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے بنالے۔

۶. جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے۔ ان کے رکوع و سجود اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح پورا کرتا رہے جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

۷. مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے۔ شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے۔

۸. ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔

۹. نماز ہر متقی کی قربانی ہے۔

ترک نماز پر وعید:

نماز جملہ عبادات میں افضل ترین عبادت بلکہ تمام عبادات کی جامع ہے۔ یہ دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ اس کی ادائیگی میں غفلت اور سستی نہیں کرنی چاہئے ورنہ سخت عذاب و عتاب کی وعید آئی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

۱. فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ٥ (الماعون)	خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں یعنی ان کی ادائیگی میں سستی برتتے ہیں۔
۲. فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ٥	تو ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے پس عنقریب وہ غَی میں ملیں گے۔

Marfat.com

"غی" دوزخ کے نچلے طبقے میں ایک کنواں ہے جس میں اہل دوزخ کی پیپ وغیرہ گرتی ہے۔

احادیث نبوی: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

۱. بے نمازی کا حشر قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

۲. جس نے ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑی اس نے کفر کیا۔

۳. جس کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھن گیا ہو۔

۴. جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ پانچ طرح سے اس کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے (۱) رزق کی تنگی دور کر دی جاتی ہے (۲) عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے (۳) قیامت کو اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے (۴) پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا (۵) حساب سے محفوظ رہے گا۔

اور فرمایا کہ جو نماز میں سستی کرتا ہے اس کو کئی طرح کا عذاب ہوگا (۱) اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی (۲) نیکیوں کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے (۳) اس کے نیک کاموں کا اجر مٹا دیا جاتا ہے (۴) اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں (۵) نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا حصہ نہیں ہوتا (۶) ذلیل ہو کر مرتا ہے (۷) بھوکا مرتا ہے (۸) پیاس کی شدت میں موت آتی ہے (۹) قبر اس پر اس طرح تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں (۱۰) قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے (۱۱) قبر میں ایک سانپ اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں ناخن لوہے کے جو ایک دن کی مسافت کے برابر لمبے ہوتے ہیں۔ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے پر سورج طلوع ہونے تک مارتا رہوں۔ ظہر کی نماز ضائع کرنے پر عصر تک مارتا جاؤں۔ عصر کی نماز ضائع کرنے پر غروب

Marfat.com

تک ماروں اور مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارتا جاؤں۔ جب وہ ایک دفعہ مارتا ہے تو مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا (۱۲) قیامت میں حساب سختی سے لیا جائے گا (۱۳) اللہ کا سخت غصہ اس پر ہو گا (۱۴) جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

۵. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ صحابہ سے فرمایا جانتے ہو بد نصیب کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بد نصیب بے نماز ہے کیونکہ بے نماز کو اسلام سے کچھ نصیب نہیں۔

۶. آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز کو قضا کر دے گا اگرچہ وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں رہے گا اور حقب کی مقدار اسی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہو گا۔

بے نمازی بزرگان دین کی نظر میں

۱. بے نماز کو قید میں رکھ کر سخت سزا دی جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا اسی حالت میں مر جائے۔ (امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ)

۲. حاکم اسلام بے نماز کے قتل کا حکم دے۔ (امام مالک رحمتہ اللہ علیہ)

۳. بے نماز واجب القتل ہے۔ (امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ)

۴. ترک نماز کفر ہے۔ (امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ)

۵. بے نماز مرتد ہے اگر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (حضرت عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ)

۶. بے نماز سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ (سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ)

۷. بے نماز کو قرض نہ دو جو خدا کے قرض کی پرواہ نہیں کرتا وہ تمہارے قرض کی کیا پروا کرے گا۔ (شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ)

Marfat.com

۸. جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرتا ہے موت کے وقت اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ (فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے دوسری جنازہ جب تیار ہو جائے تیسری بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے۔

نماز کی ادائیگی کیلئے تیاری:

تمام نیک اعمال میں بہتر عمل اور سب سے فاضل تر عبادت نماز کا قائم کرنا ہے جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ پس پنجوقتہ نماز انتہائی اہتمام سے خشوع و خضوع اور عاجزی کے ساتھ ادا کرنی چاہئے۔ نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، سنتوں اور مستحبات کے سلسلے میں کامل احتیاط کرتے ہوئے تعدیل ارکان اور طمانیت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ تعدیل ارکان اور طمانیت انتہائی ضروری ہے اس لئے ان کی محافظت کی بہت زیادہ تاکید کی جاتی ہے۔ ان کا خیال نہ رکھتے ہوئے اکثر لوگ اپنی نمازوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ جب نماز سنت کے مطابق صحیح طور پر ادا ہو جائے تو اسلام کی مضبوط رسی ہاتھ آجاتی ہے۔

کامل ادائیگی:

کمال طہارت و پاکیزگی اور کامل وضو کے ساتھ نماز کا قصد کرنا چاہئے۔ کوشش کی جائے کہ فرض نماز جماعت کے بغیر ادا نہ ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی ترک نہ ہونی چاہئے۔ نماز کے کامل طور پر ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات جن کی تفصیل نماز اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے سب کے سب احسن طریق سے ادا کئے جائیں ان چار امور کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں جس کا نماز کو کامل کرنے میں دخل ہو۔

تعدیل ارکان کے لحاظ سے لوگ رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ اچھی طرح بجا نہیں لاتے اور اپنی نماز ضائع کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چوروں میں سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز سے کوئی کس طرح چراتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے دیکھا کہ رکوع اور سجود پوری طرح ادا نہیں کرتا تو فرمایا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمدی کے خلاف مرے گا۔ (یعنی تری موت دین محمد ﷺ پر نہ ہوگی)

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوگی جب تک کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ قرار نہ پکڑے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پشت کو درست نہیں کرتا اور ثابت نہیں رکھتا اس کی نماز تمام نہیں ہوتی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نمازی کے پاس سے گزرے دیکھا کہ احکام وارکان و قومہ و جلسہ بخوبی ادا نہیں کرتا تو فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو قیامت کے دن تجھ کو میری امت میں نہ کہیں گے۔ اودوسری روایت میں فرمایا کہ تو دین محمد ﷺ پر نہیں مرے گا۔

منقول ہے کہ جب مومن بندہ نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع و سجود کو اچھی طرح بجالاتا ہے تو اس کی نماز بشاشت والی اور نورانی ہوتی ہے فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں وہ نماز اپنے نمازی کیلئے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے۔

حَفِظَكَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ كَمَا حَفِظْتَنِىْ اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ نماز ظلمت والی رہتی ہے۔ فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے اور وہ اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے۔ وہ نماز اس نمازی پر بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے:

Marfat.com

ضَيَّعَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی کَمَا ضَيَّعْتَنِیْ   اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔

پس نماز کو اچھی طرح تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ یہ عمل متروک ہو رہا ہے۔ اس عمل کا زندہ کرنا دین کی اہم ضروریات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

(حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ)

نماز باجماعت:

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا مردوں کیلئے واجب اور نماز کی تکمیل میں اعلیٰ درجے کی شرط ہے۔ قرآن پاک میں صریح حکم موجود ہے وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب ملتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ جہاں نماز باجماعت کا اس قدر زیادہ اجر ہے وہاں اذان سننے کے باوجود نماز باجماعت ادا نہ کرنے پر عتاب کی خبر بھی دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "سراسر ظلم اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اللہ کے منادی (یعنی مؤذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا "جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے۔ ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا ڈالوں" استغفر اللہ کس قدر سخت ناراضی ہے بغیر جماعت نماز پڑھنے والے کیلئے۔

نماز کا باطن اور حقیقی روح

نماز دیگر تمام عبادات کی جامع ہے یعنی اس میں دیگر عبادات کی تمام خوبیاں بھی مجموعی

Marfat.com

طور پر موجود ہیں۔ اور نماز نے اپنی جامعیت کے سبب کل کا حکم پیدا کر لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے تمام اعمال پر سبقت لے گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رویت کی جو دولت سرور عالم ﷺ کو معراج کی رات بہشت میں حاصل ہوئی تھی دنیا میں نزول فرمانے کے بعد اس جہان کے مناسب وہ دولت آپ کو نماز میں میسر آتی تھی اسی لئے آپ نے فرمایا کہ "نماز مومنین کی معراج ہے" نیز آپ نے ارشاد فرمایا:

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ — بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب نماز میں ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے کامل تابعداروں کو اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے۔ ذوق و مواجید، علوم و معارف، احوال و مقامات، انوار والوان، تلوینات و تمکینات، تجلیات باکیف وبے کیف، ظہورات رنگارنگ وبے رنگ ان میں سے جو کچھ بھی نماز کے بغیر میسر ہوں اور نماز کی حقیقت سے آگاہی کے بغیر ظاہر ہوں ان سب کا منشا ظلال وامثال ہے بلکہ وہم وگمان سے پیدا ہوتے ہیں۔

جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے وہ نماز کی ادائیگی کے وقت گویا عالم دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس دولت سے حصہ حاصل کر لیتا ہے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل سے مستفید ہو جاتا ہے۔

صوفیائے خام ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلے اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ اور جماعت ترک کر دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزار چلوں سے بہتر ہے ہاں آداب شرعیہ کو مدنظر رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت ہی بہتر اور ضروری ہے۔

(مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ)

عوام کی اکثریت نماز کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس کے ظاہر تک محدود رہتی ہے ایسے لوگ ظاہری اعمال سے نماز ادا کر کے فارغ ہو جاتے ہیں اور اس کے باطنی

Marfat.com

کمالات سے بے خبر ہونے کی وجہ سے حقیقی مفادات اور عرفان خداوندی سے محروم رہتے ہیں نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ اس میں آدمی دربار خداوندی میں حاضر ہوتا ہے اور بغیر کسی وسیلہ کے براہ راست ذات باری تعالیٰ سے مخاطب ہوتا ہے اگر وہ دل کی تمام تر سچائیوں کے ساتھ حاضر ہو تو نہ صرف یہ کہ اللہ کی رضا حاصل کر سکے گا بلکہ ہر قسم کی نعمتوں سے اس کا دامن بھر دیا جائے گا۔

اس کے حضور میں قیام کرنے سے پیشتر نمازی ہر قسم کی ظاہری طہارت و پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔ وضو کرتا ہے اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ باطنی طور پر بھی طہارت و پاکیزگی اختیار کرے ہر طرح کے بغض، حسد کینہ، ریاکاری، تکبر و غرور اور نفسانی خواہشات سے دل کو پاک و صاف کر لے تاکہ خدا کے حضور حاضر ہوتے ہوئے وہ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک و صاف ہو کیونکہ اللہ جل شانہ کی ذات پاک علیم و خبیر ہے۔ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے اس کی بارگاہ میں تو قلب سلیم لے کر حاضر ہونگے تو بات بنے گی۔

نماز کی حقیقت کو پانے کیلئے حضورِ قلب ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَاصَلوٰةَ اِلاَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ نماز حضور قلب کے بغیر کامل نہیں ہوتی۔

حضور قلب جسے صوفیا عرف عام میں حضوری کہتے ہیں یہ اس آگاہی کا نام ہے جو مسلمان کے دل میں اپنے رب کی جانب عظمت میں ہیبت اور محبت وغیرہ کے ساتھ پیدا ہو۔ نیز حضوری سے یہ بھی مراد ہے کہ آدمی نماز میں ہمہ تن حاضر ہو ہر قسم کے دنیاوی خیالات وسواس اور خواہشات نفسانی سے آزاد ہو کر اپنے مالک کے حضور حاضر ہو اور تَبَتَّلُ اِلَیهِ تَبْتِیلًا کی جامع تصویر بن جائے اور ہر قسم کی غفلت دور کر کے متوجہ الی اللہ ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص ایسی دو رکعت پڑھے گا جن میں دنیاوی وسوسے اور خطرات حائل نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرے گا اللہ عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

نماز میں داخل ہونے سے پہلے کامل طور پر وضو کرے حدیث پاک میں ہے اَلْوُضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ وضو جس قدر کامل ہوگا نماز بھی اسی قدر کامل اور درجات کی حامل ہوگی۔

اب ارکان صلوٰۃ کی طرف آتے ہیں وضو کے بعد جب آدمی ہر قسم کے خیالات سے فارغ ہو کر متوجہ الی اللہ ہوتا ہے اور تکبیر اولیٰ کیلئے اپنے ہاتھ کانوں تک لے جاتا ہے تو دونوں ہاتھ کانوں تک لے جانے کے اس عمل سے توبہ کی طرف اشارہ ہے اس وقت نمازی یہ عہد کرے کہ نفس اور شیطان کے بہکانے پر مجھ سے جو جو لغزشیں ہوئیں اور میں مبتلائے گناہ رہا ہوں ان سے توبہ کرتا ہوں اور تمام خواہشات نفسانی سے دست بردار ہوتا ہوں اس سے گویا اسے گناہوں کی آلائشوں سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے اس کے دربار عالی میں قیام کرتا ہے۔

قرأت کے دوران یہ تصور کرلے کہ میں اللہ رب العزت کا کلام پڑھ رہا ہوں اور ذات باری تعالیٰ اسے سن رہی ہے۔ اس تصور سے وہ آیات قرآنی صحت لفظی اور کمال ترتیل کے ساتھ پڑھے گا اور اگر اسے ان آیات کے معانی اور مضمون سے بھی واقفیت ہو تو سونے پر سہاگے کا کام ہو جائے گا۔ عذاب کی آیات پر اس کے دل میں خوف طاری ہوگا۔ اور بشارت والی آیات پڑھ کر وہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوگا اور اس طرح بیم درجا میں توازن رہے گا اور احکامات پر اس کا سر تسلیم خم ہو جائے گا اور وہ رکوع کی شکل میں اس کے حضور جھک جائے گا۔

رکوع کی حالت میں وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہے تو یہ تصور کرے کہ ہر قسم کی عظمتوں کا مالک وہی ہے اور اپنی انتہائی عاجزی اور بے چارگی کا اظہار کرے کیونکہ اللہ کو عاجزی بہت پسند ہے اور جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کرتا ہے۔ (الحدیث)

انسان کے شرف، وقار اور سر بلندی کا نشان اس کا سر ہے اپنی عزت، غیرت اور خودداری کے پیش نظر وہ اپنا سر کسی کے سامنے جھکانا اپنی توہین خیال کرتا ہے۔ لیکن سجدہ نماز

Marfat.com

کا وہ رکن ہے جس میں انسان اپنا سر اللہ کی بارگاہ میں زمین پر رکھ دیتا ہے۔ یہ انتہائی فروتنی اور نیستی کا مقام ہے۔ رب ذوالجلال کی کبریائی، عزت اور جلال کے مقابلے میں اپنی ذلت و خواری کا اقرار کرتے ہوئے فنا فی اللہ کی منزل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہی عبادت کی حقیقی روح ہے ارشاد حق سبحانہ ہے: وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ (سجدہ کر اور قریب ہو جا) گویا سجدہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے غیروں کی غلامی سے آزاد کرتا ہے اور قرب الٰہی کی نوید ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

بالآخر قعدہ یعنی التحیات کے دوران جب بندہ اپنے مالک کے حضور اقرار کرتا ہے کہ ہر قسم کی زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور پھر شہادت دیتا ہے کہ اس ذات بے ہمتا کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ وحدہ لاشریک ہے تو گویا وہ ہر قسم کے معبودانِ باطل کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔ اور ربِ ذوالجلال کے حقیقی معبود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور اس کے در پر دستِ سوال دراز کرتے ہوئے دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ میرے سوا کسی کو اپنا حاجت روا نہیں سمجھتا۔ اس کی رحمت گوارا نہیں کرتی کہ بندے کے اٹھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹائے اور وہ اس کیلئے اپنی رحمت اور بخشش کے دروازے کھول دیتا ہے یہ صرف ہم ہی کوتاہ اندیش ہیں کہ مانگنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا۔

اس کا فیض تو ہے عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا بخل تھا جو اس قابل ہوتا

نماز معاف نہیں:

آج کل کے جاہل صوفیا اپنی بداعتقادی کے باعث خود بھی نماز مسنونہ سے گریز کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نماز تو بس دل کی نماز ہی ہوتی ہے۔ یہ

Marfat.com

سب گمراہی کی وجہ سے ہے بغیر کسی شرعی عذر کے نماز تو کسی صاحب ایمان کو معاف نہیں خواہ وہ کتنا بڑا ولی کامل ابدال اور قطب کیوں نہ ہو۔

قرآن پاک اور احادیث میں اس کے واضح احکامات موجود ہیں اور نہ پڑھنے والے کیلئے عذاب و عتاب کی وعید آئی ہے۔ نبی کی ذات گناہوں سے معصوم ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود سرور انبیاء ﷺ نے کبھی نماز ترک نہ کی بلکہ راتوں کو نماز میں لمبے قیام کی وجہ سے آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا آپ کے صحابہ کرام، تابعین اور بزرگان دین نے کبھی نماز نہیں چھوڑی اور اگر کبھی نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ کھو جاتی تو ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا پھر ہم جیسے روسیاہوں کی کیا حیثیت ہے کہ نماز کی ادائیگی سے گریز کریں اور طرح طرح کے بہانے تلاش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

باب ۲۸ روزمرہ نظام اوقات

انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ مخلوق و خالق عابد و معبود اور بندہ و آقا کا ہے اور بندہ بندگی سے ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلاَّ لِيَعْبُدُوْنَ ط	نہیں پیدا کیا گیا جنوں اور انسانوں کو مگر عبادت کیلئے۔

غلام یا بندہ کے تمام تر اوقات بلکہ اس کی زندگی کا مالک اس کا آقا ہوتا ہے اور انسان کا مالک حقیقی اللہ رب العزت ہے۔ اس لئے بندہ کے شام و سحر اور ماہ و سال اور زندگی کے تمام تر اوقات رب ذوالجلال کی منشا کے تابع ہیں اور انسان اپنی زندگی کے لمحات مالک کے احکام اور اس کے اوامر و نواہی کے مطابق گزارنے کا پابند ہے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اللہ کی طرف سے ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥	(اے نبی) آپ فرما دیجئے بے شک میری نماز میرے نیک اعمال اور میری موت و حیات اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے

جب انسان کے تمام اوقات حتیٰ کہ زندگی اور موت تک اسی کیلئے ہے تو سالک کو چاہئے کہ اپنی چند روزہ مستعار زندگی میں اپنا روزمرہ کا معمول اس طرح مرتب کرے کہ اس کا کوئی لمحہ بھی اس کی یاد کے بغیر نہ گزرے۔ اس سے یہ مراد ہر گز نہیں کہ آدمی روزمرہ کے کاروبار اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو خیرباد کہہ کر گوشہ نشین ہو جائے بلکہ یہ کہ اگر وہ اپنی ذمہ داریاں اللہ کے احکام کا پابند ہو کر کرے تو یہ اوقات بھی عبادت میں شمار ہونگے۔

Marfat.com

ترتیب اوقات:

رات کا آخری حصہ نہایت ہی قبولیت کا وقت ہوتا ہے ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رات کا تیسرا حصہ رہ جاتا ہے تو ہمارا پروردگار پہلے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ "کوئی ہے جو مانگے تاکہ میں عطا کروں کوئی ہے جو مجھ سے بخشش کا طالب ہو میں اس کے گناہ معاف کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کر دوں۔"

اپنے مالک وخالق کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے سالک کا فرض ہے کہ ایک تہائی رات باقی ہو تو اٹھ جائے اور یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر اس کے بعد مندرجہ ذیل کلمات پڑھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص رات کو اٹھ کر کہے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ اس کے بعد کہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ یا فرمایا پھر جو دعا کرے قبول ہو گی اس کے بعد وضو کر کے نماز پڑھے تو قبول کی جائیگی (بخاری) اٹھ کر حاجات ضروریہ سے فارغ ہو اور سب سے پہلے مسواک کرے (سنت مؤکدہ ہے) پھر نہایت احسن طریقہ سے وضو کرے بسم اللہ...... سے شروع کرے اور وضو کے بعد کلمہ شہادت اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَ اجْعَلْنِی مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں اور اپنے نیک بندوں میں سے کر دے اور مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جن پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔)

وضو کے بعد دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا کرے اور پھر نماز تہجد کیلئے ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو کر بارہ رکعت پڑھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے دو رکعت ہلکی اور پھر باقی نماز لمبی

Marfat.com

قرأت کے ساتھ ادا فرماتے۔ بزرگان اور اولیائے عظام کے مطابق پہلی دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے۔ باقی نوافل بھی دو دو کی نیت کے ساتھ ادا کرے پہلی دو رکعات کے بعد اگلی آٹھ رکعات میں سورۃ یٰسین کی تراسی آیات اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں پہلی بارہ آیات اور دوسری رکعت میں ۱۳ تا ۲۱ (نو آیات) تیسری رکعت میں ۲۲ تا ۳۲ (گیارہ) چوتھی میں ۳۳ تا ۴۱ (نو) پانچویں میں ۴۲ تا ۵۰ (نو) چھٹی میں ۵۱ تا ۶۲ (بارہ ساتویں میں ۶۳ تا ۷۳ (گیارہ) اور آٹھویں میں ۷۴ تا ۸۳ آخری دس آیات۔ باقی چار رکعتوں میں تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نماز مکمل کرے بعض حضرات نے ہر رکعت میں پوری سورۃ یٰسین بھی پڑھی ہے۔ حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تین دل اکٹھے ہو جائیں تو بندۂ مومن کا کام بن جاتا ہے دل شب دل قرآن (یٰسین) اور دل بندہ مومن۔ اگر سورۃ یٰسین یاد نہ ہو تو قرآن پاک کی جو سورتیں بھی یاد ہوں وہ پڑھ لے وقت کم ہو تو بارہ کی بجائے آٹھ چھ یا چار پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔ بعد ازاں تین رکعت وتر ادا کرے (اگر اول شب میں ادا نہ کئے ہوں) وتر کی پہلی رکعت سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ دوسری میں سورۃ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے اور تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھے۔ اگر کسی وجہ سے نماز تہجد کا وقت نہ مل سکے یا دیر سے جاگے تو اس دن زوال آفتاب سے پہلے ان کی قضا پڑھ لے یہ قضا بھی اصل کی طرح تصور ہو گی۔

نماز تہجد کے بعد آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیات هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْن اور سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ تک پڑھے اور اگر ہو سکے تو سورۂ آل عمران کا آخری رکوع بھی پڑھے۔ نیز استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ستر یا سو دفعہ پڑھے اور کبھی آیت رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ستر دفعہ پڑھ لے۔ اس کے بعد ذکر اسم ذات اور نفی اثبات میں مشغول ہو جائے

Marfat.com

(جیسا کہ کسی کے شیخ ومرشد نے طریقہ تعلیم کیا ہو) اور مراقبہ کرے۔ اگر وقت ہو اور نیند کا غلبہ ہو تو موافق سنت قبل از فجر داہنے ہاتھ کا تکیہ کر کے روبہ قبلہ سو جائے تاکہ تہجد بین النوم واقع ہو۔

پھر صبح بیدار ہو کر تازہ وضو کرے دو رکعت سنت گھر پر ادا کرے پہلی رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ سورۃ کافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھے سنت اور فرض کے درمیان تسبیح و تحمید و تہلیل اور شغل باطن میں مصروف رہے فرض نماز مسجد میں جا کر ادا کرے اور گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات پڑھے: بِسۡمِ اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمُ۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے اور پڑھے اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ لِيۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ نماز فجر با جماعت ادا کرنے کے بعد ایک بار اللہ اکبر اور تین بار استغفر اللہ کہے اور پھر ایک بار آیۃ الکرسی ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ چوتھا کلمہ پڑھ کر سو کی گنتی پوری کرے۔ پھر قبلہ کے رخ بیٹھا رہے اور سورۃ یٰسین اور دیگر اذکار طلوع آفتاب تک پڑھتا رہے جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو نماز اشراق دو رکعت ادا کرے، اور ہر رکعت میں پانچ بار سورۃ اخلاص فاتحہ کے بعد پڑھے (خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ) اس کا اتنا ثواب ہو گا گویا ایک سو غلام خرید کر آزاد کئے ہوں اور ایک قول کے مطابق ایک حج اور عمرہ کا پورا پورا اور مکمل ثواب ملے گا نماز اشراق کے بعد دس دفعہ یہ کلمات پڑھے لَاۤاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ پھر مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ وَرَحۡمَتِكَ۔

اس کے بعد تلاوت قرآن پاک صحت لفظی اور ترتیل کے ساتھ کرے اور متوسط آواز کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کے پڑھے تاکہ آیات اور الفاظ کی ادائیگی نمایاں ہو۔ اس کے

Marfat.com

بعد دیگر اشغال اور کسب معاش و کاروبار زندگی میں مصروف ہو جائے اگر طالب علم یا معلم ہے تو درس و تدریس میں مشغول ہو۔

جونہی آفتاب دو نیزہ بلند ہو جاے تو نماز چاشت چار رکعت ادا کرے۔ پہلی رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا دوسری میں وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى تیسری میں وَالضُّحٰى اور چوتھی رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے ورنہ ہر رکعت میں سورۃ اخلاص تین بار پڑھے اگر مزید ذوق ہو تو چھ آٹھ یا بارہ رکعت تک پڑھ سکتا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر سر بسجود ہو کر سات بار اَلْوَهَّابُ کہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ نماز اس وقت پڑھنی چاہئے جب سنگریزے گرم ہو جائیں اور اونٹنی کا بچہ زمین پر پاؤں رکھے تو جلنے لگے۔ یہ نماز نصف النہار شروع ہونے سے قبل تک پڑھی جا سکتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جو شخص چاشت کی بارہ رکعت ادا کرتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر کراتا ہے۔" نیز اس نماز سے رزق میں فراخی و برکت ہوتی ہے۔ غربت وافلاس دور کرنے اور خوشحالی کے حصول کا عجیب نسخہ ہے۔

زوال کے شروع ہوتے ہی صلوٰۃ الزوال چار رکعت ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرے۔ اور نماز ظہر مسجد میں جا کر باجماعت ادا کرے اور جب ہر چیز کا سایہ اپنے اصل کے علاوہ دو مثل ہو جائے تو بروئے فقہ حنفی نماز عصر کا وقت ہو جاتا ہے۔ فرضوں کی جماعت سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ادا کرے نماز عصر کے بعد استغفار سو بار اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سو دفعہ پڑھے باقی وقت ذکر و فکر اور مراقبہ میں گزارے۔

نماز مغرب کے فرائض اور سنتوں کے بعد چھ رکعت نماز اوابین دو دو رکعت کر کے ادا کرے اور چار رکعت بعد از سنت عشا کا پابند رہے نماز مغرب کے بعد حسب سابق تسبیح فاطمی اور آیۃ الکرسی پڑھے نیز اگر ہو سکے تو سورۃ واقعہ ایک بار پڑھے۔

نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے بعد گھر آجائے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ

Marfat.com

جائے جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو جائے۔ سونے سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ سورۃ اخلاص سورۃ فلق اور سورۃ الناس ایک ایک دفعہ پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکتے اور پھر ہاتھوں کو تمام بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیر لیتے پہلے چہرہ اور سر سے شروع کرتے۔ یہ عمل سونے سے پہلے تین دفعہ کرے اور سوتے وقت اپنا چہرہ قبلہ رخ کرے اور دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا۔

خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "رات کے وقت قرآن پاک کا تمام وظیفہ ۱. سورۃ فاتحہ ۲. قل یا ایھا الکفرون ۳. قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۴. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۵. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۶. سورۃ حشر کی آخری تین آیات ۷. سورۃ بقرہ آخری دو آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک ہے (یہ دو آیات جو رات کو پڑھے وہ اس کیلئے کافی ہوتی ہیں یعنی ہر قسم کی آفت اور شر سے بچاتی ہیں (بخاری و مسلم)) اور دن کے وقت سورۃ یٰسین کافی ہے (جو شخص سورۃ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے دن میں اس کی تمام حاجات پوری کی جاتی ہیں (الحدیث)) اس کے لئے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی)

سونے سے پہلے تسبیح فاطمی آیت الکرسی اور سورۃ ملک بھی سنت ہے نیز ایک صحابی کو ارشاد فرمایا کہ "سورۃ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ کر سویا کر۔" استغفار تین بار تیسرا کلمہ تین بار اور درود پاک تین بار پڑھ کر سوئے۔

روزمرہ کے وظائف مع فضائل

پانچوں نمازوں کے بعد

۱. ہر نماز فرض کے سلام کے بعد ایک دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَر اور تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه پڑھے

۲. ہر نماز کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی پڑھے (اسے بہشت میں داخل ہونے سے

Marfat.com

سوائے موت کے کوئی چیز روکنے والی نہیں۔(الحدیث)

۳. تسبیح سیدہ فاطمۃ الزہری رضی اللہ عنہا سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۳ بار اور سو کی گنتی پوری کرنے کیلئے ایک بار لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ علٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ (اس دن تمام جہان میں کسی کا عمل اس کے برابر نہیں ہوگا مگر جو اس کے مثل پڑھے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں)۔ (الحدیث)

۴. ہر نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ سات بار

صبح وشام کے وظائف

۱. اہل سلوک کیلئے ضروری ہے کہ درود شریف کی جس قدر ہو سکے کثرت کرے۔

۲. تیسرا کلمہ صبح کے وقت سو بار (حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول خدا ﷺ کا مجھ پر گزر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی اور ضعیف ہو گئی ہوں۔ لہٰذا مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو بیٹھی بیٹھی کرتی رہوں۔ آپ نے فرمایا سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے ایسے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور سو مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے زین کسے ہوئے اور لگام لگے ہوئے ایسے سو گھوڑوں کے برابر ہوگا جن کو تم جہاد میں فی سبیل اللہ دوگی اور سو مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے پٹہ پڑے ہوئے اور قبول کئے ہوئے سو اونٹوں سے افضل ہوگا اور سو مرتبہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہہ لیا کرو کیونکہ یہ کوئی گناہ نہیں چھوڑتا اور کوئی عمل اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ (ترغیب)

اور لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "یہ ۹۹ مرضوں کی دوا ہے جن میں سے کم تر غم ہے" (مشکوٰۃ) نیز فرمایا کہ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ

Marfat.com

اِلاَّ بِاللّٰہِ جنت کا ایک خزانہ ہے" نیز اس کو باقیات الصالحات فرمایا۔

آپ نے پانچوں کے فضائل پڑھ لئے اور یاد رکھیں تیسرا کلمہ انہی پانچ کلمات پر مشتمل ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

۳۔ چوتھا کلمہ صبح کے وقت = سو بار:

حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اس کی دس لاکھ برائیاں دور کرتا ہے اور دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے اور جنت میں اس کے لئے ایک گھر بناتا ہے کلمات یہ ہیں:

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لاَّ یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (مشکوٰۃ۔ عن ترمذی)

۴۔ استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ سو بار صبح بعد از نماز فجر اور شام کو بعد از نماز عصر اول و آخر درود شریف = گیارہ دفعہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ کلمات پڑھے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے خواہ وہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔ (مشکوٰۃ)

سید الاستغفار:

صبح و شام ایک بار یا تین بار (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص دن کو یقین کے ساتھ پڑھے اور شام سے پہلے مر جائے تو جنتی ہو گا اور جو شخص رات یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور صبح سے پہلے مر جائے تو جنتی ہو گا) سید الاستغفار یہ ہے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ
خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی
عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ
بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ

اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہو اور تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جتنی کہ میں طاقت رکھتا ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کی برائی سے اور تیری اس نعمت کے ساتھ رجوع کرتا ہوں جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہ کے ساتھ رجوع کرتا ہوں پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔

۵. سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ — صبح وشام سو سو مرتبہ

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ط المومن)

ترجمہ:۔اپنے رب کی تسبیح بیان کرو حمد کے ساتھ صبح اور شام

نیز ایک حدیث پاک میں ہے دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان میں وزنی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

۶. سورۃ حشر کی آخری تین آیات:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص صبح کو تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں وہ شام تک اس کیلئے دعائیں کرتے ہیں اگر اس دن مر جائے تو شہادت کا درجہ حاصل کرے گا اور جو شخص شام کو پڑھے اسے بھی یہی مرتبہ حاصل ہو گا۔

۷. یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ = تین سو بار (یا صرف یاحي یاقیوم)

اول و آخر درود پاک سو دفعہ

Marfat.com

۸۔ سورۃ یٰسین صبح بعد از نماز فجر۔ ایک بار

۹۔ **ختم خواجگان:** ایک بار (برائے حل مشکلات)

سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار، سورۃ الم نشرح اناسی بار، سورۃ اخلاص ایک ہزار بار سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار، لَآ اِلٰهَ اِلآَّ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط پانچ سو بار، درود شریف سو بار۔

۱۰۔ ہر وقت ذکر میں مصروف رہے اس میں وقوف قلبی بہت ضروری ہے یعنی ہر آن اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے اور خصوصی طور پر نماز صبح سے پہلے اور شام کے بعد اس کیلئے اوقات مقرر کرے۔

۱۱۔ تلاوت قرآن پاک روزانہ بلاناغہ کرنا انتہائی ضروری ہے حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "تلاوت قرآن پاک ذکر سے افضل ہے" حضرت امام محمد بن علی حکیم ترمذی اس بات کو اور قوی کرنے کیلئے فرماتے ہیں "کیا غواصی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اسی کی زبان سے کرنا بدرجہا بہتر ہے۔

قرآن کریم پوری دنیا کے لئے ضابطہ حیات اور آخری صحیفہ خداوندی ہے سالک کیلئے ضروری ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ کو سمجھ کر پڑھے اور اس کے معانی دل میں نقش کرتا جائے۔ بزرگان کا ارشاد ہے کہ روزانہ ایک یا دو پارے پڑھنا ضروری ہے توجہ اس کی طرف مرکوز رکھے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اگر اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے تو سات آسمان اور زمین اس کی تجلی کی تاب نہ لا سکیں حضرت اما احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو میں نے دریافت کیا" یا اللہ تیرا اقرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا میرے کلام قرآن پاک سے۔

میں نے پوچھا اگرچہ اس کے معنی سمجھے یا نہ سمجھے۔ فرمایا اگر سمجھے یا نہ سمجھے۔

اکابرین میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک دوائی پی لیتا ہے اور اسے

Marfat.com

اس بات کا علم نہ ہو کہ کونسی دوائی ہے تاہم اس پر اس دوائی کا اثر ضرور ہوگا اس طرح قرآن پاک کا اثر بہر حال ہوتا ہے۔ قرآن کا ایک ایک حرف پہاڑ کی مانند ہے جو انسانی وجود پر گرتا ہے اور اسے فنا کر کے رکھ دیتا ہے۔ بشریت کے تمام آثار مٹا دیتا ہے۔ جب قرآن پاک کا نور دل کے نور سے ملتا ہے تو نورانیت زیادہ ہوتی ہے۔

جس گھر میں قرآن پاک کی روزانہ تلاوت ہوتی ہے شیاطین اس گھر کو اپنا مسکن نہیں بنا سکتے۔ قرآن پاک ذریعہ ہدایت اور موعظت ہے۔ یہ رحمت ہے اور جسمانی اور روحانی امراض کیلئے شفا ہے۔

قرآن اسلامی نظام حیات کا محور اور احکام الٰہی کا منبع ہے۔ یہ قلب و روح کا سکون اور علم و دانش اور حکمت کے خزانوں سے معمور ہے۔ اسے اپنائے بغیر بحیثیت مسلمان زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

اگر تو چاہتا ہے کہ بطور مسلمان زندگی گزارے تو یاد رکھ یہ کام قرآن کو اپنائے بغیر ناممکن ہے۔

۱۲. دوامی وضو:

حضرت یعقوب چرخی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں کہ ہمارے خواجہ یعنی حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ دوامی وضو کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ یعنی ہر وقت طہارت سے رہنے کا حکم کرتے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَا یُوَاظِبُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُوْمِنٌ (کوئی شخص ہمیشہ وضو سے نہیں رہ سکتا مگر صرف مومن) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ط

یعنی (مسجد نبوی یا مسجد قبا) میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہر وقت باوضو اور پاک وصاف رہنا پسند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنے آپ کو پاک وصاف رکھتے ہیں۔

گویا اپنے آپ کو پاک و صاف رکھنا اللہ تعالیٰ کی دوستی کا موجب ہے اس سے بڑھ کر انسان کی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بن جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن وضو کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ اس طرح دھل جاتے ہیں جس طرح اس کے ہاتھ اور منہ پانی سے دھل گئے وہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔" ظاہری طہارت سے اسے باطنی طہارت میسر آتی ہے۔ نیز ہمیشہ باوضو رہنے سے رزق میں فراخی حاصل ہوتی ہے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ضرور ادا کرے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ تمام اعمال و وظائف میں حضور قلبی ضروری ہے۔

Marfat.com

باب ۲۹ نفلی روزے

سالک کو چاہئے کہ نہ صرف رمضان شریف کے فرضی روزوں کا انتہائی پابندی اور لوازم کے ساتھ اہتمام کرے بلکہ نفلی روزوں کا بھی معمول اختیار کرے۔ رمضان شریف کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی عادت شریفہ بہت زیادہ روزے رکھنے کی تھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ کبھی آپ متواتر روزے رکھتے تو خیال ہو تا کہ اس ماہ افطاری نہیں فرمائیں گے اور کبھی آپ مسلسل افطار فرماتے تو گمان ہو تا کہ اس ماہ روزے رکھیں گے ہی نہیں۔ لیکن سال کے کچھ ایام ایسے ہیں جن میں آپ ﷺ کا روزہ رکھنے کا معمول احادیث میں موجود ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "پیٹ سے بھوکا رہنے والا اللہ کے نزدیک ستر عقلمندوں سے زیادہ محبوب ہے" بھوک سے غفلت دور ہوتی ہے۔ عقل روشن، حواس نورانی اور دل منور ہو جاتا ہے۔ عبادات میں خشوع و خضوع اور تواضع وانکسار کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ صوفیا کرام کے نزدیک شکم پری نفس پروری ہے چنانچہ ان بزرگوں نے کم کھانے اور بھوکا رہنے کو اپنا شعار بنایا بھوکا رہنے روزہ رکھنے اور ذکر الٰہی سے ملکوتی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ فرشتے بھی بغیر کھائے پیئے خدا کی یاد میں محو رہتے ہیں امام قشیری لکھتے ہیں حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے یہ معرفت کس چیز کے ذریعے حاصل کی؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا "بِبَطْنٍ جائعٍ و بَدْنٍ عَارٍ" یعنی بھوکے پیٹ اور عریاں بدن سے یعنی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس رہ کر۔

بھوکا رہنا صدیقوں کا کام ہے سالکین کا مسلک اور شیطانوں کی قید ہے۔ حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے "روزہ دار وہ ہو سکتا ہے جس کے قبضہ میں حواس خمسہ ہوں تاکہ وہ نفس کو مخالفت سے موافقت کی طرف لاسکے۔

Marfat.com

"کھانے پینے سے روزہ رکھنا تو بچوں اور بوڑھوں کا کام ہے روزہ تو دراصل نفسانی خواہشات سے رکھنا چاہئے۔"

رمضان شریف کے علاوہ جن دوسرے ایام کے روزے رکھنے کا رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱. ایام بیض کے روزے:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی قمری مہینہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھوس کے روزے رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ مہینہ کے ان تینوں دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہیں۔ (سنن ابوداؤد و نسائی)

۲. دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو شنبہ اور پنجشنبہ کے دن حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔" (شمائل ترمذی) نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی، نسائی، معارف الحدیث)

۳. شوال کے چھ روزے:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل صائم الدہر یعنی ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

۴. عشرہ ذی الحجہ کے روزے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں میں سے کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب

Marfat.com

نہیں جتنا عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے۔ اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

۵. یوم عاشور کا روزہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشور میں روزہ رکھنا اپنا معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن کو یہود اور نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک اور مشابہت والی بات باقی نہ رہے تو آپ نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے۔ لیکن اگلے سال محرم آنے سے پہلے ہی آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

۶. پندرھویں شعبان کا روزہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں شب آئے تو اس رات اللہ تعالیٰ کے حضور نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہے کوئی بندہ جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں۔ کوئی بندہ ہے جو روزی طلب کرے اور اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں۔ کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں اس طرح مختلف قسم کے حاجتمندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتا ہے کہ وہ مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں۔ غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات پکارتی رہتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

Marfat.com

باب ۳۰ فضائل قرآن مجید

قرآن کریم اللہ رب العزت کا اپنا کلام ہے۔ ہماری سوچیں محدود ہیں جو اس کی حقیقت کا صحیح اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔ اس میں دنیا و آخرت کی ہر چیز کا ذکر اور انسان کے تمام جسمانی اور روحانی امراض کا علاج موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱. لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَا بِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الانعام۔۵۹)

کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو اس کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔

۲. یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْجَآءَ تْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے نصیحت (برے کاموں سے روکنے کیلئے) اور شفاء ہے سینے کے (جسمانی اور روحانی امراض) کیلئے اور ہدایت اور رحمت مومنین کیلئے۔

۳. قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ (حٰم السجدہ۔۴۴)

(اے نبی) کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱. تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پاک کو سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

۲. جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ دونگا۔

اور اللہ تعالے کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ اللہ کو اپنی مخلوق پر۔

۳. جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے تو اسے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور

Marfat.com

ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ (دارمی)

(لہٰذا الٓمٓ کہنے سے تیس نیکیاں مل جائیں گی۔)

۴. حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا اے ابوذر! اگر تو صبح جا کر ایک آیت کلام اللہ کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ اس وقت وہ (علم) زیر عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نفل پڑھنے سے بہتر۔

۵. جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ کیا۔ اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔

۶. رشک صرف دو آدمیوں پر ہے ایک وہ جس کو حق تعالی نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے دوسرے وہ جس کو حق سبحانہ نے مال دیا سو وہ اس میں سے رات دن خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

۷. اللہ سے ڈرتے رہنے کو اپنے اوپر ضروری کر لو کیونکہ یہ تمام اچھے کاموں کی جڑ ہے تلاوت قرآن کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ تلاوت قرآن تمہارے لئے زمین میں نور اور آسمان (یعنی آخرت) میں ذخیرہ ہے۔ (ابن حبان)

۸. قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل سے (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھا کرتا تھا۔ پس تیری منزل وہی ہے جہاں تیری آخری آیت مکمل ہو۔ (ترمذی، احمد لنائی)

۹. قرآن پاک کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور قرآن پاک کا دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔ (بیہقی)

Marfat.com

۱۰. جو شخص قرآن مجید پڑھے اس کو اکہرا ثواب ملے گا اور جو اس کو سنے اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

۱۱. نماز میں قرآن پاک کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور رزہ بچاتا ہے آگ سے۔ (بیہقی)

۱۲. جس نے قرآن پاک کی تلاوت اللہ کے راستہ میں کی (یعنی اعلائے کلمتہ اللہ کیلئے) اسے صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیت حاصل ہو گی۔ (احمد)

۱۳. قرآن پاک ایک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے۔ اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (ابن حبان)

۱۴. جو شخص تلاوت قرآن کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے پس جو چاہے کہ رب ذو الجلال سے ہم کلام ہو وہ زیادہ سے زیادہ تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو۔ (مسند ابی شیبہ)

۱۵. میں تم میں دو چیزوں کو چھوڑتا ہوں جب تک تم لوگ ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہر گز گمراہی میں نہ پڑو گے۔ قرآن اور حدیث رسول۔ (مشکوٰۃ)

۱۶. میری امت کے اعمال مجھ پر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا پیش کیا گیا جس کو مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ پایا کہ آدمی کوئی سورت یا آیت قرآن پاک کی یاد کر کے بھلا دے۔ (ترمذی)

۱۷. نماز اور قرأت سے اپنے گھروں کو منور کرو۔ (بیہقی)

۱۸. دلوں پر زنگ آ جاتا ہے جیسے لوہے پر پانی لگنے کے بعد زنگ آ جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ پھر اس کی صفائی کیسے ہو۔ فرمایا اس کی جلاء کثرت ذکر موت اور تلاوت قرآن ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

۱۹. حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین

Marfat.com

علاج قرآن ہے۔(ابن ماجہ)

قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل

قرآن کریم مقدس صحیفہ ربانی ہے جو انسان کی رشد و ہدایت کیلئے نازل ہوا۔ یہ حقائق و معارف کا بیش بہا خزانہ ہے اور دین و دنیا کی فلاح و کامرانی کا ضامن ہے اگرچہ اس کے فیوض و برکات کی فراوانی ہے کہ اس کو پڑھنے سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں لیکن اس کی اصل روح یہ ہے کہ اس کے مطالب و معانی کو سمجھا جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ اوامر و نواہی کی پابندی کی جائے۔ قرآن پر عمل کرنے والے کے درجات لامتناہی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "جس نے قرآن کو پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل بھی کیا قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے افضل ہو گی جو تمہارے گھروں میں ہوتی ہے۔

پھر اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جس نے خود اس پر عمل کیا (احمد، ابو داؤد)

قرآن پاک کا کلام گویا اللہ تعالیٰ کا خط ہے اپنے بندوں کے نام۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو لوگ تم سے پیشتر تھے وہ قرآن مجید کو نامہ سمجھتے تھے جو حق تعالیٰ کی طرف سے انہیں پہنچا رات کو وہ اس پر غور کرتے تھے اور دن کو اس پر عمل کرتے تھے اور تم نے اس کا درس اختیار کر لیا ہے کہ اس کے حروف و اعراب کو درست کرتے ہو اور اس کے احکام پر عمل کرنے میں سستی کرتے ہو۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم کا صرف پڑھ لینا ہی مقصد نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا اس کی روح اور مدعائے حقیقی ہے۔ جو شخص پڑھتا ہے اور عمل نہیں کرتا اس کی مثال اس غلام کی سی ہے کہ اس کے مالک کی اس کو چٹھی پہنچے اور مالک نے چند کام کرنے کیلئے تاکید کی ہو لیکن وہ غلام مالک کے بتائے ہوئے کام سرانجام دینے کی بجائے صرف چٹھی کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا رہے اور اس کے حروف درست نکالے اور تلفظ پر ہی زور دیتا رہے

Marfat.com

اوراس کے تاکیدی احکام پر ہرگز عمل نہ کرے بتائے ہوئے کام جوں کے توں چھوڑ رکھے تو کیااس کا آقااس سے خوش ہو گا۔مالک اس کو انعام دے گا یاسزا کا مستحق قرار دے گا؟

لہذا ہر اہل ایمان کا فرض ہے کہ اس کتاب مبین کے پیغام کو سمجھے اور نہ صرف اس پر خود عمل کرے بلکہ اپنی اولاد اپنے زیر کفالت افراد اور ماتحتوں اور ملازموں کو بھی احکام پر عمل کرنے کا پابند بنائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ط اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ۔

مخصوص سورتوں اور آیات کے فضائل

سورۃ فاتحہ:

۱. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ (دارمی، بیہقی، مشکوٰۃ)

۲. آپ ﷺ کو عطا کئے گئے دو نور جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دے گئے۔ یعنی فاتحۃ الکتاب (الحمد شریف) اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔ (مسلم)

۳. رسول اللہ ﷺ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نماز میں کس طرح پڑھتے ہو؟ انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ایسی کوئی سورت نہ توراۃ میں نازل کی گئی نہ انجیل اور نہ زبور میں نازل کی گئی اور نہ قرآن میں۔ اس سورۃ میں سات آیات ہیں جو بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں اور یہ سورت قرآن عظیم ہے جو مجھ کو دی گئی۔ (ترمذی)

۴. ایک روایت میں ہے کہ سورۃ فاتحہ کا ثواب دو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (فضائل قرآن)

۵. ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سونے کے ارادہ سے لیٹے اور سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے وہ موت کے علاوہ ہر بلا سے امن پائے۔ (فضائل قرآن)

Marfat.com

سورۃ بقرہ اور آل عمران:

ا. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

۲. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لایا جائے گا قرآن کو اور اس کے پڑھنے والوں کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو اس طرح کہ قرآن کی دو سورتیں یعنی سورۃ بقرہ اور آل عمران ان کے آگے ہونگی گویا یہ دو سورتیں ابر کے ٹکڑے ہیں کہ ان میں چمک ہے یا دو ٹکڑیاں صف بستہ پرندوں کی ہیں جو اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کریں گی۔ (مسلم)

بقرہ کی آخری آیات:

ا. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ بقرہ کے آخر میں دو آیتیں ہیں جو شخص ان کو پڑھے رات کو وہ اس کیلئے کافی ہوتی ہیں یعنی ہر قسم کی آفت اور شر سے بچاتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۲. مزید ایک روایت میں ارشاد فرمایا یہ دونوں آیات مجھے اس خزانہ سے عطا کی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ پس سیکھو ان آیتوں کو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ اس لئے کہ یہ آیات رحمت ہیں خدا کے قرب کا ذریعہ ہیں اور دعا ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سورۃ بقرہ کی دس آیتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو رات کو پڑھ لے تو اس رات کوئی جن اور شیطان گھر میں داخل نہ ہو گا اور اس کو اور اس کے اہل و عیال کو اس رات کوئی آفت، بیماری، رنج و غم وغیرہ ناگوار چیز پیش نہ آئیگی اور اگر یہ آیتیں کسی مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کو افاقہ ہو جائے گا وہ دس آیات یہ ہیں چار آیات شروع سورۃ بقرہ کی پھر تین آیات درمیانی یعنی آیتہ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیات پھر آخر بقرہ کی تین آیات۔

آیتہ الکرسی:

ا. حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸ شَهِدَ اللّٰه...... اور آیت نمبر ۲۷ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ سے بغیر حساب تک پڑھا کرے تو اللہ اس کا ٹھکانا جنت میں بنادے گا۔ اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اس کی ستر حاجتیں پوری کرے گا جن میں سے کم سے کم حاجت اس کی مغفرت ہے (دیلمی، روح المعانی)

۲. امام بغویؒ نے ایک روایت میں اسی قسم کی حدیث میں مزید روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر دشمن اور حاسد سے پناہ دے گا اور اس کو ان پر غالب رکھے گا۔

۳. رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کتاب اللہ میں سب سے اعظم آیت آیت الکرسی ہے۔ (مسلم)

۴. ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوائے موت کے۔ (نسائی و ابن حبان)

ایک روایت میں ہے کہ آیت الکرسی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

ایک روایت میں ہے کہ عرش کے خاص خزانے سے مجھے چار چیزیں ملی ہیں۔ سورۃ فاتحہ آیت الکرسی، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور سورۃ الکوثر۔ (فضائل قرآن)

سورۃ کہف:

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھے اس کیلئے ایک نور ہوگا اگلے جمعہ تک۔ (متدرک، حاکم)

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے جو شخص سورۃ کہف کے شروع کی دس آیات یاد کرلے اس کو دجال سے بچایا جائے گا (مسلم) بعض روایات میں آخری دس آیات کا ذکر آیا ہے۔ (مسلم، نسائی)

سورۃ یٰسین:

احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

۱. ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے۔ جو شخص یٰسین کو پڑھے اس کیلئے دس قرآن پاک کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی، دارمی)

۲. جو شخص اس کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔

(دارمی)

۳. جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی کیلئے سورۃ یٰسین پڑھی اس کے پہلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ پس تم اس سورۃ کو اپنے مُردوں کے سامنے پڑھا کرو یعنی قریب المرگ لوگوں کے سامنے۔ (بیہقی، احمد، داؤد، نسائی وغیرہ)

۴. حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو اپنی حاجت کے آگے کر دے تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ (مظہری)

سورۃ فتح:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ فتح مجھ کو تمام چیزوں سے محبوب ہے۔ (بخاری)

سورۃ واقعہ:

۱. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرے اس کو کبھی فاقہ نہ ہو گا۔ (بیہقی) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بچیوں سے رات سورۃ واقعہ پڑھوایا کرتے تھے۔ علامہ قرطبی نے ایک دلچسپ مکالمہ نقل کیا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری بیماری کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور پوچھا۔

"مَا تَشۡتَکِیۡ" آپ کو کیا بیماری ہے؟

"ذُنُوۡبِیۡ" مجھے اپنے گناہوں کی بیماری ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

"فَمَا تَشۡتَھِیۡ" آپ کیا چاہتے ہیں؟

Marfat.com

"رَحْمَةَ رَبِّی" میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔

"اَفَلاَ نَدْ عُوْلَكَ طَبِيْبًا" کیا ہم آپ کیلئے کوئی طبیب نہ بلائیں؟

"اَلطَّبِيْبُ اَمْرَ ضَنِی" طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

"اَفَلاَ نَاْ مُرَكَ بِعَطَاءِ كَ" کیا ہم آپ کو ماہانہ عطیہ ادا کرنے کا حکم نہ دیں۔(حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا" آپ کی وفات کے بعد آپ کی بچیوں کے کام آئے گا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں کہا کہ کیا آپ کو یہ فکر ہے کہ میری وفات کے بعد میری بچیاں بھوک اور افلاس کا شکار ہوں گی۔ ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھا کریں اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ کی تلاوت کرتا ہے اسے کبھی بھوک اور افلاس سے واسطہ نہیں پڑے گا۔

۲. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ واقعہ دولت وثروت کی سورۃ ہے اسے خود بھی پڑھا کرو اور اپنی اولاد کو بھی سکھادو۔

سورۃ حشر کی آخری آیات:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت تین بار یہ کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم" اور پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ ج عَالِمُ الْغَيْبِ...... سے آخری سورۃ تک پڑھیں تو مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ستر فرشتے جو شام تک اس پر رحمت بھیجتے اور اس کیلئے دعا کرتے ہیں اور اگر وہ اس دن مرتا ہے تو شہید مرتا ہے اور جو شخص ان الفاظ اور آیات کو شام کے وقت پڑھے

Marfat.com

اس کا بھی یہی مرتبہ ہے (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے سورۃ حشر کے اواخر کو رات یا دن میں پڑھا پھر اس رات یا دن میں مر گیا تو خدا اس کیلئے جنت واجب کر دے گا (بیہقی)

سورۃ ملک:

ا. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک میں ایک سورۃ ہے۔ تیس آیات ہیں اس سورۃ نے ایک شخص کی شفاعت کی یہاں تک کہ وہ بخشا گیا وہ سورۃ تبارَكَ الَّذِی ہے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد)

۲. ایک حدیث میں ہے کہ سورۃ روکنے والی اور نجات دینے والی ہے عذاب قبر سے۔ (ترمذی)

۳. ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مجھے یہ محبوب ہے کہ یہ صورت ہر مسلمان کے دل میں ہو۔ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔

سورۃ زلزال اور کافرون:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ آدھے قرآن کے برابر ہے یعنی نصف قرآن کا ثواب رکھتی ہے اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ربع یعنی چوتھائی قرآن کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی سنتوں میں پڑھنے کیلئے دو سورتیں بہتر ہیں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص (رواہ ابن ہشام، مظہری) اور تفسیر ابن کثیر میں متعدد صحابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو صبح کی سنتوں میں اور مغرب کی سنتوں میں بکثرت یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں کوئی دعا بتا دیجئے جو ہم سونے سے پہلے پڑھا کریں۔ آپ نے قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ شرک سے برأت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوایا اور یہ پانی بچھو کے کاٹے کی جگہ پر لگاتے جاتے اور قُلْ یَاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے جاتے تھے۔ (مظہری)

سورۃ تکاثر:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی شخص یہ طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ہزار آیتیں پڑھے صحابہ نے عرض کیا کہ کون اس کی طاقت رکھتا ہے کہ روزانہ ہزار آیتیں پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھے۔ (بیہقی)

سورۃ اخلاص:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ رات کو تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی محبت نے تجھ کو جنت میں داخل کر دیا۔ (ترمذی)

مُعَوَّذَتَیْنُ: (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس)

ا. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات جو نازل کی گئیں عجیب آیات ہیں کہ ان کی مانند آج تک نہیں دیکھی گئیں وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔ (مسلم)

Marfat.com

۲. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب رات کو سونے کیلئے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملاتے اور پھر ان پر قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر پھونکتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو سارے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیرتے اور سر اور چہرہ سے ہاتھوں کو پھیرنا شروع کرتے اور بدن کے اگلے حصہ پر پھیرتے ہوئے سارے جسم پر پھیرتے اور تین مرتبہ اسی طرح کرتے۔(بخاری، مسلم)

۳. حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مقامات جحفہ اور ابوا کے درمیان سفر کر رہے تھے کہ ہمیں تیز و تند ہوا اور تاریکی نے گھیر لیا لہٰذا رسول اللہ ﷺ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ پڑھ کر خدا سے پناہ مانگنے لگے مجھ سے فرمایا کہ اے عقبہ! ان دونوں کو پڑھ کر پناہ مانگ کیونکہ ان کی طرح کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کے ذریعہ کس نے خدا سے پناہ حاصل کی ہو۔(ترغیب)۔

۴. نیز ایک حدیث میں ہے کہ اخلاص، فلق اور الناس کا صبح و شام پڑھنا ہر چیز سے کافی ہو گا۔ یعنی ہر بلا کو دفع کریں گی۔

سورۃ توبہ کی آخری دو آیات:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

یہ دونوں آیات رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی آخری دو آیات ہیں۔ ان کے فضائل میں ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص صبح و شام یہ آیات سات مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام آسان فرما دیتے ہیں۔

Marfat.com

سورۃ صافات کی تین آیات:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ (صٰفٰت ـ ۱۸۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ختم ہونے کے بعد یہ آیات تلاوت فرماتے تھے۔ (قرطبی)

تفاسیر میں امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول نقل کیا ہے جو شخص چاہتا ہو کہ روز قیامت اسے بھرپور پیمانے سے اجر ملے اسے چاہئے کہ اپنی ہر مجلس کے آخر پر یہ آیات پڑھے۔ (معارف القرآن)

آداب تلاوتِ قرآن

قرآن کریم کوئی معمولی کلام نہیں یہ خالق کائنات سلطان السلاطین، صاحب سطوت و جبروت رب ذواجلال کا کلام ہے۔ اس کے مطالعہ اور قرأت کے آداب بھی اس کی شان کے شایان ہونے چاہئیں کیونکہ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ تلاوت قرآن پاک کے آداب دو قسم کے ہیں۔ ۱. ظاہری آداب ۲. باطنی آداب

ظاہری آداب:

۱. نشست: باوضو پاکیزہ لباس کے ساتھ کسی پاک جگہ پر رو بہ قبلہ بیٹھے قرآن پاک کو کسی رحل، تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے۔

۲. ترتیل و تجوید: پڑھنے میں جلدی نہ کرے بلکہ ٹھہر ٹھہر کے تلفظ کی صحیح مخارج کے ساتھ ادائیگی کرے مجہول طریقے سے پڑھنا جائز نہیں۔

۳. خوش الحانی: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ (یعنی خوش آوازی سے قرآن کو مزین کرو) اس لئے قرآن پاک خوش الحانی سے پڑھا جائے آواز متوسط رکھی جائے نہ بالکل آہستہ نہ بلند۔

Marfat.com

۴. اگر ریا کا خوف ہو قریب کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی بیماری یا تکلیف کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے۔

۵. رونے کی کوشش کرے اگرچہ کوشش اور تکلف سے ہی کیوں نہ ہو۔

۶. تلاوت کرنے سے پہلے اَعُوْ ذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لازماً پڑھے دوران تلاوت کسی سے بات نہ کرے اگر مجبوراً بات کرنی پڑے تو قرآن شریف بند کرلے اور دوبارہ شروع کرنے سے پہلے پھر تعوذ اور تسمیہ پڑھ لے۔

۷. آیاتِ رحمت اور آیات عذاب وعتاب کا حق ادا کرے۔

8. سجدہ والی آیت آئے تو سجدہ کرے۔

باطنی آداب:

۱. پڑھنے والے کو چاہئے کہ نہائت خشوع و خضوع اور حضور قلب کے ساتھ پڑھے اور تمام خیالات فاسدہ کو ذہن سے نکال کر کلام اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

۲. اللہ رب العزت کی عظمت و کبریائی کو پیش نظر رکھ کر تلاوت کرے۔ اس طرح نہ صرف وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر سر تسلیم خم کرے گا بلکہ دل کی گہرائیوں سے تسلیم و رضا کی کیفیت پیدا ہوگی۔ اور جب قاری اللہ کے کلام کو اپنے محبوب حقیقی کا نامہ تصور کرکے اس کی تلاوت کرے گا تو اس کے پیغامات پر ہزار جان سے فدا ہونے کو جی چاہئے گا۔ اور غیر اللہ کی نفی کرکے قرب الٰہی کی منازل جلد طے کرلے گا۔

۳. یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ میری تلاوت کو سن رہا ہے اور میں اس کا کلام اس کو سنا رہا ہوں۔ اس طرح وہ بہت محتاط ہوکر اور محبت سے تلاوت کریگا۔

۴. انتہائی فکر و تدبر سے کام لیتے ہوئے کلام اللہ کے معارف اور اسرار و رموز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

۵. قرآن پاک کو سمجھنے کیلئے اپنے فہم و ذکا پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی توفیق و

Marfat.com

عنایت کا طلب گار رہے۔

تلاوت کے سننے کے آداب:

جو قرآن پاک کو پڑھے اس کو اکہرا اور جو سنے اس کو دوہرا ثواب ہے (دارمی) اس لئے قرآن پاک کو انتہائی ادب اور توجہ سے سننا چاہئے۔

قرآن پاک سننا واجب ہے۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ میں آیت ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ط	اور منکرین کہتے ہیں کہ قرآن کو ہر گز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں شور و غل مچا کر (خلل ڈالو) تاکہ تم غالب آ جاؤ۔

اس آیت سے سبق ملتا ہے کہ تلاوت میں خلل ڈالنے کی نیت سے شور کرنا کفر کی علامت ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاموش ہو کر سننا واجب اور ایمان کی علامت ہے اور سننے والے پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥	اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحمت ہو (اعراف ۲۰۴)

Marfat.com

باب ۳۱ فضائل درود سلام

قرآن پاک میں رب ذوالجلال کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب ٥٦)

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر خوب درود و سلام بھیجا کرو۔

اس سے بڑھ کر اس عمل کی اور کیا فضیلت ہو گی کہ اس بابرکت عمل میں مومنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی شریک ہیں اور پھر اس آیت مبارکہ کو اِنَّ کے ساتھ شروع کیا جو کہ نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ مضارع کے ساتھ ذکر فرمایا جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں تمام اہل ایمان کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب آپ ﷺ کا نام نامی آئے درود پڑھیں۔

صَلَّ اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

آپ پر درود نہ پڑھنے والے کیلئے جو وعیدیں آئی ہیں ان کی رو سے حضور ﷺ پر درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے ظالم ہے اور بد بخت ہے۔ درود پاک پڑھنا بہت ہی باعث برکت ہے اور بے شمار فضائل کا حامل ہے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث شاہد ہیں۔

۱. حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اس کو چاہئے کہ مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (احمد، نسائی، ابن حبان)

Marfat.com

۲. حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشک قیامت میں لوگوں میں میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا (ترمذی)

۳. رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر کسی روز ہزار مرتبہ درود بھیجے وہ نہ مرے گا جب تک اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے (ترغیب)

۴. حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی، ابن حبان، ترغیب)

۵. حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ (بزار، ترغیب)

۶. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۷. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دن نماز عصر پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اسی بار یہ درود پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ۝ تو اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کے نامہ اعمال میں اسی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا (سعادت دارین)

۸. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک دفعہ درود بھیجے گا خدا اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔ (احمد)

۹. ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے ارشاد نقل کیا ہے کہ اپنی مجالس کو درود کے ساتھ مزین کرو اس لئے کہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے قیامت میں نور ہے (سخاوی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

باب ۳۲ متفرقات

دس چیزوں کی حرمت کا بیان

☆...... حضرت کعب احبار رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہی دس چیزیں تورات میں بسم اللہ کے بعد بیان کی گئیں ہیں۔

☆...... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یہی وہ آیات محکمات ہیں جن کا ذکر سورۃ آل عمران میں آیا کہ جن پر حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء ﷺ تک تمام انبیاء کی شریعتیں متفق رہیں اور کوئی چیز کسی مذہب و ملت میں منسوخ نہیں ہوئی۔

☆...... تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا وصیت نامہ دیکھنا چاہے وہ ان آیات کو پڑھ لے سورۃ الانعام کی آیات میں مندرجہ ذیل چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱. اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت اور اطاعت میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔
۲. والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرنا۔
۳. فقر و افلاس کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا۔
۴. بے حیائی کے کام کرنا۔
۵. کسی کو ناحق قتل کرنا۔
۶. یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانا۔
۷. ناپ تول میں کمی کرنا۔
۸. شہادت یا فیصلہ یا دوسرے کام میں ناانصافی کرنا۔

Marfat.com

٩. اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا نہ کرنا۔

١٠. اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے کو چھوڑ کر دائیں بائیں دوسرے راستے اختیار کرنا۔

فکر آخرت

١. (روز حشر) جس دن کوئی شخص کسی کے کام نہ آسکے گا اور تمام حکومت اس دن اللہ کی ہوگی۔ (الانفطار۔١٩)

٢. بے شک اس دن نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور گنہگار دوزخ میں۔ (الانفطار ١٣، ١٤)

٣. اور اس دن جہنم سامنے لائی جائے گی۔ اس روز انسان کو سمجھ آئیگی۔ (الفجر۔ ٢٣، ٢٩)

٤. کیاانسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے نظرانداز کر دیا جائیگا۔ (القیامۃ۔٣٦))

٥. جس شخص نے سرکشی کی ہوگی اور دنیا کو ترجیح دی ہوگی۔ سو اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔
(النازعات۔٣٧-٣٩)

٦. کتنے چہرے اس دن ذلیل ہونگے۔ (الغاشیہ۔٢)

٧. کیا یہ لوگ زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھتے کہ ان (منکرین) کا انجام کیا ہوا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے اور دار آخرت یقیناً بہتر ہے ان کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں تو عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔ (یوسف ۔١٠٩)

٨. تم سے ضرور تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی۔ (نحل۔٩٣)

٩. جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہیگا۔ (نحل۔٩٤)

١٠. اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل نہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ طول میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچے گا یہ سب باتیں بری ہیں اور تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہیں۔ (کہف ٣٧، ٣٨)

١١. اس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ کے حضور قلب سلیم۔ (شعراء ٨٨، ٨٩)

وصیت نامہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ

آپ خواجگان طریقت کے سر حلقہ اور اکابر نقشبند کے سردار ہیں۔ اپنے وقت کے شیخ

Marfat.com

الشیوخ اور قطب زمانہ تھے۔ طریقت میں آپ کا کلام حجت اور حقیقت میں برہان ہے یہ وصیت نامہ آپ نے فرزند اور خلیفہ اولیائے کبیر رحمتہ اللہ علیہ کے نام لکھا۔ یہ سالکان طریقت کے لئے بے حد مفید اور مینارہ نور ہے۔ صوفیا کیلئے ضروری ہے کہ اسے مشعل راہ بنائیں آپ فرماتے ہیں اے فرزند!

☆...... تقوی کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف اور عبادت پر مضبوطی سے مداومت کرو اور اپنے حالات کو زیر نگاہ رکھو۔

☆......اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حقوق ادا کرتے رہنا ماں باپ اور تمام مشائخ کے حقوق کا خیال رکھنا تاکہ ان خصلتوں سے تو رضائے حق سے مشرف ہو جائے۔

☆......اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالانا کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔

☆...... قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر ہو یا زبانی بلند آواز سے ہو یا آہستہ قرآن پاک تفکر و تدبر اور حزن و گریہ سے پڑھنا۔

☆...... طلب علم سے ایک قدم نہ ہٹنا۔ علم فقہ اور حدیث پڑھنا۔

☆...... جاہل صوفیوں سے دور رہنا کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

☆......مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند رہنا اور آئمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرنا کیونکہ نئی پیدا شدہ باتیں سب گمراہی ہیں۔

☆......نوجوانوں، عورتوں، مالداروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دور رہنا کیونکہ یہ دین کو برباد کر دیتے ہیں۔ اگر صحبت رکھو تو فقیروں سے رکھنا اور ہمیشہ خلوت اختیار رکھنا۔

☆......دو روٹی مل جائیں تو ان پر قناعت کرنا اور رزق حلال کھانا کیونکہ رزق حلال خیر اور بہتری کی کنجی ہے اور حرام سے پرہیز کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔ حلال کمائی کا کپڑا پہنو تاکہ عبادت سے حلاوت پاؤ۔

☆......دین پر قائم رہو تاکہ کل روز قیامت دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے۔ رات اور دن

Marfat.com

بہت زیادہ عبادت کرنا۔ نماز باجماعت ترک نہ کرنا اگرچہ تم موذن یا امام نہیں۔

☆...... ضمانتوں میں اپنا نام نہ لکھوانا عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرنا اور وصیتوں میں دخل مت دینا۔

☆...... مخلوق سے ایسے بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ کوشش کرنا گمنام رہو تاکہ دین برباد نہ ہو۔

☆...... سفر اختیار کرو تاکہ تمہارا نفس ذلیل ہو، خانقاہ میں نہ بیٹھنا اور نہ بنانا۔

☆...... لوگوں سے حسن خلق کے ساتھ معاملہ کرنا، نیک ہو یا بد ہر حال میں باادب رہنا تمام مخلوق پر رحم کرنا۔

☆...... قہقہہ مار کر نہ ہنسنا قہقہہ غفلت سے ہوتا ہے اور دل کو مردہ کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہو جائے تو تھوڑا ہنسو اور بہت رووء۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ زندگی خوف ورجا کے درمیان بسر کرنا سالکوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کبھی خوف کبھی امید۔

☆...... اے فرزند! اگر ہو سکے تو شادی نہ کرنا۔ ورنہ طالب دنیا بن جاؤ گے اور دنیا کی طلب میں برباد ہو جاؤ گے۔ اگر نفس نکاح کا مشتاق ہو تو مجاہدہ کرنا (روزے رکھنا)۔

☆...... ہمیشہ آخرت کا غم رکھنا موت کو بہت یاد کرنا۔

☆...... طالب ریاست نہ بننا جو ریاست کا خواہاں ہو اس کو سالک طریقت نہ کہنا چاہئے۔

☆...... ہمیشہ روزے رکھنا کیونکہ روزہ نفس کی سرکشی کو توڑتا ہے۔

☆...... فقر میں پاکیزہ، سبک بار، بادیانت، باورع اور باپرہیز رہنا۔

☆...... اللہ تعالیٰ کی راہ میں حلیم اور ثابت قدم رہنا۔

☆...... مشائخ کی مال و تن و جان سے خدمت کرنا اور ان کے دل کا خیال رکھنا۔ ان کے کسی کام کا انکار نہ کرنا سوائے اس کے جو خلاف شرع ہو اگر مشائخ کا انکار کرے گا نجات نہیں ہوگی۔

Marfat.com

☆......لوگوں سے کچھ نہ مانگو اور اپنے واسطے کچھ جمع نہ رکھو حق تعالی کی ضمانت پر بھروسہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے آپ کو رنج مت دے اور مقام توکل میں قدم رکھ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے) پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہے۔

☆......جوانمرد اور سخی بنو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے خلق خدا پر خرچ کرو اور بخل اور حسد سے دور رہو کیونکہ بخیل اور حاسد روز قیامت دوزخ میں ہونگے۔

☆......اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کرو کیونکہ ظاہر کی آراستگی باطن کی خرابی ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ۔ ان سے صحبت مت رکھو اور حق بات کہو اور ڈرو مت۔

☆......اپنے نفس کے درپے ہو جاؤ تاکہ اس کو راہ راست پر لا سکو۔ اور اپنے نفس کو عزیز نہ رکھو۔

☆......غیر ضروری باتوں سے زبان کو خاموش رکھنا اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہنا۔

☆......کھانا اور پینا کم کرو اور ہرگز بغیر کسی شدید ضرورت کے کوئی چیز نہ کھانا اور کم سونا اور جلدی اٹھنا۔

☆......سماع کی مجلسوں میں زیادہ نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت نفاق پیدا کرتی ہے اور دل کو مردہ کرتی ہے سماع کا انکار بھی مت کرو کیونکہ بہت سے بزرگوں سے سنا ہے سماع اس شخص کو جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ۔ جس شخص میں یہ صفت نہ ہو اس کو نماز روزہ میں مشغول رہنا بہتر ہے۔

☆......چاہئے یہ کہ تیرا دل ہمیشہ غمگین، بدن نماز میں مصروف اور عمل میں خلوص ہو تیری دعا مجاہدہ تیرا لباس بوسیدہ اور تیرے دوست درویش ہوں۔ تیرا گھر مسجد تیرا مال دینی

Marfat.com

کتابیں، تیری آرائش ترک دنیااور تیرا محبوب اللہ تعالیٰ ہو۔

☆...... کسی شخص سے اس وقت تک بھائی چارہ نہ بنا جب تک اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں وہ فقیری کو امیری پر ترجیح دے۔ دین کو دنیا پر، ذلت کو عزت پر ترجیح دے، علم ظاہر و باطن کو جاننے والا ہو اور موت کیلئے تیار ہو۔

اے فرزند! دنیا پر مغرور نہ ہونا صبح یا شام کوچ ہو جائے گا چاہئے کہ خلوت میں تنہا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے شکستہ دل رہو تاکہ اللہ تعالیٰ کی بخشش میں غرق ہو جائے دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا کہ تو مسافر ہے اور دنیا سے اس طرح جانا کہ قیامت کے دن یہ معلوم نہ ہو کہ تو کس گروہ سے تھا۔

اے فرزند! ان نصیحتوں کو خوب یاد کرلو جس طرح میں نے اپنے شیخ و مرشد سے یاد کیں اور ان پر عمل کرنا۔ اللہ دین و دنیا میں تیرا نگہبان ہو گا۔ جس شخص میں یہ اوصاف پائے جائیں اس کا پیر ہونا مسلم ہے اور جو شخص اس کی پیروی کرے گا منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔

ایک ایمان افروز حدیث

طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص حبشی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے حسن صورت حسین رنگ میں بھی ممتاز ہیں اور نبوت و رسالت میں بھی اب اگر میں اس چیز پر ایمان لے آؤں جس پر آپ ایمان رکھتے ہیں اور وہی عمل کروں جو آپ کرتے ہیں تو کیا میں بھی جنت میں آپ کے ساتھ ہو سکتا ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں ضرور (یعنی اس حبشیانہ شکل و صورت سے نہ گھبراؤ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں کالے رنگ کے حبشی سفید اور حسین ہو جائیں گے اور ایک ہزار سال کی مسافت سے چمکیں گے۔ اور جو شخص لا اِلٰہ اِلاَّ اللہ کا قائل ہو اس کی فلاح و نجات اللہ کے ذمہ ہو جاتی ہے اور جو شخص

Marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

یہ سن کر مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حسنات کی اتنی سخاوت ہے تو ہم پھر کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں یا عذاب میں کیسے گرفتار ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ قیامت میں بعض آدمی اتنا عمل اور حسنات لے کر آئیں گے کہ اگر ان کو پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ بھی ان کے بوجھ کا متحمل نہ ہو سکے لیکن جب اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آتی ہیں اور ان سے موازنہ کیا جاتا ہے تو انسان کا عمل ان کے مقابلہ میں ختم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو اپنی رحمت سے نوازیں۔

اس حبشی کے سوال پر ہی سورہ دہر کی یہ آیت نازل ہوئی:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ط حبشی نے حیرت سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میری آنکھیں بھی ان نعمتوں کو دیکھیں گی جن کو آپ کی آنکھیں مشاہدہ کریں گی؟

آپ نے فرمایا "ہاں" یہ سن کر حبشی نو مسلم نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ روتے روتے وہیں جان دے دی اور آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی۔

ارشادات نبوی ﷺ

۱. اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

۲. ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی)

۳. دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ اتنی تباہی نہیں کرتے جتنی آدمی کے دین کے لئے دولت اور عزت کی حرص خطرناک ہے۔

۴. اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز اتنی محبوب نہیں جتنے دو قطرے ایک قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہایا

Marfat.com

جائے دوسرا جو اللہ کے ڈر سے گرے۔

۵. لوگوں کو نیک کاموں کا حکم کیا کرو اور برے کاموں سے روکا کرو۔ ورنہ خدا تم پر جلدی عذاب نازل کر دے گا۔ پھر دوہائی بھی دوگے تو شنوائی نہ ہوگی۔

۶. مسلمان ایمان دار وہی ہے جس کے ہاتھ۔ زبان اور قلم سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔

۷. ایک مسلمان کو نقصان پہنچانا کعبہ اور بیت المعمور گرانے سے پندرہ گنا برا ہے۔

۸. وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی ایمان دار کو دکھ پہنچایا یا نقصان دیا۔

۹. کسی مسلمان بھائی کی حاجت براری کرنے والا ایسا ہے گویا کہ اس نے ساری عمر اللہ کی اطاعت وخدمت میں گزار دی۔

۱۰. والدین سے نیک سلوک کرنا نماز، روزہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔

۱۱. جس نے صبح کی ایسی حالت میں کہ ماں باپ اس پر راضی رہے۔ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہیں۔ اور جس نے صبح کی ایسی حالت میں کہ ماں باپ اس پر ناراض رہے اس کیلئے دو دروازے دوزخ کے کھلے ہیں۔

۱۲. اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔ اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

۱۳. تمام گناہوں میں سے جو چاہتا ہے اللہ معاف کر دیتا ہے لیکن ماں باپ کی ناراضگی کی سزا موت سے پہلے دنیا میں ہی دے دیتا ہے۔

۱۴. فرزندِ نافرمان اور قرابت کو توڑنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

۱۵. جو نیک لڑکا والدین کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے عوض ایک حج کا ثواب عطا کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی "اگرچہ سو بار دیکھے" فرمایا "ہاں اللہ بڑی قدرت والا ہے۔"

۱۶. جنت تیری ماں کے قدموں کے نیچے ہے اور تیرا باپ جنت کے درمیانی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

Marfat.com

۱۷. تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ باپ کی دعا اولاد کے لئے مسافر کی دعا ہر شخص کیلئے مظلوم کی دعا ظالم کیلئے۔

۱۸. اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عمر زیادہ اور مال میں برکت ہو تو خدا سے ڈر اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک واحسان کر۔

۱۹. سب سے اچھا صدقہ وہ ہے جو مستحق قرابت داروں پر ہو اگر قرابت دار محتاج ہوں تو غیر پر کوئی صدقہ نہیں۔

۲۰. جس نے ایک دو یا تین لڑکیوں یا بہنوں کی پرورش کی اور اسلام اور ادب سکھایا پھر اللہ کی رضا کے لئے نکاح کر دیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔

۲۱. جس شخص نے اپنی زبان اور شرم گاہ کو قابو میں رکھا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

۲۲. کیا میں ایسے خزانہ سے مطلع نہ کروں جو سب سے اچھا ہے۔ سن لو وہ خزانہ نیک اور دیانت دار بیوی ہے۔

۲۳. عورت کے لئے پردہ واجب ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتے ہیں۔

۲۴. جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر جاتی ہے اس پر اللہ کی ساری مخلوق لعنت کرتی ہے۔

۲۵. جو عورت اس حالت میں فوت ہو جائے کہ اس پر اس کا خاوند بوجہ نیکی راضی رہا۔ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

۲۶. جس عورت کا مرد ناراض ہو جائے اس عورت پر اللہ کے فرشتے ساری رات لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۲۷. جو گوشت حرام مال کھانے سے بڑھا ہو۔ اس کا دوزخ میں جلنا ہی بہتر ہے۔

۲۸. رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر خدا کی لعنت ہے۔

Marfat.com

۲۹. وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

۳۰. میزان عمل میں سب سے بھاری دو چیزیں ہوں گی۔

خدا سے ڈرنا ۔ خوش خلقی ۔

۳۱. سود کا ایک درہم خدا کے نزدیک زنا سے چھتیس گنا بدتر ہے۔

۳۲. عبادت کے دس جزو ہیں۔ ان میں نو جزو اکل حلال کی طلب ہے۔

۳۳. جو شخص طلب حلال میں تھک کر شام کرے۔ صبح وہ اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

۳۴. اگر میں حکم دیتا کہ (سوائے خدا کے) کسی کو سجدہ کیا جائے تو میں حکم دیتا کہ بیوی خاوند کو سجدہ کرے۔

۳۵. آگ خشک گھاس کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی غیبت انسان کی نیکیوں کو مٹا دیتی ہے۔

۳۶. مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو مسکرا کر دیکھنا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

۳۷. جو چیزیں قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں رکھی جائیں گئیں ان میں سب سے وزنی چیز حسنِ اخلاق ہے۔

۳۸. طہارت اور پاکیزگی ایمان کا جزو ہے۔

۳۹. بہادر وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے۔ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

۴۰. نامحرم عورت کے پاس جانے سے بچو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دیور کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

(بخاری و مسلم)

جواہر پارے

ہمیشہ مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور کثرت ذکر سے فنا

Marfat.com

بشریت حاصل ہوتی ہے۔

کثرت اسم ذات سے جذب الٰہی پیدا ہوتا ہے۔

کثرت درود سے واقعات نیک نظر آتے ہیں۔

نفی اثبات سلوک اور قطع راہ کیلئے مفید ہے۔

کثرت نوافل سے انکسار و شکست دلی حاصل ہوتی ہے۔

کثرت تلاوت سے نور و صفائی حاصل ہوتی ہے

ذکر تہلیل بلحاظ معنی مفید طریقہ ہے

اور محض تکرار الفاظ سرمایۂ ثواب و کفارۂ سیئات ہے

ذکر نفی اثبات جبس دم سے تین سو سے کم فائدہ نہیں دیتا اور جس قدر زیادہ ہو مفید ہے۔

﴿مظہر جانِ جاناں﴾

فقیر کے 'ف' سے مراد فاقہ 'ق' سے مراد قناعت 'ی' سے مراد یاد الٰہی اور 'ر' سے مراد ریاضت ہے۔ اگر یہ امور بجالائے تو 'ف' سے فضل خدا 'ق' سے قرب مولیٰ 'ی' سے یاری اور 'ر' سے رحمت حاصل ہو ورنہ 'ف' سے فضیحت 'ق' سے قہر 'ی' سے یاس اور 'ر' سے رسوائی ہو۔

﴿شاہ غلام علی﴾

مرد: مرد چار قسم کے ہیں نامرد، مرد، جوانمرد اور فرد

طالب دنیا نامرد، طالب عقبیٰ مرد، طالب عقبیٰ و مولا جوانمرد اور طالب مولے فرد

خطرہ: خطرے کی چار قسمیں ہیں

شیطانی، نفسانی، ملکی اور حقانی

شیطانی بائیں جانب سے آتا ہے نفسانی اوپر سے یعنی دماغ سے، ملکی داہنی جانب سے، حقانی فوق الفوق سے۔

تصوف: شیخ سعدیؒ شیرازی سہروردیہ طریقہ میں بڑے سمجھدار آدمی تھے۔ دو باتوں میں

Marfat.com

تصوف تمام کر دیا۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندرز گفت بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بین مباش
دوم آنکہ بر غیر بد بین مباش

(شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ)

مجھے میرے دانا پیر و مرشد حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے سطح آب پر دو نصیحتیں کیں۔ ایک یہ کہ اپنے بارے میں کبھی خوش فہمی اور خود پسندی میں مبتلا نہ ہونا اور دوسرے یہ کہ کسی دوسرے کے بارے میں بد گمانی نہ کرنا اور اس کو کمتر اور حقیر نہ سمجھنا۔

بزرگان نقشبندیہ کا عمل بہ عزیمت و اجتناب از رخصت و احتراز از بدعت ہے۔ اس طریقہ میں پیری و مریدی محض بیعت و شجرہ و کلاہ سے نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم ذکر قلبی، حصول جمعیت، توجہ الی اللہ اور صحبت مرشد میں ہونا ضروری ہے۔

﴿مظہر جانِ جاناں﴾

Marfat.com

باب ۳۳ دُعا

اللہ رب العزت کاارشاد ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

دعا کے معنی ہیں اللہ کو پکارنا اور اپنی حاجات اسی کے حضور پیش کر کے انہیں پوری کرنے کیلئے التجا کرنا۔ دعا اللہ اور بندے کے درمیان انتہائی طاقتور وسیلہ ہے جو رب ذوالجلال کو مائل بہ کرم کرتا ہے اور اس کی رحمت کو جوش میں لاتا ہے دست دعا دراز کرنے سے بندہ و آقا یعنی نیاز مند اور بے نیاز کے درمیان بلاواسطہ رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ رب کریم کے نزدیک بندے کا عجز و نیاز سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ جب بندہ اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اور یہی عاجزی اور نیاز مندی ہی عبادت کا مغز ہے۔

رب کریم کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا جب انسان آلام و مصائب میں گھرا ہوا ہو رشتہ دار، عزیز و اقارب اور دوست سب ساتھ چھوڑ جائیں اور بندہ ہر طرف سے مایوس ہو جائے۔ مسائل کے حل اور پریشانیوں کے مداوا کے لئے کوئی تدبیر کام نہ آ رہی ہو تو اس وقت رب کائنات کے حضور دعا اپنی اصل اور حقیقی روح کے ساتھ کار فرما ہوتی ہے اور انسان کو رب کریم کی رحمت کے بیکراں سمندر سے آب حیات کے حصول کی قوی امید ہو جاتی ہے اور وہ اس کریم کے در سے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ کیونکہ دعا کی شکل میں اللہ کے ساتھ بندے کی نیاز مندی کا رشتہ حقیقی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

دست دعا دراز کرنے سے رنج والم، افکار اور اندیشے دور ہو جاتے ہیں۔ شکستہ اور پریشان دل کو قرار آ جاتا ہے اور سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ اور آلام و مصائب کے بادل چھٹنے کی امید ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دعا کے فضائل: آقائے دوجہاں رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے:

۱. اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے

۲. حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "تم کو چاہئے کہ اپنی حاجتیں خدا سے مانگو یہاں تک کہ اپنی جوتی کا تسمہ بھی جب وہ ٹوٹ جائے۔
(ترمذی)

۳. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ سختیوں کے وقت خدا اس کی دعا قبول فرمائے اس کو چاہئے کہ فراخی اور خوشحالی کے وقت کثرت سے دعا مانگے۔ (ترمذی)

۴. حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ اسے پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے۔

۵. آپ نے فرمایا دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔

۶. حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دعا عین عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔
(ترمذی، احمد نسائی وغیرہ)

۷. حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلاَّ الدُّعَا (ترمذی) قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا۔

۸. دعا سے زیادہ کوئی چیز مکرم نہیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۹. حضرت عمر اور معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ دعا ہر حال میں نافع ہے ان بلاؤں کے معاملے میں بھی جو نازل ہو چکی ہیں اور جو نازل نہیں ہوئیں پس اے اللہ کے بندو ضرور دعا کرو۔

۱۰. جو شخص اللہ سے اپنی حاجت کا سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔
(ترمذی، حاکم)

Marfat.com

کیامانگاجائے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کیلئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے اس شخص کیلئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں مانگی گئی کہ انسان اس سے عافیت کا سوال کرے (ترمذی، حاکم)

لفظ عافیت بڑا جامع لفظ ہے جس میں بلاؤں سے حفاظت اور ہر ضرورت اور حاجت کا پورا ہونا داخل ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک مسلمان جب کوئی دعا مانگتا ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین صورتوں میں سے کسی صورت میں قبول کرلیتا ہے یا تو اس کی یہ دعا اسی دنیا میں قبول کرلی جاتی ہے یا اسے آخرت میں اجر دینے کیلئے محفوظ کرلیا جاتا ہے یا اسی درجہ کی کوئی آفت (جو اس پر آنے والی ہوتی ہے) کو اس پر آنے سے روک دیا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

اللہ کے گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرے اور جیسا کہ فضائل میں ذکر ہو چکا ہے کہ جوتی کے تسمے تک کا اس سے سوال کرے اگر وہ ٹوٹ جائے نیز فرمایا کہ اس سے اس کا فضل مانگا کرو۔

دعا کے آداب ولوازمات:

رب کریم کے حضور اپنی حاجات پیش کرنے کے کچھ آداب ولوازمات ہیں جن کا بجالانا ضروری ہے تاکہ دعا شرف قبولیت حاصل کر سکے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے دل سے تکبر، غرور اور خود بینی کو دور کر کے عاجزی اور انکساری کے ساتھ تضرع اور زاری کا اظہار کرتے ہوئے اس رحمان ورحیم کے در پر دستک دے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً ط (دعا کیا کرو آہ وزاری کرتے ہوئے اور چپکے چپکے) اور کامل یقین کے ساتھ دعا کرے کہ میری دعا کو مولائے کریم لازماً شرف قبولیت بخشے گا اور چاہئے یہ کہ مایوسی کو قریب تک نہ پھٹکنے دے اگر دعا جلد قبول نہ بھی ہو تو مایوس نہ ہو جائے اور بار بار اس رحمان ورحیم کو پکارتا رہے اور سر نیاز اس کریم کے در پر جھکائے رکھے ایک دن وہ ضرور سنے

Marfat.com

گا اور بگڑی ہوئی قسمت بن جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کو پکارو اسی طرح کہ تمہیں قبولیت کا پورا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں کرتا جو دل کی غفلت کے ساتھ کی جائے۔" یعنی دعا نہایت توجہ اور حضور قلب کے ساتھ کی جائے۔

شرائط قبولیت: دعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ وہ قادر مطلق پر پختہ ایمان رکھتا ہو اس کی طاعت سے سرتابی نہ کرے، سرکش نہ ہو جائے، اپنے گناہوں سے سچے دل کے ساتھ توبہ کرے، یہ کہ کسی گناہ کے واسطے دعا نہ کرے اور جلدی نہ مچائے تو دعا قبول ہو گی۔

نیز یہ کہ رزق حلال کھائے ایک حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ دور دراز کا سفر کرتا ہے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے پراگندہ بال اور پریشان حال ہے (یعنی قبولیت کے اسباب موجود ہیں) لیکن حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا بھی حرام پینا بھی حرام اور لباس بھی حرام کا ہے تو پھر دعا کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

قبولیت میں دیری کی حکمت: بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ بظاہر دعا قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس دعا کا یا تو آخرت میں ثواب ملتا ہے یا دنیا میں اس سے کوئی برائی دور ہو جاتی ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے لوگو! تمہارا پروردگار بہت حیا والا اور کرم والا ہے۔ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی پھیرے۔

دعا کا اثر کسی صورت میں زائل نہیں ہوتا۔ البتہ اس میں منشاء ربانی کی کوئی مصلحت کارفرما ہوتی ہے اور اس میں ہماری بہتری پیش نظر ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور خدا بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (البقرہ ۲۱۶)

Marfat.com

دعا کا مسنون طریقہ

دعا کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ اول رب ذوالجلال کی ثنا کی جائے اور آخر میں بھی۔ اس طرح اول و آخر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جائے اور پھر اپنا مدعا نہایت آہ و زاری، خلوص اور عاجزی کے ساتھ پیش کیا جائے۔ حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور نماز ادا کی اور پھر کہا اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عَجَّلْتَ اَیُّهَا الْمُصَلِّیُ "اے نمازی تو نے عجلت سے کام لیا جب تو نماز پڑھ لے اور بیٹھ جائے تو اللہ کی حمد کر جو اس کی شان کے لائق ہو پھر مجھ پر درود پڑھ پھر اللہ سے دعا کر۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد کی اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا حضور نے فرمایا اے نماز پڑھنے والے دعا کر تیری دعا قبول ہو گی۔

ایک اور حدیث پاک میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے میں نماز پڑھ چکا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا اور پھر اپنے لئے دعا مانگی حضور ﷺ نے فرمایا سَلْ تُعْطَ سَلْ تُعْطَ مانگ تجھے دیا جائے گا مانگ تجھے دیا جائے گا۔ (ترمذی)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلانیہ اور جہراً دعا کرنے اور آہستہ پست آواز سے دعا کرنے میں ستر درجے فضیلت کا فرق ہے۔ دعا کا خفیہ اور آہستہ مانگنا افضل اور قرین قبولیت ہے کیونکہ بلند آواز سے دعا مانگنے میں تواضع اور انکسار کو قائم رکھنا مشکل ہے اور دوسرے ریا اور شہرت کا بھی خطرہ ہے غزوۂ خیبر میں صحابہ کرام کی آواز دعا میں بلند ہو گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے جو اتنی بلند آواز سے کہتے ہو بلکہ ایک سمیع و قریب تمہارا مخاطب ہے۔

Marfat.com

دعا کی لازمی قبولیت والے

اللہ تعالیٰ مضطر کی دعا لازمی طور پر قبول فرماتا ہے جیسا کہ سورۃ نحل میں ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی فریاد کو جب وہ پکارتا ہے اس کو اور دور کر دیتا ہے اس سے سختی کو) لفظ مضطر، اضطرار سے مشتق ہے کسی ضرورت سے مجبور اور بے قرار ہونے سے جو بے اختیاری کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس کو اضطرار کہا جاتا ہے اور یہ کیفیت تبھی پیدا ہوتی ہے جب اس کا کوئی یار و مددگار اور سہارا نہ رہے اور انسان دنیاوی سہاروں سے مایوس ہو کر خالصتاً رب کریم سے فریادی ہو۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو کارساز سمجھ کر دعا کرنا سرمایہ اخلاص ہے جس کسی شخص میں یہ صفت ہو رحمت حق ضرور اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے ایک صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں ایک مظلوم کی دعا دوسرے مسافر کی دعا تیسرے باپ جو اپنی اولاد کے لئے بددعا کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن پاک کی ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اس کو پڑھ کر آدمی دعا کرتا ہے تو دعا قبول ہوتی ہے پھر یہ آیت پڑھی:

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ (سورۃ زمر۔ قرطبی)

ترمذی، نسائی، اور مسند احمد میں ربیعہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلِظُّوْا بِیَاذَوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (لازم پکڑو یاذوالجلال والاکرام کو) حدیث مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں یاذوالجلال والاکرام ضرور پڑھا کرو یہ کلمات حق تعالیٰ کی ان صفات میں سے ہیں کہ ان کو ذکر کر کے جو دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

کن کی دعا قبول نہیں ہوتی:

ا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا "بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا جلد بازی کیا ہے فرمایا جلد بازی

Marfat.com

یہ ہے کہ آدمی کہے کہ میں نے بہت دعا کی مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی اور یہ کہہ کر آدمی تھک جائے اور دعا مانگنی چھوڑ دے۔

۲. جن کا کھانا، پینا، پہننا حرام کا ہو ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

۳. اگر دعا غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ یا بغیر دھیان اور توجہ کے دعا کے کلمات کہیں تو ایسی دعا قبول نہیں ہوتی (ترمذی عن ابوہریرہ)

انبیا علیہم السلام کی قرآنی دعائیں

۱. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا دونوں جہان کی خیر و برکت کیلئے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت عطا فرما اور آخرت میں بھی ہمیں بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا

اس دعا سے دونوں جہانوں کی بھلائی حاصل ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ اس دعا کو اکثر پڑھا کرتے تھے۔

۲. حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی دعا مغفرت اور رحم کیلئے

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اعراف)

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ فرمائے تو ہم خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے

۳. حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

سلامتی ایمان اور اسلام پر موت کی دعا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۝ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف)

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ مجھے موت دیجئے اسلام پر اور خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجئے

Marfat.com

۴. حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

شرح صدر اور زور بیان کیلئے

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (طٰہٰ)

اے میرے رب میرا سینہ کشادہ فرما دیجئے اور میرے لئے میرا کام آسان فرما دیجئے اور میری زبان کی گرہ کھول دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

یہ دعا سینے کی کشادگی دل کی نورانیت اور زبان میں اثر اور قوت پیدا کرنے کیلئے مفید ہے۔

۵. حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا

بیماری سے صحت یابی کیلئے

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (انبیاء ۸۲)

اے پروردیگار مجھے تکلیف پہنچی ہے اور آپ تو سب مہربانوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں

حضرت ایوب علیہ السلام ایک مدت تک انتہائی تکلیف دہ مرض میں مبتلا رہے۔ آخر یہ دعا کی تو اللہ نے قبول کرتے ہوئے سب تکلیفیں دور کر دیں۔

۶. حضرت یونس علیہ السلام کی دعا

ہر غم سے نجات کیلئے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (انبیاء ۸۳)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے (سب نقائص سے) بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔

یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام نے کی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص بھی اس دعا کو پڑھے گا۔ اس کی دعا قبول ہو گی رنج و مصائب کیلئے مجرب ہے۔

۷. حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا:

اولاد کی طلب کیلئے :

Marfat.com

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ٥ (مومنون)

اے پروردگار مجھ کو لاوارث نہ رکھ اور سب وارثوں سے تو بہتر تو خود ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام جن کی اولاد نہ تھی۔ انہیں انتہائی بڑھاپے کی حالت میں یہ دعا قبول کرتے ہوئے اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام جیسے بیٹے سے سرفراز کیا۔ یہ دعا بے اولادوں کیلئے مجرب ہے۔

۸. حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

برائے خیر و سلامتی

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ٥ (مومنون)

اے پروردگار مجھے برکت والا اتارنا اتار تو سب اتارنے والوں سے اچھا ہے۔

طوفان نوح کے دوران حضرت نوح علیہ السلام کو تعلیم کی گئی جب کوئی شخص کسی نئی بستی آبادی یا نئے مقام پر پہنچے تو یہ دعا کرے وہاں ٹھہرنا اور قیام کرنا باعث برکت ہوگا۔

۹. حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

مغفرت اور بخشش کیلئے

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ (القصص ۱۶)

پروردگار! مجھ سے اپنی جان پر ظلم ہوگیا ہے پس تو بخش دے۔

مصر میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک قبطی قتل ہوگیا تو آپ نے بخشش اور مغفرت کی دعا مانگی

۱۰. حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعا

بوقت رخصت سلامتی و حفاظت کیلئے

فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ (یوسف)

سو اللہ سب سے بڑھ کر محافظ (نگہبان) ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت بنیامین کو بھائیوں کے ساتھ رخصت کرتے وقت پڑھی۔

مزید مسنون دعائیں

دعا برائے رفع حزن و غم

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥

کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

یہ دعا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تعلیم فرمائی کہ اگر آپ کی شفقت و خیر خواہی اور دل سوزی کی لوگ قدر نہ کریں تو کچھ پرواہ نہیں۔

اگر ساری دنیا بھی آپ سے منہ پھیر لے تو تنہا خداوند قدوس آپ کو کافی ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان کا مالک اور عرش عظیم کا مالک وہی ہے۔ ابو داؤد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام سات سات مرتبہ یہ پڑھ لیا کرے۔ خداوندِ کریم اس کے تمام ہموم و غموم کو کافی ہو جائیگا۔ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس آیت کو ہر روز سو (۱۰۰) بار پڑھے تو تمام مہمات دنیا و آخرت کے لئے اس کو کافی ہے۔

شیاطین اور ان کے وساوس سے حفاظت کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ٥ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ٥

اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ یعنی شیاطین میرے پاس بھی آئیں۔

یہ استعاذہ حق تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے واسطہ سے امت کو تعلیم فرمایا

Marfat.com

تاکہ شیاطین کے وسوسوں اور ان کی ایذا رسانی سے محفوظ رہیں۔

سوتے وقت کی دعا: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسارِ مبارک کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی (مشکوۃ) الٰہی میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہونگا۔

بیدار ہونے کے وقت کی دعا: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت جب بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَاوَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ (مشکوۃ)

سب تعریف اللہ کیلئے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

بیتُ الخلاء میں داخل ہونے کی دُعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (مشکوۃ)

اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک جنوں اور جنیوں سے۔

بیتُ الخلاء سے باہر آنے کی دُعا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ ﷺ جب جائے ضرور سے نکلتے تو فرماتے:

غُفْرَانَكَ (مشکوۃ) الٰہی! میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں۔

ہر چیز کی ضرر سے بچاؤ کی دعا: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر صبح و شام تین مرتبہ یہ پڑھے تو اُسے کسی چیز سے نقصان نہ پہنچے گا۔

١۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

شروع اللہ کے نام سے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اس کے نام کی برکت سے زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی صبح وشام یہ دعا پڑھے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآ مَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

پناہ لیتا ہوں میں اللہ کے کامل التاثیر کلمات کی تمام مخلوق کی شر سے۔

کھانے پینے کے وقت کی دعا: کھانا پینا شروع کرتے وقت سب سے پہلے یہ پڑھے (مشکوٰۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم یا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَتِ اللّٰہِ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھانے لگے اور بِسْمِ اللّٰہِ کہنا بھول جائے تو جب یاد آئے یہ پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں کھانے کے اول بھی اور آخر بھی۔

کھانے پینے کے بعد کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (مشکوٰۃ)

اس اللہ کی سب تعریف ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

آئینہ دیکھنے کی دعا: متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئینہ دیکھتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ

الٰہی! آپ نے جیسے میری صورت اچھی بنائی میری سیرت بھی اچھی بنادے۔

گھر سے نکلتے وقت کی دعا: گھر سے نکلتے ہوئے اس دعا کے پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے:

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ تَوَ کَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّ ۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ(مشکوۃ)

اللہ کے نام سے، میں نے بھروسہ کیا اللہ پر نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے اور فائدہ کے حصول کی مگر اللہ کی توفیق سے۔

بیماری اور بیمار کیلئے دعا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَذۡھِبِ الۡبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِیۡ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا(مشکوۃ)

دور کر تکلیف اے پروردگار خلقت کی اور شفا بخش آپ ہی شفا دینے والا ہے۔نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔

ہر درد کا علاج: رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھے اللہ کے فضل سے درد دُور ہو جائے گا۔

اَعُوۡذُ بِعِزَّ ۃِاللّٰهِ وَقُدۡرَتِہٖ مِنۡ شَرِّ کُلِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔ (مشکوۃ) "میں پناہ لیتا ہوں اللہ کے غلبے اور اس کی قدرت کی، ہر اس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور اس سے بچنا چاہتا ہوں۔

غمگین کی دعا: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ غمگین یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَحۡمَتَكَ اَرۡجُوۡ فَلَا تَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَةَ عَیۡنٍ وَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ شَاۡنِیۡ کُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ۔(مشکوۃ) الٰہی! میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں مجھے ایک لحظے کیلئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر (یعنی اپنی دست گیری کا ہاتھ میرے سر سے نہ اُٹھا) اور میری حالت بالکل درست کر دے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

Marfat.com

بے قراری کے وقت کی دعا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی وجہ سے بے قرار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ (مشکوۃ) اے زندہ! اے تھامنے والے میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم ط رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْن ط رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْن۔

کتب جن سے استفادہ کیا گیا

تفسیر ضیاء القرآن، معارف القرآن، تفہیم القرآن، تفسیر مظہری، ریاض الصالحین، حضرات القدس، مبدا و معاد، بہار تصوف، رسائل نقشبندیہ، فضائل ذکر و قرآن، مجدد الف ثانی، حالات مشائخ نقشبندیہ، کشف المحجوب، تحفۃ الاخوان۔

Marfat.com

مادہ پرستی کے اس دور میں پریشانیوں سے نجات اور اطمینان قلب کیلئے

ایک بے مثال کتاب

جمالِ ذکر الٰہی

خصوصیات

۱۔ موجودہ دور میں ذکر کی ضرورت واہمیت۔

۲۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر الٰہی کے احکام۔

۳۔ ذکر کے فضائل اور اقسام۔

۴۔ شیطان مردود اور نفس امارہ کے وساوس کا موثر علاج۔

۵۔ روحانی ارتقاء کے حصول کیلئے روزمرہ کے معمولات۔

۶۔ سلسلہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کے اذکار و ظائف۔

۷۔ ذکر کے سلسلہ میں اولیائے عظام کے اقوال۔

۸۔ عامتہ الناس اور صوفیا وسالکین کیلئے ایک لاجواب راہنما۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف،

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۔ لاہور

Marfat.com